بھاگوت نظم اردو

از

منشی گلناتھ خوشتر

مطبوعہ ۱۸۶۳ء

بھاگوت نظم اردو تصنیف منشی جگناتھ خوشتر



مطبع منشی نول کشور مقام لکھنؤ میں چھاپی گئی



سری مت بھاگوت اردو منظوم

تصنیفات منشی جگناتھہ صاحب خوشتر جنکی تالیفات رامائن منظوم پسندیدہ خاص و عام

مطابع ہند سے چندمرتبہ شائع اور اب آخرمین حق تالیف رجسٹری ہوکے

مطبع منشی نولکشور سے طبع ہوئی اندنون یہ نایاب جنس گران بہا سرمایہ

تبرک و افتخار حسب فرمایش یگانۂ زمانہ سرآمد تاجران دیار و امصار شیخ عبدالعزیز صاحب

ولد شیخ رجب علی صاحب تاجر کتب لکھنوی مطبع سے مرتبۂ اولی شائع ہوئی

لہذا مہر و دستخط صاحب فرمایش کے ذیل سطور مین درج ہین

اشتہار

حسب قانون بستم ۱۸۴۷ع

جو کہ منشی جگناتھہ صاحب مرحوم مولف بھاگوت ہذا کے صاحبزادون نے

حق تالیف اس کتاب کا راقم کو عنایت کیا اس لیے حسب قانون بستم

۱۸۴۷ع کے جملہ برادران مطبع سے التماس ہے کہ مبادرت طبع

بدون اجازت احقر نفرماوین ورنہ بموجب قانون مواخذہ دار تاوان و سزای مصرحۂ قانون

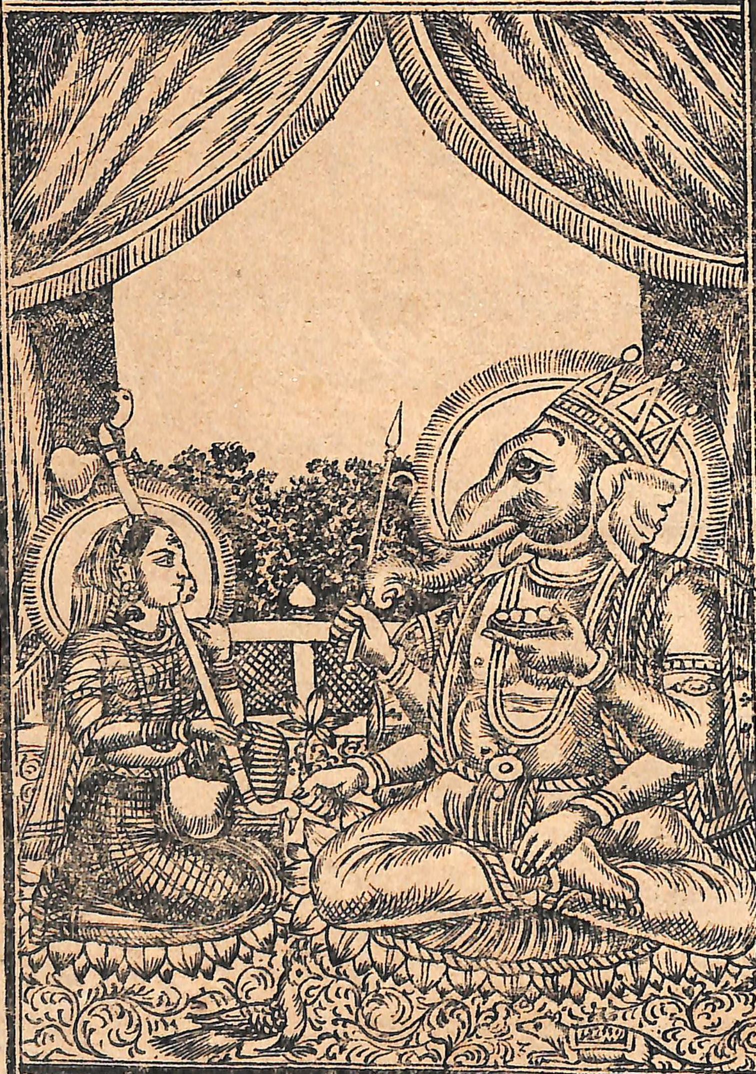
کے ہین اور سوای اسکے ایک رامائن اور دوسری پوتھی چترگپت کا بھی حق تالیف

راقم کا ہی بنظر آگاہی خاص و عام اشتہار ہذا لکھا گیا فقط

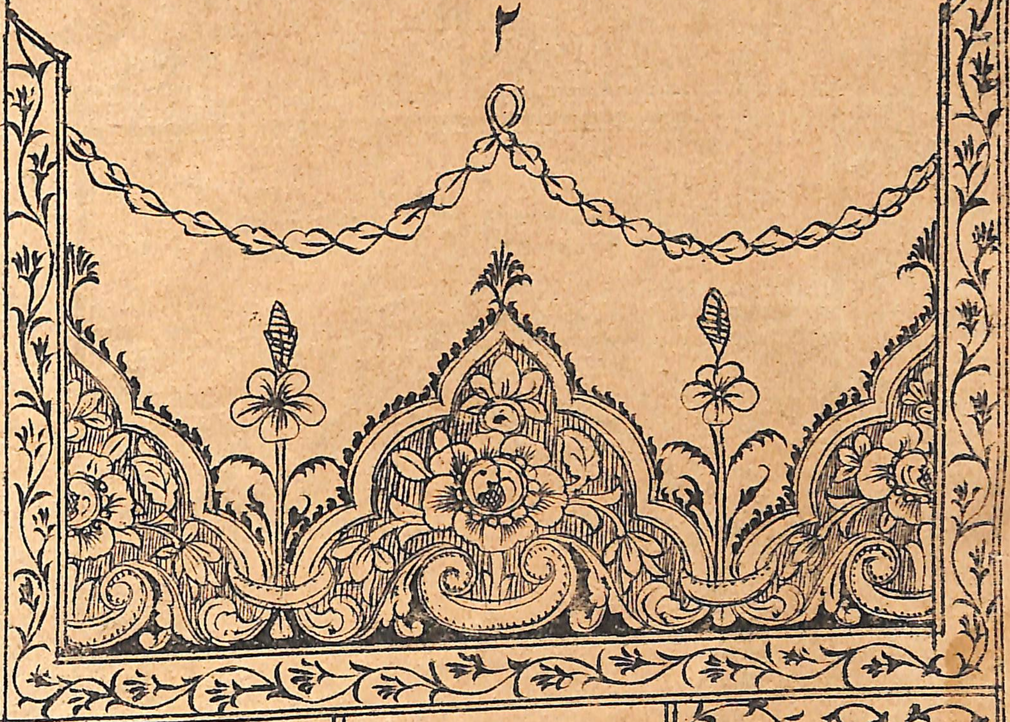
نولکشور مہتمم مطبع ہذا

فہرست صفحات سری بھاگوت

بھاگوت نظم اردو تصنیف منشی جگنّاتھ خوشتر



مطبع منشی نول کشور مقام لکھنؤ میں چھپی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

گل افشان حمد باری مین قلم ہی
بیان شکر مین تر ہی نی خشک
عجب ہی دولت شکر الٰہی
کیا شکر خدا جو دل سے منظور
وہی مالک ہی رازق ہی سبکا
دیے ہین ہاتھ اوسنے تا کہ انسان
زبان کی لطف سے گویا کہ ہر دم
دیے ہوش و حواس و عقل و نخوا
عجب ہی اس خداوندی پہ انسان
اوسکی یاد مین سب ترزبان ہین
اوسکی رہ مین ہی سرگرم گردون
کلیسا مین وہی ہی صورت سنگ
اوسیکا نور مہر و ماہ مین ہی

بیاض نامہ گلزار ارم ہے
سواد صفحہ مین ہی نکہت مشک
کہ جسکے فیض سے ہو باد شاہی
ملا خورشید و مہ کو حلۂ نور
وہی حافظ وہی خالق ہی سبکا
رہین طاعت مین ہر دم سبحہ گردان
رہے مشغول ورد اسم اعظم
کیا ہر چیز نیک و بد سے آگاہ
ہو ممنون بخششہائی داذن
اوسکی ذکر مین ہمداستان ہین
کہ پا ہی آبلون سے اوسکا رہ جو
وہی ہر سنگ مین ہی لعل خون رنگ
اوسیکا رنگ گل کو لاکا مین ہی

بہار نامہ شکر فیض حق ہی
شکر کا شکر یزدان مین اثر ہی
بزرگی شکر سی پائی ملک نے
بشر کو طاعت خالق روا ہے
پرستش اوسکی واجب جاودان ہی
و فور لطف سے بخشے اوسے پا
وجود آدمی پر ورزہ خاک
دیا علم و ہنر راہ کرم سے
جہان تک ہین گل و برگ خس و خار
فلک پر وا کیے چشم نظارہ
کر و چشم حقیقت سے نظارا
گلستان مین گل خندان وہی ہی
زبان ہر عالم ہر قالب مین ہی

برنگ لالہ رنگین ہر ورق ہی
نی خامہ برنگ نیشکر ہے
جگہ دی فرق پر اپنے فلک نے
کہ خالق خالق ارض و سما ہے
وہی معبود خلق دو جہان ہے
کرے تا طوف و غسل پر و دریا
بنایا قطرۂ ناپاک سے پاک
کیا منعم زر و جاہ و حشم سے
وحوش طیر و مور و ماہی و مار
اوسیکو دیکھتا ہی ہر ستارہ
وہی ہی جز و کل مین آشکارا
تہ قلزم در غلطان وہی ہی
عیان ہر ذرہ و کوکب مین ہی وہ

اوسی کے حکم مین ہر خار و خس ہی
یہ لطف و جود یہ بندہ نوازی
غرض لکھوں کہانتک اوسکی تعریف
یہی بہتر ہی اے غوثی کہ دن رات
خداوندا توہی ہی بندہ پرور
توہی ہی چارہ پرداز غریبان
توہی ہی دستگیر بی نوایان
ترے ابر کرم سے ہے چمن مین
بنائے حرف کن سے تو نے کونین
توہی ذرے کو نور ماہ بخشے
مربی ہر کس و ناکس کا توہی
خراب و فاسق و دزد و قماری
عداوت پیشہ و خونریز و جلاد
حقیقت مین توہی رب جہان ہی
توہی دیتا ہی روزی سبکو ہر روز
عبادت کی نہ تیری بندگی کی
ولیکن از رہ بندہ نوازی
ندیکھا مین نے روی تنگدستی
ولیکن اب مجھے ہی ساتوان سال
برنگ گلبن ہوں تہیدست
عزیزونکو مری صحبت سے ہی عار
ہوا سائل ہر اک نخل چمن سے
توہی ہی وہ جہان پرور کہ بیرنج
پذیرا میری بھی یارب دعا کر
مے عشرت سے بھر دے جام ہر

وہی فرمان دہ ہر ذی نفس ہی
یہ آئین کرم ہی سرفرازی
کہاں ہم و گمان میرا حیف

وہی ہی مالک گنج زر و سیم
ملک ہیں جن و آدم مین نہین ہی
نہین ہی انتہا اوسکی ثنا کی

مناجات بدرگاہ حق جل و علی

توہی ہی کارساز بی نصیبان
توہی ہی حامی خیل گدایان
طراوت ہی گل و برگ و سمن مین
کیے پیدا دو عالم طرفۃ العین
گدا کو توہی اوج شاہ بخشے
خدا ہر منعم و مفلس کا توہی
ہمیشہ گرم شغل بادہ خواری
گناہونکی نہین ہی جنکی تعداد
توہی رزاق عالم بیگمان ہی
نظر رکھتا ہی سبکے حال پر روز
عبث دنیا مین ضایع زندگی کی
عطا کی تو نے مجکو سرفرازی
بلندی کو ہوئی میری نہ پستی
کہ بیشغلی سے ہی ابتر زبون حال
کیا ہی مفلسی نے حوصلہ پست
ہوا نظرون مین سبکی گل ہی مین خار
نپایا پھل کسی سرو و سمن سے
عطا کرتا ہی سبکو دولت گنج
غم تکلیف سی جلدی رہا کر
رہون سرسبز مین دنیا مین ہر دم

توہی مشکل کشا ہی دو جہان ہے
جہان تیرہ ہی یہ تجھسے روشن
کیا اک گل سے یہ شگفتہ تو نے گلشن
بنایا تو نے یہ قصر زر اندود
ترحم ہی تجھے ہر ذی نفس پر
جہان تک ہین شریر مردم آزار
یعنی بید و پوران و شاستر سے
اونھین تو نعمتین دیتا ہی بیرنج
ہزارون گنگ و نابینا و بیزر
ہوا جبسے ہی مین دنیا مین پیدا
خطائین مین نے وہ کین آشکارا
رہا طفلی سے تا عہد جوانی
بہت کی سیکشی کنج چمن مین
جہانمین ہین جتن بی توقیر بیزر
نہ راضی برہمن مجسے نہ درویش
بہت کی مین نے دنیا مین تگ و دو
جہانتک گل ہین اس گلشن مین زرد آ
پھرے سائل نہ تیرے در سی محروم
غنی کر حاجت دنیا سے مجکو
برنگ گل ہو آن مین سر افراز

سبھونکو لطف سے کرتا ہی تقسیم
فلک مین اور عالم مین نہین ہی
ستایش کیا ہو بندے سے خدا کی
پڑھوں ہر شفاعت اب مناجات
توہی ہی بیکسوں پر سایہ گستر
توہی حاجت روای انس و جان ہے
یہ ویرانہ ہی تیرے دم سے گلشن
کیا عالم کو اک اختر سے روشن
کہ ہی سایے مین جسکے خلق خوشنود
کہ ہی چشم کرم مور و مگس پر
دغاباز و فریبی و زناکار
رضای مادر و حکم پدر سے
ندیکھا ایسا کوئی صاحب گنج
توانا پیل سے تا ناتوان مور
رہا کیفیت عالم پہ شیدا
نہین ہی جسکا جز دوزخ کفارا
جہان مین با ہزاران شادمانی
بہت کی مین نے عشرت انجمن مین
کہ جیسے بوستان مین نخل بے بر
جدا ہین آشنا بیگانہ ہین خویش
نپایا پر کسی خرمن سے یک جو
کیا دامن کسی نے پر نہ زنہار
اگر بد بخت ہو یا نیک مقسوم
اگر رون ان اوسکے لیے یاد تجھکو
زر و سیم و گہر سے کر لبالب

ہے دلشاد میری آل و اولاد
رہیں دوست و دشمن میرے ناشاد

مہین فرزند روشن لعل نامی
کہ جس سے نام ہی میرا گرامی

دوم دلبند سندر لعل ذی ہوش
کہ غم دیکھے سے جسکے ہو فراموش

سوم خوش خوی شنکر لال دلبند
عطا کر اسطرح کا سبکو فرزند

رہین دنیا مین با اقبال تینون
رہین دولت سے مالا مال تینون

رہین خوش وہ زر و علم و ہنر سے
کہ ہی نام پدر قائم پسر سے

ہمیشہ زندگی اپنی کہان ہی
مربی انکا تو ہی جاودان ہی

کرم رکھنا تو ان پر جاودانہ
رہین خوشتر یہ میرے غایبانہ

سبب تالیف کتاب

سحرگہ خواب سے مین اوٹھکے یکروز
گیا سوی چمن با سینہ پرسوز

کہ تا نظارۂ گل سے لب آب
دل افسردہ مثل گل ہو شاداب

کہون کیا مین ہم گلگشت گلشن
نظر آیا جو گلرویون کا جوبن

معطر پیرہن پہنے تھا ہر گل
کہ جسکی بو سے دیوانے تھے بلبل

گل سیوتی شگفتہ ہر چمن مین
بہم عقد وفا سرو و سمن مین

ہجوم قطرۂ شبنم گلون پر
مرصع جیسے دُر سے ساغر زر

گل صد برگ پر خندان چمن تھا
کہے تو زعفرانی پیرہن تھا

گلون پر یون جھکی تھی شاخ سنبل
رخ محبوب پر جیسے کہ کاکل

شقائق تھا گل سوسن سے باہم
چمن تھا تختۂ یاقوت و نیلم

بہار لالہ و نسرین کہون کیا
ہر اک گل تھا کہے تو شمع فی کا

بہار نو سے جوبن تھا گلون پر
کھڑے تھے تاک مین سرو صنوبر

کیا تھا زلف مین سنبل نے شانہ
نظر کرتا تھا ہر گل عاشقانہ

گل زلفونہ تھے کہنا ز سے کج
بنفشے نے نکالی تھی عجب سج

نہالان گلستان مین صبا نے
نکالے تھے عجائب شاخسانے

عجب گلشن مین چھوڑا تھا شگوفہ
کہ ہر گلبن مین ہنستا تھا شگوفہ

بدخشان ارغوان سے ہر چمن تھا
گلستان بوی ریحان سے ختن تھا

کہین کی نسترن نے عطر بیزی
کہین کی دخت رز نی بادہ ریزی

گل شبو کی بو چار و نطرف تھی
کہے تو عطر پاشی صف بصف تھی

خزان کے نام سے گلشن کو تھا ننگ
چمن تھا تنگی غنچہ سے دلتنگ

نہالان چمن سب بارور تھے
پھلے پھولے برابر یکدگر تھے

نگر پایا تھا پانی قند تر سے
کہ پھل میٹھے تھے پیڑونکی شکر سے

بہم باد صبا و ساقی آب
گلونکو ہر نفس کرتے تھے سیراب

گلونکو عار تھا پژمردگی سے
حیا ہر نخل کو افسردگی سے

تموز خور سے ہر گل بیخطر تھا
ہمیشہ اونپہ ظل ابر تر تھا

شکر گفتار طائر نغمہ خوان تھے
سر ہر شاخ پر ہمداستان تھے

خوشی سے بلبلین کھوئے ہوئے پر
نشاط وصل گل مین نغمہ پرور

میان سبزہ کبک کوہساری
خرامان صورت ابر بہاری

طرب سے ناچتے تھے ہر طرف مور
لب جو تھا بط و سرخاب کا شور

روان چار و نطرف فوارہ جو
تماشا دیکھتے تھے سرو دلجو

جو دیکھی مین نے یہ کیفیت گل
ہوئی آنکھونکو حاصل نزہت گل

شمیم گل سے پائی دل نے فرحت
برنگ گل ہوئی خندان طبیعت

کمال خرمی سے با دل شاد
لگا پھرنے تہ ہر سرو و شمشاد

ہوا خوش اسقدر سیر چمن سے
کہ باہر ہوگیا مین پیرہن سے

بہار گل نے کھینچا دامن دل
ہوئی پاؤنکو موج یم سلاسل

سرود عندلیب و رقص طاوس
طبیعت کو ہوا دلخواہ مانوس

چنے ہر شاخ گلبن سے گل تر
ہوا بوی گل ریحان سے سرشار

نظر آیا میان باغ ناگاہ
مرصع تخت زرین پر خرگاہ

عجب خیمہ عجائب تخت زر پر
خجل جس سے رواق چرخ اخضر

فراز تخت پر یک پیر دانا
بشکل مہر وہ جلوہ فرما

بزہد و باصفا درویش کامل
فرشتے کی طرح شکل و شمائل

عیان نور خرد لوح جبین سے
گلے مین رشتۂ باریک زنار
ہجوم مرد و زن تھا گرد اور پیش
ذخیرہ عابدونکا تھا چمن مین
بیان بھاگوت کرتا تھا درویش
وفور شوق سے مرغان گلشن
دل دریا مین ہار آنے جوش
بجا لایا ادب سے رسم تعظیم
رہا مین اوس چمن مین سات دن رات
ہوئی جب ختم یاراین وہان پیر
کہا تب مین نے اوس سے کای سخنور
توہی دانای اسرار خدائی
کیا مین نے اوسے با طرز معقول
تسلی ہو مری کر تو کرے گوش
کہ تا ہو مدعی کا رنگ رو زرد
یہ سنکر ہنس دیا وہ صورت گل
ہوا محظوظ وہ ہر داستان سے
ترا ہر شعر رامائن ہی عالی
تو حاصل ہو در مقصود تجھکو
عبارت ہو وہ رنگین غیرت باغ
روا کر دل پر اپنے رنج تھوڑا
تری فکر رسا سے کچھ نہین دور
نہین ہی دست و پا مین میرے یارا
تہی ہر کان خالی ہر صدف ہی
ندے تیرے غیب ای گلزار دانش

منزہ عارف خلوت نشین سے
شعاع مہر سے تھا جسکا ہر تار
کہ تھے سب وہ نکوکار و نکوکیش
گڑوے پانون تھے سب انجمن مین
لگائے دل وہ سنتے تھے نکوکیش
سراپا گوش تھے سو ہی برہمن
بنی سننے کو اوسکے ہر صدف گوش
قدم پر اوسکے رکھا فرق تسلیم
بیان کی اونے سب نقل و حکایات
پرستش کی سبھون نے شادمان تر
توہی لائق نثار گنج و گوہر
عیان ہی تجھپہ راز کبریائی
زبان فارسی ہند مین منقول
کہ ہی تو دانش آموز و خطاپوش
رہے سینے مین اوسکے رشک سے درد
کیا ارشاد مجھسے بے تامل
بہت کی آفرین شیرین زبان سے
تکلف سے نہین ہے کوئی خالی
جہان مین ہو بہت بہبود تجھکو
کہ حاسد جس سے کھائے داغ پر داغ
کہ پاراین ہو رامائن کا جوڑا
جو آئے یہ ترے کلام مین حور
کہ پھر اس بحر مین تیرون دوبارا
نہین اس بحر مین اب جز خذف ہی
نہو گوہر کی ہر دم آفرینش

جبین پر صندل تر تا لب گوش
سری مد بھاگوت پوتھی تھی آگے
ہر اک مین مایۂ نیکو سرشتی
بہت بیٹھے تھے اور کتنے کھڑے تھے
وہ پڑہتا تھا عجب شیرین بیانی سے
نہ تھے انسان ہی کچھ اودہر گوش
جو دیکھے جمع مردان خوش اطوار
دعا دی برہمن نے مسکرا کر
سنائے بارہون اسکند مجھکو
گئے جب سامعین اپنے مکان کو
ترے فیض زبان سے بیغم و باک
جو رامائن ہی تلسی داس کی عام
اگرچہ ہی وہ نسخہ رشک گلزار
کرم سے اسطرح ای اہل ادراک
تری برکت سے ہو عالم مین مشہور
جو تھے دو چار جز او سو وقت موجود
سراہا مجکو خوش ہو کر دعا دی
مری اصلاح یہ ہی ای جگبتانہ
خلاصہ بھاگوت کا یعنی جو ہشتر
وہ موزون شعر ہون جو وقت تسطیر
مرتب ہون جو دو نسخے یہ باہم
کیا جب پیر دانا نے یہ تفہیم
جہان تک ہاتھ آئے در مکنون
ملینگے اب نہ مجکو در مرغوب
کہا تب اوسنے پھر با خوش بیانی

لباس پرنیانی زینت دوش
کہ جسکو سنکے خیل حرم بھاگے
برنگ حور و غلمان بہشتی
برنگ سرو و سوسن سب اڑے تھے
صدای مرحبا تھی ہر زبان سے
گل و غنچہ بھی سب سنتے تھے خاموش
گیا شادان بسوی اہل زنار
جگہ دی سب نے پہلو مین بلا کر
کیا اونے بہت خوش رسند مجکو
رہا تنہا مین اور وہ پیر نیکو
عملہای نو ان سے مین ہوا پاک
کنار صبح سے تا گوشۂ شام
ولیکن دیدۂ حاسد مین ہی خار
گیاہ عیب سے کر یہ چمن پاک
کرین ارباب دانش دل سے منظور
پڑھے مین نے ہوا وہ سنکے خوشنود
کہ دنیا مین ہوئی ایسی نہوگی
کہ بحر فکر مین پھر مار تو ہاتھ
اسی بحر و زبان مین تو رقم کر
لگین دشمن کے دلمین صورت تیر
دو بالا رشک سے حاسد کو ہو غم
کہا تب مین نے ای دانای تقویم
کیے پہلے وہ زیب سلک مضمون
حضور حاسدان مین ہونگا محجوب
کہ بے ساحل ہی دریای معانی

فزون ہی ہی کا سحر شعور
ہو خالی گہر لاکھون کجہ دفتر
لگانے غوطے اسمین گرچہ صد ہا
بنایا ہاتہ آسکے ہر دم دُر شہوار

نہان ہین یا کان گوہر مین صد ہا
نہین بست تصرف جسمین ہو بیجا
عبث کرتا ہی دل مین تیش و پیش
کہ نسیان سے طبیعت ہی تہی بیش

مناسب اسمین پھر کوشش ہی بیکار
خدا ہی اہل ہمت کا مددگار
مہر کاریکہ ہمت بستہ گردد
اگر خاری بود گلدستہ گردد

جو دیکھی برہمن کی یون ہدایت
ہوئی ہر گونہ وہ جب تر عنایت
کیا اقبال مین نے باسر و تن
کہ مانا چاہیے حکم برہمن

غرض رخصت ہوئی کر برہمن سے
مکان مین شادمان آیا چمن سے
رہا مین چار شب او سدن سے بیدار
رقم کی داستان ہفت ما و تار

دسم سکندر کا پھر ترجمہ بسبب
کیا تالیف با مضمون انسب
اوٹھایا دو برس مین نے بہت رنج
ہوا ترتیب تب یہ بے بہا گنج

ہوا معمور یہ فضل خدا سے
دُر شہوار و لعل بے بہا سے
سراپا اسمین خالص ہی زر و سیم
نہین اہل محک سے کچہ اسے بیم

ولے جوہر شناسون سے یہی عرض
جو دیکھین عیب کوئی اسمین بالفرض
سہون بد نام نہ اب جوہری سے
چھپائین عیب والا گوہری سے

کہ ظاہر مین یہ ہین گو پارہ سنگ
حقیقت مین وہ لے ہین لعل خوش رنگ
ہنرمندونکو واجب ہی خموشی
کہ کار ذی ہنر ہی عیب پوشی

سبب ترتیب کتاب کا

ہوا جب نظم یہ گنج معانی
کہا تب دل سے مین نے راز جانی
کہ ہی یہ حصہ یاقوت و گوہر
نہ ہی صندوق مین نہ قفل بر سر

من ہون دزدان ہنر سے خطرناک
کرین غارت مبادا ہی غم و باک
کرین وے اسپہ یا دست تاراج
کہ بیخوف و حیا ہوتے ہین محتاج

نہان کہنا مناسب ہے یہ خیر و آ
کہ دُر ہی بستہ بہ گو زر ہی یار
کہ دیکھے مین نے اکثر دوست دشمن
بظاہر آشنا باطن مین دشمن

رہین ظاہر مین باہم جان و تن سے
دلاویزی کرین شیرین سخن سے
جو پائین غائبانہ یار کا مال
کرین دست ستم سے اوسکو پامال

بنائی مین نے ہر اک اپنی زرین پیش
تو مارا مجہ پہ یک زنبور نے نیش
کہ سوزش اوسکی ہی اب تک جگر مین
کھٹکتا ہی وہ کانٹا دوستی مین

جو بخشے حقہ دولت یہ مانا
تو بد خواہون سے واجب ہے چہپانا
مقفل آپ کہنا چاہیے گنج
نہ پہونچے چشم بد سے تا اسے رنج

سنی جب دل نے مجھسے یہ شکایت
بیان ضرب المثل کی یہ روایت

حکایت ضرب المثل

واسطے دزدان سخن کے

شب تاریک مین یک دزد عیار
چرا لایا کہین سے دُر شہوار
عجائب دُر کہ نیسان نے نہ دیکھے
صدف نے بحر عمان نے نہ دیکھی

نہ کان بحر نے ہرگز کیے گوش
نہ دیکھے جوہری نے اپنے تا ہوش
وہ دُر ہاشی ہی بہنہ دزد بدخواہ
گیا بازار مین لے کر سحر گاہ

کہا گوہر فروشون سے یہ جا کر
کہ مین یہ بیچتا ہون لولوی تر
یہ دُر دانے نہایت بے بہا ہین
مدور خوبصورت بے بہا ہین

خریدو گے جو یہ دُر ہی بہا
بہت تمکو منافع اسمین ہوگا
غرض اہل جواہر تھے جو زردار
جھکے سب موتیون پر آ کے یکبار

جو دیکھے سب نے وہ لولوی لالا
کہ ہی یک ایک سے قیمت مین بالا
برنگ دُر غلطان ہاتہ سے تا فرق
ہوئے دریای حیرت مین سب غرق

فروشندہ سے بولے یون خریدار
کہ قیمت موتیونکی کیا ہی یار
جو تھا وہ مثل گوہر عقل مین گول
بتایا اونسے سب کا ایک ہی مول

ہوئے حیران وہ سنکر نرخ ارزان
کہا ہی یہ کوئی دلال نادان
مبصر ہی نہ ہی مانا ہی جوہر
الگ ہی یہ ہی اہل گوہر

مگر یہی دزدہ جو دیتا ہی از زر	کہ ہی ارزان فروشی کا زمانہ	نہین لینا ہی مال دزد بہتر	کہ مال دزد سے آفت ہی پرہیز
غرض ہونے لگی باہم جو تکرار	کیا تب شحنہ منصف نے اوٹھا کر	کسی نے جب کیا تفتیش جو حال	ہوا ظاہر کہ یہ چوریکا ہی مال
ہوا شرمندہ تب وہ دزد بے پیر	چلی حاکم کے آگے کچھ نہ تقریر	لیے سب چھین متاع اوس سے الحال	سزا دی سخت سے پیٹھہ اوسکی کی لال
ارے خوشتر یونہین ہین دزد شعرا	میان بزم ہوتے ہین گرفتار	نشان دیتے ہین جب ارباب فرہنگ	بہت ہوتا ہی اونکا قافیہ تنگ
سخن سنجان بزم نکتہ دانی	سمجھ جاتے ہین وقت شعر خوانی	کہ مضمون ہیکا سارا اونکی شان ہی	مناسب اسلیے تقطیع زبان ہی
سبک وزنی سے وہ ہوتا ہی فائق	بزنگ دزد وہ بحر شرم مین غرق	نہو تو سرقہ حاسد سے نا شاد	کہ ہین ارباب معنی صاحب داد
حضور نکتہ پردازان عاقل	عیان ہوتا ہی سارا حق و باطل	خوشی سے کھولتا قفل در گنج	عطا کر دوست و دشمن کو بیرنج
کہ راماین کا اور شی بھاگوت کا	زبان و وزن یکسان ہی سراپا	کریگا شرک جو تیرے سخن مین	وہ ہوگا زرد رو ہر انجمن مین
جو ہوگا مدعی کوتہ دلی سے	رہیگا خوار وہ بیجا جلی سے	جو شاعر ہین کہینگے پڑہکے اک سات	کہ یہ دونون ہین تصنیف جگناتھ
غرض دل نے کیا جب مجکو تلقین	کیا تب عام یہ گلدستہ چین	نجانے مجکو منشی کوئی عاقل	کہ سر تا پا ہون مین نادان و جاہل
نہ منشی ہون نہ مین اہل فن کا ہون	تمامی منشیونکا خاک پا ہون	نہ شاعر ہون نہ شاعر کا پسر ہون	عروض و قافیہ سے بیخبر ہون
نہ منطق جانتا ہون نی معانی	نہ ہی معلوم طرز نکتہ دانی	جو دانشمند ہین مقبول کونین	یہ اونسے عرض ہی بالمراہین ولیکن
کرین عفو خطا راہ عطا سے	کہ ہر انسان مرکب ہی خطا سے	مجھے گرچہ نہین خوف خطا ہی	کہ ہیمند و کر رادھا کشن کا ہی
طفیل کشن سے بار الہی نیکو	خطا میری پسند آئیگی سبکو	جو عاقل ہین کرینگے مجکو تحسین	ہنسینگے مرد نادان از رہ کین
مرا نام و نسب ظاہر ہی سب پر	لکھا ہی مینے راماین خوشتر	یہان بھی مختصر کرتا ہون ترقیم	کہ تا نے جستجو ہو سب کو تفہیم
کہ یہ نسخہ بھی ہی تصنیف اوسکا	بنائی جسنے راماین سراپا	بزرگون کا وطن ٹڈہہ ہی مشہور	کہ ہی مثل جنان خوبی سے معمور
مرا ہی لکھنؤ جای ولادت	ہوئی حاصل یہان مجکو یہ دولت	پدر کا میرے منا لال تھا نام	ہوا آغاز سے اوسکا خوش انجام
یہ ہی خوش نیتی اوسکی سراپا	ہوا عالم مین ظاہر نام میرا	بزرگونکا یہ ہی اقبال خوشتر	کہ پایا مینے گنج لعل و گوہر
وہ گنج بیکران آیا ہی یہ ہاتھ	نہوگا کم ابد تک ای جگنناتھ	نہین یہ گنج مثل گنج قارون	جو ہو یکپل مین زیر خاک مدفون
یہ ہی وہ گنج جو تا روز محشر	رہیگا زر سے مالا مال خوشتر	نہین یہ باغ ہی تعمیر شداد	جہانمین کچھ نہین ہی جسکی بنیاد
یہ ہی وہ باغ جو بے بارش آب	رہیگا جاودان سرسبز و شاداب	کریگا سیر جو اس بوستان کی	بہار تازہ دیکھیگا جنان کی
عجب نسخہ مرا رکھتا ہی تاثیر	کہ مفلس کیلیے بیشک ہی اکسیر	جسے ہو خواہش گنج زر و مال	پڑھے اسکو اوسے حاصل ہو فی الحال
دوا سے ہوا اگر بیمار مجبور	تو ہو اسکے نظارے سے مرض دور	اگر بیکار ہو با کار ہو جاے	جو ہو نادار وہ زردار ہو جاے

آغاز داستان ذکر سلطنت راجہ پرچھت کا

سخن پیرای تاریخ زمانہ	رقم کرتا ہی یہ رنگین فسانہ	کہ ملک ہند مین تھا اک جہاندار	انکو سیرت نکو طینت نکوکار

ثریا مرتبت برجیس قدرت
مثال خسرو خاور جہانگیر
دل پرنور سے تھا وہ صفا کیش
ہنرمندان دین کا قدردان تھا
جو تھا وہ دادگر انصاف پیشہ
عمل سے اوسکے باہر دشمنی تھی
درون شمع تھا بس موم سے نرم
سخاوت مین نظیر ابر نیسان
ہمیشہ اوسکا دست فیض وا تھا
شجاعت مین وہ تھا ایسا زبردست
زر و گنج و سپاہ و ملک و اولاد

فرشتہ منظر و بہرام شوکت
پریچھت نام نیک و نیک تدبیر
بظاہر بادشہ باطن مین درویش
عمل مین اوسکے خوشتر بید خوان تھا
ہرن کو پالتا تھا شیر بیشہ
خزان سے برگ گل کو ایمنی تھی
نظر پروانے پر کرتی نہ تھی گرم
سواد دہر مین تھا گوہر افشان
گدا کے واسطے بال ہما تھا
کہ تھا پیل اوسکے آگے مور سے پست
مہیا تھے اوسے سب کچھ خدا داد

عقیل و عابد و فیاض و عادل
زمانے مین وہی تھا صاحب تاج
بحکم شاستر کرتا تھا سب کام
نہ تھا اوسکے عمل مین ظلم کا نام
گل و بلبل چمن مین رہتے تھے شاد
یہ تھا ایذا رسانی مین کم زور
سپہ اوسکی رعیت شادمان تھی
زر افشان تھا جو وہ دست کرم سے
جو تھا کام اوسکا ہر دم کا بخشی
وہ حاصل کی تھی ورزش مین صفائی
غرض با داد و دین صاحب گنج

طریق بندگئ حق مین کامل
اوسے دیتے تھے شاہان جہان باج
خور و خواب و شکار و عیش و آرام
بہم کرتے تھے گرگ و میش آرام
کف غم ملتے تھے گلچین و صیاد
نہ تھی آزردہ اوس سے خاطر مور
قوی انصاف سے پشت جہان تھی
زمین تھی گلستان نقش درم سے
بنایا تھا کبھی آرام بخشی
نکر سکتا تھا شیر اوس سے کلائی
جہانمین سلطنت کرتا تھا بے رنج

جانا راجہ پریچھت کا واسطے شکار کھیلنے کے صحرا مین اور ڈالنا راجہ کا سانپ مرا ہوا گلے مین عابد کے اور بد دعا دینا پسران عابد کا واسطے مرنے راجہ کے سانپ کے کاٹے سے سات روز مین

شکار انداز مرغان معانی
مرصع سر پہ دیہیم گہر ریز
جو تھی دلکش نسیم و سبزہ و گل
غزالون پر کیے سر ہر طرف تیر
نچھوڑا دشت مین کوئی دد و دام
غرض میدان مین وقت ترکتازی
تلاش آب مین ہر جانب دشت
پھرا ہر چند ڈانوان ڈول ہر سو
ہوا شہ تشنہ کامی سے تو بیتاب
برای آب یعنی شاہ دلتنگ

نشان کرتا ہی یون مضمون ثانی
سواری مین جہندہ ختلی تیز
ہوا بشاش وہ مانند بلبل
کیے جادو نگہ یکپل مین تسخیر
کیے نخچیر سب بے دانہ و دام
ہوا شہ تشنہ و رہوار تازی
بگولے کی طرح کرنے لگا گشت
کنوان پایا نہ کوئی چشمۂ جو
سنو اب تم فریب چرخ دولاب
بیابان مین گیا دو چار فرسنگ

کہ اکدن بہر سیر صید و گلگشت
کمر مین ترکش اور سینے پہ جوشن
اوڑایا عرصۂ صحرا مین بے رنگ
بہت شیرین ہی کی ناوک فشانی
وہ بھائی طائر و نکو لذت تیر
کمال تشنہ کامی سے شہنشاہ
پھرا ہر چند وہ مانند دولاب
بہت صحرا مین اوسنے چرخ مارا
کہ بہر رنج دانا یان نہ ناکام
مکان سبز سے دیکھا ایک نہان

گیا شاہ پریچھت جانب دشت
جلو مین نیزہ باز و ناوک افگن
گوزن و گور پر عرصہ کیا تنگ
ہزبرون پر گران کی زندگانی
کہ تھا زاغ کمان تک چاشنی گیر
بیابان مین ہوا لشکر سے گمراہ
ندیکھا پر کسی جا چشمۂ آب
کہین پایا نہ پانی کا سہارا
میان سبزہ رکھتا ہی نہان دام
تہ ظلمات جیسے آب حیوان

اوتر کر پشت گلگون سے سبکتر
سراپا سبز ہر سرو و سمن تھا
عجب رنگین تھے گلہای حدائق
خرامان لبک بر سرو آزاد
سمان کیا مین کہون اوس گلزمین کا
رخ روشن سے نور کشف ظاہر
گریزان آدمی سے صورت غول
بدن مین یاد حق سے تھی طراوت
سہام مژگان تھین وو مثل دربند
شہنشہ تشنگی سے تھا جو بیتاب
جو یاد حق مین تھا وہ پیر کامل
نہ بولا صورت سوسن زبان سے
خجالت سے ہوا سر تا قدم آب
نظر کی ہر طرف صحرا مین ہر جا
اوٹھا کر غار سے وہ سانپ کالا
کہ ناگہ دست سے زاہد کے فرزند
کمال غم سے با صد اشکباری
ہوئی ہو یہ خطا جس شخص سے فاش
دعا کی یہ جو لڑکون نے خدا سے
صدای آسمان سنکر شہنشاہ
کیا خاطر سے نقش زندگی حک
ترقی مین یہ ہی مار سیہ دل
حقیقت مین یہ عجب جانستان ہی
ہوا وقت غضب بیہوش نادان
بلا مین جب پہنسا آیا اوسے ہوش

گیا شہ اوس سر بستان کے اندر
زمردگون بساط ہر چمن تھا
شگفتہ تھی تماشہ رنگ شقائق
فغان قمریان بالای شمشاد
کہ عالم تھا وہان خلد برین کا
سراپا صورت جان پاک و طاہر
خدا کی بندگی مین دل سے مشغول
ہزارون سال سے کرتا تھا طاعت
نظر کو او سمین رکھتا تھا نظربند
گیا بالین عابد پر پی آب
نہ دیکھا اوسنے سوی شاہ عادل
لگی شمشادسان جنبش ہلانے
ہوا غصے سے مثل برق بیتاب
میان غار مار مردہ دیکھا
شتابی گردن عابد مین ڈالا
پدر کے پاس آئے شاد و خرسند
اوٹھا کر سر سو درگاہ باری
بشر ہو یا ملک ہو یا کہ اوباش
اجابت کی صدا آئی سما سے
گرا بیتاب غم سے کھینچکر آہ
یقین مرگ لایا دلمین بیشک
او گلتا ہی بدن سے زہر قاتل
پچہاڑا جسنے اسکو پہلوان ہی
رہا اوسکو نہ کچھ نیک بد کا بھی دہیان
کھلا بعد از خرابی پردہ گوش

زمین دیکھی وہان کی سبز سرسبز
یہ تھا لالے کا ہنگامہ وہان گرم
گل و سنبل کی تھے ہر سو خیابان
سرود بلبلان ہر شاخ گل پر
وہان تھا معتکف یک عابد پیر
برنگ آینہ لوح جبین صاف
کمان کیطرح خلقت سے کشیدہ
کیا تھا خواب و خور اسنے فراموش
کیا تھا بسکہ خلقت سے کنارہ
کہ شاید دولت عابد سے اسجا
نہ رکھتا تھا جو دنیا سے وہ پروا
نہ کی عابد نے جب شہ کی مدارات
کہا دلمین کہ کیجے کوئی تدبیر
نہ مار غم کو غار دل مین پالا
خلاف عقل کی گوشہ نے تقصیر
گلے مین دیکھکر وہ مار مردہ
دعا مانگی کہ ای رب یگانہ
اسی ہفتے مین کاٹے اوسکو اژدر
کتاب شاستر سے ہی یہ منقول
کمال غم سے سر زانو پہ مارا
دلا غصہ ہی مثل نشہ می
بشر کو چاہیے اسمین تامل
کہ دیکھو ہطر حکا شاہ عادل
وہ شوخی کی کہ جو شیطان نکرتا

نظر آیا لباس ہر شجر سبز
کہ داغ غم سے تھا باغ جنان گرم
نظیر خطۂ شام و بدخشان
صفیر طوطیان سبزے کے اندر
مصفا باطن و دانای تقدیر
لیا مانند عنقا گوشۂ قاف
برنگ تیر طاعت مین رسیدہ
حصیر نرم پر بیٹھا تھا خاموش
نہ واکرتا تھا وہ چشم نظارہ
نشان آب شیرین ہو مہیا
نہ پوچھا اوسنے مطلق حال شہ کا
ہوا آزردہ تب شاہ نکوذات
مناسب ہی سزا ہی پیر بے پیر
کیا بے وجہ کینہ آشکارا
خبر تو بھی ہو مطلق نہ وہ پیر
ہوئے غمسے نہایت دل فسردہ
عیان ہی تجپہ سب ای روزمانہ
سم مار اجل سے ہو نہ جانبر
دعا مظلوم کی ہوتی ہی مقبول
نہ دیکھا جز اجل کچھ اوسنے چارا
تمیز نیک و بد اسمین نہین ہے
کہ ہوتا ہی الم وقت تنزل
خرد و ر دوربین ہشیار و عاقل
کوئی احمق کوئی نادان نکرتا
چلا سوی مکان با رنج و افسوس

اوسیدن گھر مین پیدا ہار آیا
برہمن تھے جو دانشمند دیجا
ازل سے ہی عبادت ویسکا پیشہ
عقیل و دانش افزا و خردمند
جو وہ شری بھاگوت تجکو سنائے
تو ہوگا بھاگوت کو سنکے مسرور
ثنا و وصف اوسکے حد سے ہین ملول

گیا تھا شاد ہو بیزار آیا
شہنشاہ زمانہ کے نکو خواہ
غذا ہی برگ و بر مسکن ہی بیشہ
بیاس بید خوان کا نیک فرزند
جگہ تو گلشن جنت مین پائے
عذاب نار دوزخ سے ہو سب دور

ہوا داخل مکان مین با دل آ
اونھون نے عرض کی ای شاہ نامی
کسی سے جز خدا رکھتا نہین کام
پوران و شاستر سے ہی آگاہ
گزند مار کا ہرگز نہ کر رنج
طفیل بھاگوت سے ای شہنشاہ

گیا سب حال داناؤن سے ظاہر
برہمن اک یہان پر ہی گرامی
برہمن پار سکھدیو ہی نام
اوسے معلوم ہی سب بید گیان
کہ ہوگا عاقبت حاصل تجھے گنج
گنہگارون نے پائی خلد کی راہ
حکایت ایک ہم کرتے ہین منقول

حکایت تمثیلی بیچ بیان تعظیم و بزرگی سری بھاگوت کے

شامل کر نجات پانے دھوندکاری پسر برہمن عذاب دوزخ سے باعث برکت سری بھاگوت کے

سواد ہند مین تھا اک برہمن
قریب بنگ بھدر اوسکا تھا مسکن
بہت جاہ و حشم سے تھا وہ خورسند
زیادہ پیر گردون سے وہ تھا پر
چراغ خانہ ہی رخسار فرزند
بہار باغ دولت ہی پسر سے
ولی فرزند ہو تو باشرف ہو
رشید و نیکبخت و نیک اقبال
بنا انجام کا سامان ہی سب
عذاب و شت و نیا تا چہل پشت
کہ اوسنے ازپی اولاد تدبیر
بہت جان و جگر سے کرکے خدمت
زر و دولت سے بس دلشاد ہو نہین
کہون برگشتگی کیا بخت بد کی
کلام اوسکے یہ درد آمیز سنکر

سراپا ذی شعور و صاحب فن
نظیر جنت و ہمرنگ گلشن
نہ رکھتا تھا ولیکن کوئی فرزند
غم اولاد مین رہتا تھا دلگیر
سواد دیدہ ہی دیدار فرزند
فروغ خانہ ہی نور نظر سے
نہ بعقل و تمیز و نا خلف ہو
نکو باطن نکو سیرت نکو فال
کہ سری بھاگوت کے فیض سے آب
فریل ہو نگے پار این یک ہشت
بہت کی پر ہوئی یاور نہ تقدیر
گیا شاد ان مال اہل ریاضت
وہ لے فہوس بے اولاد ہو نہین
نہو تقدیر ایسی دام و دد کی
… سنا سنے اوسپر

عملو ہمت گرامی شان دیجا
زر و حشمت سے تھا نام اوسکا تا دور
سو اسکے نہ رکھتا تھا کوئی رنج
دلا سچ ہی نہین جسکے پسر ہی
نشان خاندان نام پسر ہی
خدا فرزند دے تو سیم و زر دے
شہا تیرے پدر کا تھا نہ ہی تخت
کہ دنیا مین بعدل و کامرانی
ملیگا باغ جنت مین تجھے بار
شہا سن اب تو احوال برہمن
نہ دیکھا بخت سے بد اوسنے خیر بس
کہا افسوس مین ہون قوم برہمن
بہت کی مینے منت بہر اولاد
لگاتا ہون اگر مین شجرہ تر
عطا اوسکو کیا یک تازہ تر پھل

تو نگر سیم و زر سے صورت ماہ
میان خلق اوتم دیو مشہور
وبال جان سمجھتا تھا زر و گنج
خراب و خوار اوسکا مال و زر ہی
پسر سے نام و جد و پدر ہی
جو نکہ ہید بے تو افراز نظر دے
کہ پایا تجسا بیٹا وارث تخت
بصد عیش و طرب کی ملکرانی
عذاب نار تیرے ہونگے فی النار
بگوش ہوش و عقل و رای روشن
گیا تب پیش پیران خدارس
شریف و پارسا و پاک دامن
نکی پیر فلک نے لیک امداد
تو مثل بید دہ دیتا نہین بر
کہ تھا وہ ثمرہ طوبی سے افضل

کہا اوسنے کہ جاکر اس طلب کو
ازل سے ہوگا وہ طفل نکوکار
دلا جو زاہدان سب نے ریاہین
نہ کس طرح حاصل مطلب دل
برنگ گل شگفتہ غنچۂ دل
کیا ماہر اوسے تاثیر رب سے
کہ ہی یہ تحفۂ اہل ریاضت
ہوئی وہ زن کہ بدبخت بیدار
وہ دردزہ کی بشکر حالت از
ریاضت کیش مثل نیکبختان
سعادتمند و خوش قامت سراپا
بر عابد کی دولت سے اوسی فر
جو پوچھا صبحکو شوہر نے زن سے
فقیر ونکی جو عاسے ہو ہمین آگاہ
کہا عورت نے دلمین ہو کے دلگیر
پھولاتی تھی شکم پی پی کے پانی
یہ دیکھو قدرت حق کا تماشا
اوسے تھا حمل کا آغاز رب سے
عروس برہمن نے سنکے یہ حال
کوئی تدبیر کر یار ای محکم
پدر مادر کو اوسکے کرکے دلشاد
مری آغوش مین آئے نہ جب تک
بجا لائے گی گر یہ کام میرا
سنا اوسنے جو یہ ارشاد اوسکا
یہ کہکر وہ پرستار نکو فال

کھلادے زوجۂ عالی نسب کو
رشید و ارجمند و بخت بیدار
وہ مقبول جناب کبریا ہین
کہ حل ہوتی ہی ویشنو سے مشکل
ہوا دولتسرا مین اپنی داخل
نچھوڑا رات بھر دلبر کو بر سے
کرونگی نوش گل مین طہارت
نکھایا وہ برنو اوسنے زنہار
برنو سے رہی محروم ناچار
سدا کھاتی تھی وہ برگ درختان
قدم سے انکے ہر نعمت مہیا
ہوئی وہ حاملہ گاو دل افروز
کیا اوسنے بیان یہ مکر و فن سے
پسر بے شبہہ ہوگا بعد نہ ماہ
کرون کیا حمل کی ای انا تدبیر
رہے تا حمل کی ظاہر نشانی
کہ ہی وہ آبرو کا کھونے والا
دیا تھا پھل یہان عابد نے جب سے
کہا اک خادمہ سے ای نکوفال
کہ ہاتھ آئے ہے وہ طفل اسدم
شتابی لا تو وہ طفل نکوزاد
خبر شوہر کو میرے ہو نہ تب تک
رہیگا عمر بھر احسان تیرا
ادب سے سر جھکایا تا کف پا
گئی اوسکی بہن کے پاس فی الحال

خدا کے فضل و تاثیر ثمر سے
بلے قدرت ہی مرزان خدا مین
تواضع خاکسار ونکی روا ہی
غرض پھل لیکے زاہد سے برہمن
شب خلوت مین آ اوسنے شاد ہوکر
زن نادان کو پھل کھانا ہوا شاق
سحر کہ جب نسیم رشک نیسان
جو تھی نازاد و گم سن وہ گھر سنج
مکان مین اوسکے تھی اک گاو مادہ
مصفا شیر اوسکا مثل شکر
شتابی اپنے شوہر سے چھپا کر
عروس برہمن برگشتہ مقسوم
کہ پیش از صبح مینے ای فاکوش
ہوا شادان برہمن سنکے یہ بات
بسر جب حمل کا ہوگا زمانہ
لگی ہر روز ہونے فکر سے زرد
عروس برہمن کی اک بہن تھی
اوسی میعاد پر فضل خدا سے
بہت ان سے تو میری دلستاں ہی
در و یاقوت و لعل و سیم و زر سے
اوسے اس راہ سے لانا چھپا کر
سوا میرے ترے ای محرم کار
زر و یاقوت و گوہر گنج بر گنج
کہا غمگین ہو ای نیک بنیاد
دعا دے کر کہا خواہر کا پیغام

منور گھر ترا ہوگا پسر سے
اثر ہی خاکسار ونکی دعا مین
کہ اونکی خاک ساری کیمیا ہی
چلا سوی مکان با روی روشن
عروس سیمبر کو وہ دیا بر
کہا شوہر سے رکھکر وہ سر عاق
ہوئی دامان گل مین گوہر افشان
اوٹھایا تھا نہ بار حمل کا رنج
شرف مین گاو گردوں سے زیادہ
لطیف و خوشگوار و روح پرور
کھلایا اوسنے اوسکو ثمرہ تر
رہی وہ چاشنی بر سے محروم
بر شیرین طہارت سے کیا نوش
لگا اوس وقت سے گننے وہ دن رات
کرونگی کیا مین شوہر سے بہانہ
لگا اس غم سے ہونے پیٹ مین درد
نہایت پارسا و نیک زن تھی
ہوا پیدا پسر اوس پارسا سے
انیس و غمگسار و مہربان ہی
خوشامد منت و عقل و ہنر سے
نہو آگاہ کوئی حاجب در
خبر کھلنے نپائے یہ خبردار
عطا تجھکو کرونگی آج بیرنج
ابھی لاتی ہوں مین وہ طفل نوزاد
کہا آہستہ اوسنے ای نکونام

پدر کو اسکے کر تو جا کے خورسند
گئی تھی لیکے جو درہای شہوا
ہوئے دونون خوشی سے بغیم و بیم
دلا زرہی زمانے مین عجب چیز
محبت سکو ہی دنیا مین زر کی
دیا آغوش مین اکر ہمن کے
بفال احسن دوبارہ وہی پیا
جو تھے ذی حق نجومی وزرعا کو
منجم نے جو کی اختر شماری
اسی سے دُھند کاری نام رکھا
کہ یعنی قدرت حق سے اوسی روز
بشر کیطرح دست و پا بر و دوش
نہ تھا اوس بچّل کے کھانے سے جو آگاہ
عجب کیا ہی فقیرون کے کرم سے
شباہت گوش ہا سے جو تھی تمام
ہوئی اوسکو جو خوشحالی و والا
پدر نے از پی تعلیم اولاد
پڑھے سب شاستر یکبار اوسنے
ہوا وہ علم مین علامۂ عصر
کہا ست حال ہمن نے گوکرن کا
کہون اوسکی کہان تک تیرہ بختی
غریبونکو دکھا ہر دم ستانے
ملازم اوسنے رکھے مرد آزار
زمین و باغ و املاک فقیرانہ
سے قطع کر کے چشم امید

جو وہ راضی ہوئین تھی ان سے ہو ہمینہ
کیے وہ سامنے دونون کے ہنار
سفید و سرخ مانند زر و سیم
میسر زر سے ہو دنیا مین سب چیز
برادر کی نہ الفت ہی نہ پسر کی
کہلے طالع نصیب برہمن کے
ہوا فرزند تیرے آج پیدا
کیا دولت سے مالا مال سب کو
تو رکھا نام اوسکا دُھند کاری
یہی مشہور خاص و عام رکھا
ہوا اوس گاو سے پور دل افروز
شبیہ گوش بادر تھے فقط گوش
رہا کچھ چند حیرت مین وہ ذیجاہ
بشر پیدا ہو حیوان کے شکم سے
پدر نے اوسکا رکھا گوکرن نام
دیا ہر فرد کو اوسنے دوشالا
کیا اوپر مقرر نیک اوستاد
معلم کی نہ کھائی مار اوسنے
ہوا نام اوسکا زیب نامۂ عصر
سنو اب حال پور برہمن کا
کتابین پھاڑ ڈالین توڑین تختی
لگا ماں باپ کو آنکھین دکھانے
پڑا اغوا میان شہر و بازار
کیے سب ظلم سے تاراج و ویران
ہوا راہی سوی ملک جاوید

جو تھی ہشیار و دانا وہ میانجی
جو پایا زر اونھون نے بسکہ بیرنج
لیا مشت جواہر دیکے بیٹا
نہو بے زر کبھی مطلب براری
غرض راضی ہوئے جب زر سے ماباپ
کنیزون نے صدای طفل سنکر
برہمن کو ہوئی وہ شادمانی
ہوا تھا جبکہ وہ کودک نمودار
سبب نام کا ہی دوسرا عام
دلا جب بخت کرتا ہی عنایت
بشکل آدمی فرخندہ قامت
برہمن نے دیکھی اوسکی جب دُم
ٹلے جب قدرت حق پر نظر کی
عطا کی ہی خدا نے اونکو قدرت
دوبالا خرمی ہی اوسنے بیرنج
غرض ناز و نعم سے تا بہ شش سال
ازل سے تھا جو پور گاو با حلم
دیا تھا حق نے ذہن اوسکو جو بہتر
سعادتمند و عالی ہمت و دیندار
کہ طفلی سے جو تھا وہ پیر مستقیم
محلے کے ہوئے اوباش ہمسائے
کیا گنج پدر قبضے مین سارا
ہوا خونریز عالم مثل شمشیر
پدر یہ دیکھکر بیٹے کے اطوار
ہوا یون شاد وہ مرگ پدر سے

کیا مادر پدر دونون کو راضی
ہوئے خوش جسطرح افعی بہ گنج
خریدے سنگریزے سے لعل بیجا
نہین ہی زر سے کوئی چیز پیاری
تو لائی گود مین طفل ماں آپ
برہمن سے کہا ای نیک منظر
نہو جسکا بیان سب سے زبانی
بہت اوس دن تھی آندھی اور شب تار
کہ تھا مادر کا اوسکی دھندلی نام
چلی آتی ہی خود دولت پہ دولت
سراپا نیک بخت و خوبصورت
کیے حیرت سے اپنے دست و پا گم
ہوئی تفریح تولید پسر کی
خلاف عقل دیتے ہین یہ دولت
لٹائے سیم و زر کے گنج پر گنج
پلے آغوش مادر مین وہ اطفال
ہوا اندک زمانے مین وہ ذی علم
کیے دو دن مین چارون بید ازبر
ہوا روز ازل سے وہ نکوکار
رہا تحصیل علم و فن سے محروم
کیا اوسنے فساد و فتنہ آغاز
لگا وہ جمع مین کرنے خسارا
ہوا اکھا کھا کے مال زرمان سیر
ہوا کڑھ کڑھکے آخر غمسے بیما
پدر جسطرح تولید پسر سے

ہوا غم کو گرن کو اسکی راحت
پلایا ماں کو وقت نیم شب زہر
عروساں پری پیکر گل اندام
مرصع لعل و دُر سے زیور زر
اسیر زلف پیچاں تھا کسیکا
کسیکی شمع روی دلستاں پر
کسیکے ساعد سیمیں بصد شوق
کبھی گلزار میں کرتا تھا گلگشت
غرض اسطرح سے با زشت خوئی
کیا زر خاک میں سب اوسنے برباد
کیا جور فلک نے اوسکو مفلوک
رہا نوکر نہ کوئی یار باقی
محل میں نہ وجہ ہای دھندکاری
ہوا جب بسکہ مال و زر ماں گم
کھلا ازواج پر جب اوسکی یہ بھید
کہا ہم سب نہیں اب صحبت زرد
غرض یہ مصلحت کی سب نے منظور
ہوا بیجان جو پی کر زہر قاتل
وہ گھر سے وہ مکان و قصر عالی
صدای زیر تھی ہر شب جہاں پہ
بنا شکل اجنہ دھندکاری
ہوا جو زہر پی کر دھندکاری
نکلکر گھر سے بہر سیر و گلگشت
بہت کی اوسنے جنگل میں عبادت
نچھوڑا کوئی شہر و دشت و دریا

اوسے تنگی ہوئی اسکو فراغت
فلک نے لاکے ظالم کے کیا ہم
لگا ہمدوش کہنے صبح اور شام
دیا دلخواہ سبکو پاے تا سر
قتیل چشم فتان تھا کسیکا
بدل تھا صورت پروانہ مضطر
کمر میں حلقہ زن تھے صورت طوق
کبھی کرتا تھا سیر سبزہ و دشت
پدر کی ساری دولت اوسنے کھوئی
قلندر ہوگیا مانند ششتر
زمانے نے کیا مالک سے مملوک
رہا حسرت کا دلمیں خار باقی
ہوئیں سب مبتلای رنج و خواری
پڑا اب شہر میں ہر سو تلاطم
ہوئیں وہ غمسے لرزاں صورت بید
بلای جان و دل ہی الفت زرد
از بسکہ تھا مگر یہ نقش مسطور
کیا دفن اوسکو مثل زر بگل
ہوئے سب صورت انساں سے خالی
مچائی شور وون نے بم ہاں پر
شبستان میں لگا پھرنے بخواری
ہوئی حاصل غرض اوسکو سگکاری
بہت دن سے کیا تھا جاے بر دشت
بنایا دین حاصل کی سعادت
پھرا ہر طرف وہ در بدر جا

لیا سب دھندکاری نے زر و گنج
ہوا مشغول قرض تنگ و نان آرات
لباس قاقم و سنجاب و دیبا
کسیکے چوم کر لعل شکر خند
کسیکے سرو قد پر دل سے تھا شاد
نشانہ تھا کسی ابرو کماں کا
شب مہ میں کبھی کرتا تھا عیش وہ
کبھی دریا میں با خوباں گلفام
رہا باقی نہ جب مال و خزانہ
ہوا دربار سے اقبال رخصت
جو بخت بد نے روز بد کیا پیش
غرض جب عیش کا جاتا رہا جوش
ہوا جب دھندکاری غمسے دلتنگ
تلاش دزد شب و آخر کار
ہوئیں سب نیم جان بیم غمس سے
کرو غار زمیں میں اسکو محبوس
ہوا اکدن جو غافل دھندکاری
شباشب اوس مکاں سے وہ خفا کا
مکان و باغ و سبزہ کا اڑا رنگ
ہوئے بے نور سارے جھاڑ فانوس
عذابوں سے ہوا داخل بلا میں
برادر کو گرن اوس تا بسر اکا
ہوا اوسجا وہ یاد حق میں مشغول
عبادت سے ہوا وہ محرم راز
غرض اسطرح با درد و تب و سوز

نکالا گو گرن کو باغم و رنج
لگا سننے رباب و چنگ و نی آت
زرافشاں نوز و ہر اک کو سخا یا
زباں پاتی تھی اوسکی لذت قند
نکرتا تھا کبھی پہلو سے آزاد
دل مشتاق اوس نے خانماں کا
اوڑاتا تھا ہزاروں سیم یا نقش
نوارا کھیلتا تھا وہ سر شام
یکایک پھر گیا اوس سے زمانہ
ہوا دربار حاضر بہر خدمت
جدا سب ہوگئے بیگانہ و خویش
منغص دھندکاری کا ہوا عیش
کیا دزدی کا آخر کار آہنگ
لگا شبگرد کرنے کوچہ و بازار
اوٹھایا ہاتھ زیور کی ہوس سے
سلامت لیچلو اسباب ناموس
پلایا اوسکو سب نے زہر کاری
ہوئیں وہ پیش خوف اسنے جا بجا کیا
صفائی آئینوں کی کھا گیا زنگ
اوڑے صحن چمن سے کبک و طاؤس
لگا رہنے اوسی دشت سرا میں
جفا و ظلم سے اوسکے جو تنہا
خبر مادر برادر کی گیا بھول
ہوا اہل ریاضت میں سرافراز
بیاباں میں اوسے گذرے بہت روز

خدا

یکایک بیچ گذرا اوسکے پیر
ہوا مشتاق دیدار برادر

ہوا شوق غریبت ہا دہی دل
مثال شمس کی اک اونسے منزل

جو دیکھا گھر تو ویران ہی سراسر
نہ مادر ہی نہ ہی شکل برادر

نظر آئے رواق و منظر و طاق
شکستہ مثل رنگ روی عشاق

نگار و نقش سقف و در کے سارے
عیان تھے جیسے وقت صبح تارے

بجای سبزہ و گل خار و خاشاک
بجای گنج ہر جا تودہ خاک

گئی تن سے توان و طاقت و تاب
ہوا تن واژگون مانند محراب

ہوا طاقت سے درد و رنج و غم طاق
لگا حیرت سے تکنے ہر در و طاق

در دل پر باست صواب تقدیر
شکیب و صبر کی دہی و سنی زنجیر

کیا درد و الم دل سے فراموش
جو کچھ موجود تھا اوسکو کیا نوش

میان شب یکایک ہندکاری
لگا گوشے مین کرنے آہ و زاری

کہا رو رو کے اونسے ای برادر
کہون کیا مین جو غم گذرا ہی مجپر

سرود و رقص پر مائل رہا مین
پریرویون کے حلقے مین پھنسا مین

یکایک چرخ گردون نے جو مارا
زمانے نے کیا مجسے کنارا

پریرویون نے مونہہ الفت سے پھیرا
اجل کی شکل بنکر مجکو گھیرا

غرض دنیا سے مجکو کر کے رخصت
اوٹھا کر لیگئین جو کچھ تھی دولت

اوسی دن سے گرفتار بلا ہون
بلای جانگزا مین مبتلا ہون

یہ سنکر گوکرن نے بادل ریش
کیا نظارہ حیرت سے پس و پیش

کہا حیرت سے یہ کیا ماجرا ہے
یہ کس آفت رسیدہ کی صدا ہے

نکر تشویش اپنے دل مین زنہار
کہ جان بے جسد کرتی ہی گفتار

کہا دل سے کہ ای جان برادر
سنو درد و الم سے زار و مضطر

جو ہین شرمندہ افعال خطا سے
وہ بخشے جائینگے فضل خدا سے

جو طاعت کرتے ہین کبر و ریا سے
بعید ہین وہ جناب کبریا سے

غرض دے کر برادر کو دلاسا
بسر کی رات بیتابی سے اوسجا

لب گنگ و جمن پر پہلے جاکر
نہایا دونون دریا شاد و خوشتر

وطن کی یاد عارف کو جو آئی
لپیٹا بوریا ہی پارسائی

ہوا داخل مکان مین کرکے طی راہ
میان برج عقرب جسطرح ماہ

در و دیوار کا دیکھا عجب ڈہنگ
نہ وہ رونق نہ وہ روغن نہ وہ رنگ

مکان و حجرہ سب دیکھے سراسر
برنگ کیسۂ فیاض بے زر

چمن مین شور تھا جور خزان سے
فغان کرتا تھا سوسن ہر زبان سے

جو دیکھا گوکرن نے گھر کا یہ رنگ
ہوا غم سے برنگ حجرہ دل تنگ

زبس حیرت سے آئے اشک کمتر
ہوئین آنکھین مثال روزن در

جو دیکھا جمع کلفت کا خزینہ
ہوا ضبط فغان سے درد سینہ

نہ انسان تھا نہ حیوان کوئی اوسجا
ہوا ظاہر نہ اوسکو حال گھر کا

سفر سے تھی جو تخیش دست و پا مین
گیا سو وہ اوسی وحشت سرا مین

جگایا اوسکو آواز حزین سے
کہ غم کہتا ہی وہ جب ہمنشین سے

کہ جیسے چھوڑ کر تو مجکو تنہا
گیا بہر عبادت سوی صحرا

ہوئے اوباش اکثر آشنا چند
لبالب جام ہر شب تھے شکر خند

ہوا خالی زر و گوہر سے دامن
ہوئے عیار یار اور دوست دشمن

گلا گھونٹا پلایا زہر قاتل
گیا پوشیدہ مثل زر نہ گل

جو مرگ ناگہانی ہے نے پائی
ہوئی حاصل نہ دنیا سے رہائی

کوئی تدبیر کر راہ دعا سے
کہ چھوٹے جان اب اوس ام بلا سے

نہ دیکھا اوس مکان مین آدمی زاد
نظر آئی نہ شکل اہل فریاد

کہا تب ہندکاری نے یہ رو کر
کہ مین ہون ہندکاری ای برادر

بتایا گوکرن سے اونسے جب نام
ہوا یہ چین سنکر وہ خوش انجام

غم عصیان نہین گر ہو خدا ہی
خدا بخشندۂ اہل خطا ہی

عبادت پر جو نازان ہین ریاکار
خدا کو اونسے پیارے ہین گنہگار

پسند اوسکو ہی عجز و انکساری
گنہ بیشک ہے بخشیگا باری

سحر پہر نجات ہندکاری
چلا سوی گیا وہ بے سواری

اجودھیا دوار کا ہر دوار کاسی
گیا ہر جا براہ حق شناسی

نہاکر رسم تعزیت ادا کی
گیا کی گوکرن نے یون ہی بعد اُسکے
کہ اوسکے فیض و دولت سے بہر طور
فسون بید او سپرم سے کیے چند
غرض جب قالب تن مین وہ آیا
شروع بھاگوت کی گوکرن نے
ہزارون زاہدان پاک بنیاد
غرض اس طرح پڑھکر روز اور شب
ہوئی سری بھاگوت جب ختم ساری
گنہ سب اوسکے بخشے حق نے یکبار
میان انجمن سے شاد و فرحان
پرستش کی بہت اور گلفشانی
کیا مضبوط دل مین اپنے آہنگ

گیا مین تب برادر کی گیا کی
نہ پائی مغفرت پر اوسنے تنہا
عذابون سے رہا ہوگا یہ فی الفور
میان فی برادر کو گیا بن
مکان پاک مین اوسکو بٹھایا
کیا انبوہ اوسجا مرد و زن نے
ہوئے اوسجا فراہم با دل شاد
سنائی سات دن مین بھاگوت سب
ہوا آزاد غمسے دھندکاری
ہوا وہ صورت انسان نمودار
گیا سوی جنان ہمدوش غلمان
ہوئے رخصت بفرح و شادمانی
گیا دولتسرا سے جانب گنگ

وہان سے نیمسارن ہو کے آیا
کیا تجویز دل مین تب یہ مضمون
غرض ٹھہراکے اُنسے لمیش باب
سُنے تا گوش دل سے بھاگوت
مقام شہ نشین مین سب سے بالا
ہزارون خاکساران خدا ترس
پڑھا اسکند اول گوکرن نے
ہوئے خوش جن و انسان و ملائک
عجائب دولت سری بھاگوت تھی
جبین و چہرہ مثل ماہ روشن
ہوئی جب یون نجات دھندکاری
پریچھت نے سُنی جب یہ حکایت
دیا بیٹون کو ملک و مال سارا

برادر کو اوسی حالت سے پایا
کہ اب سری بھاگوت اسکو سنا دو
منگایا بانس گرہین جسمین تھین سات
شتابی غم سے پاوے مغفرت وہ
بچھایا رشک قالین مرگ چھالا
ہزارون ساکنان چرخ اطلس
اوٹھایا حظ بہت ہر مرد و زن نے
گرہ اوس نی کی چٹکی فوریک
شگاف ہر گرہ پر مغفرت تھی
لباس زعفرانی زینت تن
ہوئی خوش گوکرن سے خلق ساری
ہوئی حاصل نشاط و عیش و فرحت
کیا دنیای فانی سے کنارا

جانا راجہ پریچھت کا دریای گنگ پر اور بولانا سکھدیوجیو کا صحرا سے واسطے سُننے سری بھاگوت کے

نی خامہ سے ملاح سخن بیان
ہوئے اوسجا ہزارون برہمن جمع
بصد تعظیم صحرا سے بولاکر
کہا چشم تمنا ای برہمن
دعای زشت پیر سے رہا ہے
مثال خضر کر اب رہنمائی
تمنا ہی کہ مین اب گوش جان سے
کہ تا برکت سے اوسکی بہ شفقت
سُنا سکھدیو نے حال پریچھت

روان کرتا ہی اب یون زبان
میان بزم عشرت جس طرح شمع
سری سکھدیو کو لائے بانیر
ہوئے خاک قدم سے تیرے روشن
رہائی دور ہی مار قضا سے
کہ پاؤن دشت کلفت سے رہائی
سنون سری بھاگوت تیری زبانی
میسر ہووے مجھے گلزار جنت
نذیرا عرض کی از راہ شفقت

کہ جب وہ بادشاہ ہفت اورنگ
شہنشہ کے جو تھے ارکان دولت
بٹھایا تخت زرین پر باعزاز
ہوئی بیدار قسمت آج میری
سراپا غرق دریای الم ہون
دل گم گشتہ کا تو رہنما ہو
دسون اوتار کی کیفیت است
عذاب و رنج سے ہو رستگاری
جو تھا دانشور و ہمدین وہ سرفراز

ہوا اوراق فرا جا کر لب گنگ
گئے صحرا کو وہ باجاہ و حشمت
کیا غسل برہمن مین استغفار
کہ پائی دولت دیدار تیری
اسیر حلقہ گرداب غم ہون
چراغ شاہراہ مدعا ہو
بیان کر اے برہمن بیکم و کاست
کہ ہر دم غمسے ہی اب دو شماری
سری مد بھاگوت کی اور ہستے آغاز

ہوا ابھی بھاگوت کا جبکہ چرچا | ہوئے زاہد ہزارون جمع او سجا
بہشت و سہجوگی بسو منتر اٹھائے | سبھا الله واہ انکو تشریف لائے

خرد ور نارد پاکیزہ بنیاد | خدا کی بندگی مین خرم و شاد
سرود عاشقانہ لب پہ موزون | صدا ابھی یہین پر سو جان سے مفتون

ہوا وارد میان بزم و شاد | ہوا نرش اوشاہ نیک بنیاد
سدا آئے اندر و بہا جاند سو بیچ | صدا آگا نہ بنا کر اپنی سیج و ہیچ

فراہم سب ہوئے اوس انجمن مین | ستارے جسطرح چرخ کہن مین

آغاز داستان بہی بھاگوت کا

بیچ بیان احوال ست جگ کے

شکر گفتار سکہدیو سحر خیز | ہوا شیرین زبانسے یون شکر ریز
کہ تھا خلق جب عالم ہوا آب | زمین و چرخ و شمس و ماہ و کوکب

ہوا و آب و خاک و آتش گرم | حیات و موت و قہر و مہر آزرم
پری حور و ملائک جن و شیطان | طیور و ماہی و انسان و حیوان

سحاب و برق و رعد و بحر و جیحون | گل و خار و درخت و کوہ و ہامون
طلوع مہر و مہ سے گنکے ایام | خردمندون نے ای شاہ خوش انجام

کیے سال اور مہینے جگ مقرر | حساب و جہان ہی حصر جسپر
میان چار جگ ستجگ ہی اول | ہر اک جگ ہے وہ ہی دنیا مین افضل

بیان کرتا ہون پہلے اوسکا احوال | بگوش ہوش سن اے نیک اقبال
کہ ستجگ مین تہا تہا باغ عالم | بہار جاودان سے سبز و خرم

نہ تہا غم سے کسیکے دلکو آزار | نہ تہا دامان گل آلودہ خار
زمانے مین جہانتک مرد و زن تہے | ہر اک کے راست کردار و سخن تہے

فرشتے کیطرح پاکیزہ ہر مرد | عناصر سے برون آلایش گرد
برون ہر زن سے فعل بد سرشتی | منزہ مثل حوران بہشتی

ہر اک مین شیوہ مہر و محبت | سبھون کے پاس مال و ملک و دولت
نہ تہا محتاج و مفلس کوئی غمناک | ہرنگ ہر اک آسودہ و پاک

مبرا مرد و زن فعل برون سے | منزہ گردش گردون دون سے
ہر اک جا لاکراہ نیک مین تہا | خیال نیک ہی ہر ایک مین تہا

ہر اک مین شیوہ یزدان پرستی | مہیا سبکو نعمتہای ہستی
ہر اک جا ذکر بید و شاستر کا | برہمن بید پڑہتے تہے ہر اک جا

ہر اک جن و بشر کی عمر تہی طول | عبادت مین ہر اک تہا دل سے مشغول
ہوئی خلقت کی جب دنیا مین کثرت | ہوا از بس جنون کو زور و طاقت

بڑہی جب نسل دیوان ستمگر | لگے کرنے جہان مین ظلم کافر
ہوئی جن و ملک مین دشمنی تب | ہوا دیون کے قبضے مین جہان سب

ڈرے جنات سے خیل ملائک | ہوئے کہسار مین روپوش یکیک
مچایا ظلم دیون نے زمین پر | کمر باندہی سبہون نے بغض و کین پر

ہوا جب کفر مین عالم گرفتار | ہوئے ستجگ مین او سدم چار اوتار
ہوا اول شبیہ حوت پیدا | ہوا شکل کشف پہر وہ ہویدا

بشکل خوک وہ دانای اسرار | ہوا دشت جہان مین پہر نمودار
شبیہ شیر پہر وہ عالم آرا | ہوا چوب ستون سے آشکارا

جہان مین آکے مظلومون کی دی داد | کیا اہل جہان کو غم سے آزاد
ستمگارونکو دنیا سے کیا دور | کیا کر و بیون کو شاد و مسرور

کہا سکہدیو نے مجمل جو یہ حال | شہنشہ نے کہا تب ای نکو فال
مفصل شرح کر احوال یک یک | کہ تا خاطر سے میری ہو دور شک

بیان مچھ اوتار

کہا سکہدیو نے ای شاہ ذی ہوش | سخن کر گوش دلسے مرا گوش
بیان آفرینش کے کم و کاست | بیان کرتا ہون تجہسے راست راست

کہ نیلوفر سے جب برہما ہوا تب | ہوا پیدا [illegible] و شاد
اکیلا چار اوسنے نظارہ [illegible] | اشتر بن جام [illegible]

کیے عالم میں چارون بید ظاہر
لگایا سبکو راہ نیکی پہ
ہوئے جب خلق عالم میں عیاں بطین
بجای برگ گل و سمین لگے خار
لگے کرنے ہر اک کی گوشمالی
کہون اونکی کہانتک بد دماغی
عجب وہ دیو تھا تن دار رفرز
زبردست و قوی بازو گران تن
وہ تھا دزدی میں یکتا اہل بید
سحر گہ بوتہ گردون سے عیار
جو دیکھا بید کا قانون جاری
جو تھا قانون طرازی سے آگاہ
فرشتون پر ہوئے غالب شیاطین
ہوا جب بید سے بیہا تہیدست
نہ دنیا سے جب آئی یہ آواز
یہ کہکر غیب سے ذات الہی
سر قزاق بید کی تیغ رانی
دکھایا جلوہ رخسار روشن
بظاہر ماہی و باطن میں تھا شیر
سراپا میں نے مچھ اوتار کا حال
کہا شہ سے کہ با صد استواری

کیا ہر بید سے عالم کو ماہر
کیے افعال بد دنیا سے باہر
لگے بڑھنے برنگ نخل بیدین
ہوئے خار الم میں سب گرفتار
جہانمین ظلم کی بنیاد ڈالی
ہوئے سب بید کے رستے سے باغی
نہ تھے جس سے خبیث خرس و خرتر
زیادہ کرگدن سے سخت گردن
اوسے قزاق سب کہتے تھے استاد
اوڑا لائے زر خورشید سے تار
ہوئی کافر کو حاصل شرمساری
سمندر مین چھپا جا کر وہ گمراہ
کیا جاری جہانمین اپنا آئین
لگے کفار پھر دہر مین مست
تمہارے دل لگا جانا مین سب راز
سمندر مین گیا خود بنکے ماہی
کیا خون عدو سے لال پانی
ملائک خوش ہوئے شادان ہمہ تن
نہنگان ستمگر کو کیا زیر
سنایا تمکو ای شاہ نکو فال
مجھے دی غم سے تونے رستگاری

کیا اوس نے کرم ناکس کو تلقین
دل و جان و جگر سے سب یکبار
ہوئی بیخ اونکی جب محکم زمین مین
خلائق پر پڑا جب اوسکا سایا
سموم ظلم سے باغ زمانہ
اونھین مین ایک سنکھاسر تھا دانا
کہون کیا مین بیان اوسکی کلائی
شتر لب خرس مو ہی خوک دندان
وہ تھا ہشیار اس فن مین اکیسی
کوئی کب اوسکے مکر و فن کو پائی
خرابی کفر کی دیکھی سراسر
کتاب آسمانی جب ہوئین گم
جہان تک تھے رہے وہ مین اہل زنار
فرشتون نے بروی چشمہ شیر
ہنود دلگیر تم جور عدو سے
جو پہنچا شکل ماہی صاحب داد
نکالے بید کافر کے شکم سے
کیا آئین ظلم و کفر موقوف
کہون کیونکر اوسے مین ہی ماہی
لگے ہوتری جو کچھ متنا
کیا اظہار جو کچھ ای نکونام

دکھائی نور عرفان سے وہ دین
ہوئے معبود مطلق کے پرستار
تو پہنچی شاخ کین عرش برین مین
کسی نے نیک پھل جز غم نپایا
اوجاڑا ای شہنشاہ یگانہ
بڑا ظالم تھا وہ دیو ستمگار
کہ تھا گویا ستون آسمانی
تبر ناخن تھے سینہ مثل سندان
چورائے تو تیا چشم فلک سے
جو رنگ گل کو غنچے سے اوڑا لے
چورائے اوسنے چارون بید جا کر
فرشتون مین ہوا برپا تلاطم
ہوئے دام بلا مین سب گرفتار
مچایا شور و غوغا ہو کے دلگیر
کرون مین تیغ سے اوسکے ٹکڑے
ڈرا بس وہ نہنگ خانہ برباد
کیا ظاہر رخ پر نور یم سے
کیا پھر بید کو دنیا میں معروف
مجسم خود ہوا نور الہی
بیان کر مجھسے وہ ای شاہ دانا
خوشی سے اوسکا کر تو اب سرانجام

بیان حال کچھ اوتار

لب شیرین سے سکھدیونکا
غبار رنج سے از قاف تا قاف
بنام زشت رو کیتب ہم اعجام

ہوا مانند طوطی پھر شکرخا
ہوا روئے زمین مثل فلک صاف
لگا کرنے ستم وہ صبح و شام

کہ جب بار آگیا وہ دیو سفاک
غرض گذرا خوشی سے عرصہ چند
ہوئے بیزار سب گاو و برہمن

ہوا اوس باغ جہانمین خار و خاشاک
ہوا اک دیو پیدا پھر تنومند
مچا دنیا کے اندر شور و تلکن

پریشان حال جب بنیاد کا دیکھا
ہوئے جن و ملائک جمع یکسر
رسن کی طرح سے اوسکو سراپا
ہوئے جنات سوسی کھینچ مار
مشقت کی جو مردون نے فراوان
سفید اوسکا تھا سر سے تا قدم رنگ
صباحت مین جو تھا وہ پیل کبار
زمین رفتار مین تھا غیرت برق
سوم تھا گوسفند لعل جو سر رنگ
سمندر سے وہ رشک حور نکلی
جو تھا از انجملہ پنجم ماہ انور
عجائب مے کہ جس سے رنج ہو گم
مشقت مین نوزادون کی جو دیکھی
ہوا ہشتم نمایان نخل طوبی
بہار جاودان وابستہ شاخ
نہم مستور مہ وش نام رمبھا
جو تھی پریون سے وہ ممتاز رتبے
وہ زیبا طلعت و فرخندہ رخسار
خصوصاً کام دھین گاو مادہ
شبیہ نور تھی تا فرق دم سے
شہا تھا بارہوان آب ناب ہی وہ
حقیقت تازہ سن اے شاہ عادل
سمندر پر ہوا اک حشر برپا
کہون کیا مین سدا شیو کی کرامات
ہے خود مرگ سے محفوظ شنکر

بنا نور الٰہی شکل باخا
وہ لائے کوہ مندراچل وہان پر
بگیر و کوہ مندراچل لپیٹا
ہوئے دم کی طرف ملکوت ہشیار
ہوئے چودہ رتن اوس سے نمایان
جہان مین پیل کا ایسا ہو گم رنگ
دیا وہ اندر کو جسپے سواری
قدم تھا فرش سے ایک اوسکا تا عرش
خراج ہفت کشور جسکا پاسنگ
ہوئی مشرق سے تا مغرب تجلی
جگہ پاکیزہ دی اوسکو فلک پر
میان چشم رکھین ویسے مردم
وہ مے رشک پری ونکو عطا کی
بشاخ و برگ شاداب و مطرا
گلون سے مشکبو ہر دستہ شاخ
ہوئی دریا سے مثل مہ ہویدا
لیا وہ انسے اہل طرب مین
شفا ہو دیکھنے سے جسکے بیمار
بیان سے وصف ہی جسکا زیادہ
نمایان ماہ نو ہر نقش سم سے
ہوا جو عابدان حق کو مانوس
کہ نکلا آب سے نہر ہلاہل
مچایا دونون نے غل شور و غوغا
لب دریا خردمندی سے کی گھات
بزرگی زہر کی رکھی سر اوس

میان بحر بدہ کیٹب کو مارا
جو تھا سردار ماران باسکی ناگ
سبھون نے کوہ سنگین وہ اوٹھاکر
سمندر کو کیا اوس کوہ سے حل
عجائب پیل تھا اک اوسمین اعلا
کمند آسا تھین اوسکے تین خرطوم
دوم تھا وہ سبک رفتار گھوڑا
جو تھا شبرنگ وہ زرین رکابہ
چہارم وہ عروس خوبصورت
وہ لعل اور وہ عروس سرو قامت
ششم صہبائی نگین غیرت لعل
بصورت غیرت لعل بدخشان
شہا ہفتم تھی اک قوس خمیدہ
سراپا نعمت دنیا سے معمور
جو تھا وہ باغ عالم سے نرالا
سرود و رقص مین دلخواہ آفاق
دہم باصورت زیبا دہنتر
زمانے مین معین وہ ہویدا
کرے جس چیز کی کوئی تمنا
جو تھی حور و ملائک کی دلخواہ
کہ غافل جو کہ ہون یاد خدا سے
جہان تک تھے ملائک جن و کوکب
ندیکھا کوئی اس آتش کا حامل
کیا وہ زہر قاتل نوش سارا
جو تھے از بسکہ مقبول خداوند

کیا تب حل دریا کا اشارا
اوسے افسون سے کر لائے گرفتار
زمین سے رکھدیا پشت کشف پر
ہوئے جن و ملک کے دست و پا شل
کہ تھا وہ کوہ سے قامت مین بالا
بنام نیک ایراپت تھا موسوم
نہ تھا جز باد صرصر جسکا جوڑا
ملا خورشید کو بہر عرابہ
کہین سب لچھمی کی جسکو مورت
ہوئی منظور طبع خود بدولت
کہ جس سے رنگ رو ہو صورت لعل
یعنی غمگسار و راحت جان
برنگ قوس گردون سر کشیدہ
خزان ہر برگ گل سے اوسکے تھی دور
گلستان جنان مین دی اوسے جا
جمال و دلبری مین ماہ آفاق
تہ دریا سے نکلا مثل گوہر
ہے اعلم طبابت اوس سے جاری
طفیل پا سے اوسکے ہو مہیا
ہوا باغ جنان اوسکا چراگاہ
وہین ہشیار ہون اوسکی صدا سے
ہوئے زہر سے جلنے لگے سب
سدا شیو کو بلایا وہ ہلاہل
نہ زیر حلق پر اوسکو اوتارا
ہوا وہ زہر اونکے واسطے قند

ہلاہل سے ہوا جب صاف پانی
ہوئے آزردہ تب سنکر شیاطین
می گلرنگ سے تھے سب جو سرشار
کوئی کہتا تھا پہلے میرا حق ہی
کوئی کہتا تھا سوئی سرسے گرہ
جو تھا اومین قوی اناایک سے ایک
ادھر جھگڑا پڑا اچھے مین باہم
کہ ای دانندۂ راز گل و خار
جو ہی تو شافی درد غریبان
او سیدم کرکے ظاہر صورت زن
کیا وہ روی رنگین آشکارا
گل نسرین سے نازک تھے سو آغوش
وہ موی زلف ام عنبر تار
کرون کیا وصف بینی کا ارادہ
درخشندہ در دندان وہ خوش آب
وہ رشک شیشۂ بلور گردن
شکم وہ چشمۂ حیوان سے شفاف
کمر تھی بے نشان مانند عنقا
سراپا تھی غرض وہ غیرت حور
ادا و ناز سے وہ رشک پرین
اشارے سے بہت خون مین ملائے
ہزارون دام کاکل مین کیے قید
تبسم قہر وہ آفت تکلم
صدا پازیب کی گھنگرو کی جھنکار
ہوا تیر نظرہ سے کوئی بسمل

شہا نکلا تب آب زندگانی
سبھوں آب حیوان وہ لیا چھین
لگے آپس مین کرنے بحث و تکرار
کہ سینہ کثرت محنت سے شق ہی
اوٹھالایا ہو نہیں بار دردانہ
گھڑے کو چھینتا تھا ایک سے ایک
اودھر خیل ملائک کو ہوا غم
پیین گے آب حیوان گر یہ اشرار
تو ہو وینگے ہر انکو آب حیوان
ہوئی مانند زہرہ جلوہ افگن
ہوا گل غم سے جسکے پارہ پارا
نظیر برگ شبو تھے بنا گوش
کہ دانا جسمین ہو دل سے گرفتار
کہ نازک تھی رگ گل سے زیادہ
نہ لائے دیکھکر گوہر جسے تاب
بنائے اسطرح کی حور گردن
زلال نازکی سے لب بلب ناف
فقط تھا نام کہنے کو کمر کا
برنگ چشمۂ خورشید پر نور
پہنکر زیور و پوشاک رنگین
نظارے سے بہت زخمی جلائے
ہزارون تیر مژگان سے کیے صید
کہ جس سے خلق کرتی تھی تظلم
وہ نادان چونکے اٹھے سنکر پکار
ہوا تیغ نگہ سے کوئی گھائل

جو پایا تھا سبھوں نے اور آب
جو دیکھا نوش ہی پردہ سراب
کوئی کہتا تھا پہلے وہ مجھے آب
کوئی کہتا تھا پہلے مجھکو دیجے
ہوئے ہین یہاں عدو بازو مرے شل
چلے گرز و تبر باہم جو یکسر
وہ فورنج سے باہم کباب ہی
ستائینگے ہمین تا حشر ظالم
فرشتون نے جو کی اسطرح فریاد
تن پر نور مین پہنی وہ پوشاک
وہ چشم سرمگین بینی عجیب
وہ ابرو تیغ بران نام جسکا
عجب گیسو مین فرق زرفشان تھی
دہن شیرین برنگ کوزۂ قند
عجب چاہ ذقن ہے اوسکی تھا سیب
وہ مثل آئینہ شفاف سینا
وہ بازو اور وہ ساعد کلائی
وہ ساق سیمگون صاف تر از عاج
کیا زیب بدن وہ زیور زر
چلی کرتی ہوئی ہر سو نظارا
ہزارون دشنۂ ابرو سے مارے
جدھر گذری وہ رشک ماہ انور
غرض جسجا تھے دیو و جن فراہم
جو دیکھا پر غضب اوسکا اشارہ
ہوا کوئی اسیر زلف پیچان

فرشتون کو ہوا تجویز وہ آب
مگس کیطرح لپٹے سب گھڑے پر
کہ ہون بھنکار سے افعی کی بیتاب
مرے ہاتھون کی رگڑی دیکھئے سیجھ
مجھے دو پہلے پانی مین ہون بیکل
سبو کیطرح ٹوٹے کاسۂ سر
سری کچھ بے کی فریاد و زاری
کرینگے ظلم و بدعت نستر ظالم
شتابی دی رہ انصاف سے داد
کہ غیرت سے لباس گل ہوا چاک
کہ آہو کی شباہت جسکو عجب
وہ مژگان کام قتل عام جسکا
میان شب نمود کہکشان تھی
عیان ہونٹھوں سے اندازہ شکرخند
نہ پہنچا چشم بد سے جسکو آسیب
کہ جسکو دیکھکر مشکل ہو جینا
کہ جس سے شاخ گل کو شرم آئی
کہ جسکے نور کا تھا ماہ محتاج
نہ تھا جو شاہد گل کو میسر
جسے دیکھا اوسے عشوے سے مارا
ہزارون حلقۂ گیسو سے مارے
ہوا برپا اودھر آشوب محشر
وہان کرتی ہوئی پہنچی چھما چھم
پکارے الامان وقت نظارہ
ہر اک کوئی فدای چشم فتان

کسیکو خندۂ شیرین ہوا زہر
کوئی وہ دیکھکے سر کی تحریر
جو دیکھا اوسکا عارض غیرت شمع
درخشان شمع ہی کس انجمن کی
تو ہی کس عاشق بیدل کی محبوب
کہان جاتی ہی ای ماہرو نہفتہ
کہا اوس نازنین نے تب یہ ہنسکر
وہ عالی ہی مری عصمت کا پایہ
پری نے دم کیا جبدم یہ افسون
یہ چاہا خار جیون نے کہ بیباک
زن بیگانہ کا با مکر و سالوس
جو مجھسے چاہتے ہو آشنائی
ستم کرتے ہو کیون جنگ و جدل ہم
زیادہ دست و پا مین کچھ نہین بل
جو دیکھی ہمنے یہ حق ناشناسی
پئی تقسیم یہ قصہ ہی درپیش
مری تقسیم پر کرکے ہو رضامند
لب شیرین سے بولی تب وہ دلبر
غرض اسطرح بولی جب وہ گلرو
جو دشمن ہین تمھارے ایک زاد
اونھین دو ن ہم تمھین دو ان کو شتر
کیا کہنا ہمون نے اوسکا تسلیم
نہین کچھ دشمنون سے خوف جان ہے
جنون مین تھا نام آدمیت
جب آیا پاس اوسکے وہ بد غم

کسیکو جنبش لب ہو گئی تھر
ہوا اسنمد مجنون پا بزنجیر
ہوی پروانہ سان گرد اوسکی سب جمع
سطر ایا سمن ہی کس چمن کی
تو ہی کس طالب شیدا کی مطلوب
عیان کر ہمسے یہ راز نہفتہ
کہ ای صاحبدلان پاک منظر
مہ و خورشید نے دیکھا نہ سایہ
وہ دیوانے ہوے از بسکہ مجنون
گریبان اوس گل کا دامان چاک چاک
شنا نا ہم شرم ننگ و ناموس
کرو آئینۂ دل کی صفائی
بپا کس چیز پر ہی یہ تلاطم
سمندر زور بازو سے کیا جل
اوٹھا لائے یہ ہانڈی ہم دراہی
کسیکو کم کسیکو دیتے ہین بیش
کرو ان سبکو مساوی ویکے خرسند
کہ بیٹھو باندھکر صف تم برابر
برابر بیٹھے سب پہلو بپہلو
پلاؤن یہ ہلاہل گر ہو ارشاد
سے ہے باقی ہمتا رہتا نہ ہمسر
فرشتون کو بلایا اونسے نے ہم
قضائے حشر تک سکو امان ہے
بہشت وہ جا نہ تا تا شوہ رعیب
ہوا سرشار ظالم خوب پی کر

نظر آئی جسے یہ سلک دندان
جمال و حسن پر اوسکے ستمگار
کہا ای جان عالم غیرت ماہ
عروس نیک ہی کس خاندان کی
تو کس دلباختہ کی ہی دلارام
یہ نازک پاؤن ہر گل سے افزون
مین ہون قوم ملائک سے زن پاک
ہوئی قسمت تمھاری آج بیدار
ہوی غش اوس پری پر وہ گروہ
ادا سے پھر وہ بولی صاحب ننگ
ریاست سے نہایت در تر ہی
دل صافی ہوا اپنا حال سارا
کہا ہم دیوتا ہین ممتاز سب مین
سری کچھ نے سب اسباب معقول
اسے کہتے ہین خلقت آب حیوان
سنا اوس ماہوش نے جب یہ قصہ
جو تھے سب مجوا اوسکے تنگ رو پر
پلاؤ تمھین ہمکو اک سر سے
کہا ساقی نے ای عشاق سامانی
رہے باقی جو خالص آب حیوان
جو تھے جن الغرض جادوگر بارے
کہا آب لال زندگانی
یہ سنکر بال ملک شاد و خندان
ہوا اوس راز پوشیدہ سے آگاہ
مہ و خور نے کیا جب یہ نظارا

گری گویا کہ اوسپر برق خندان
دل و جان سے ہوی سب عاشق زار
تو کر نام و نسب سے اپنے آگاہ
نگار عیش ہی کس دوم دمان کی
تو ہی کس باغ کی سرو گل اندام
لیے کیون دشت مین کانٹون کی مرزلون
پرستش کی لیے جاتی ہو چالاک
کہ پایا بے مشقت مہر اوبدار
نہ دلنشین آب حیوان کی ہی چاہ
کہ ای ارباب عقل و ہوش و فرہنگ
زنا کاری خلاف شاستر ہی
کرو مجھسے مفصل آشکارا
فرشتون سے برابر ہین نسبت مین
فرشتون کو دیا ہمکو گئے کھو ال
اسی پرست فرشتے دیتے ہین جان
کہا مشکل نہین ہی اسکا حصہ
ہوئے اپنی بدل اس گفتگو پر
بنائے ایک تا کم دوسرے سے
ابھی اس آب مین ہی زہر باقی
کر ترحم دیوتا جیدر رحمت جان
وہ آئے اوس پری کی قوم مین سارے
پیو دل سیر تم با شادمانی
لگے پینے پیا پی آب حیوان
میان شمس و مہ بیٹھا وہ گمراہ
کیا اوس نازپرور سے اشارا

کہی یہ رام ظالم دیو گمراہ — پیا آب حیات اسنے جو دلخواہ
سو درسن چکر تب کھیپ نے مارا — حصار تن سے برج سر اوتارا
ہوئے راس و ذنب باشکل پر نور — بنام راہو و کیت اوس دن سے مشہور
ہوئے جو رخنہ زن مہتاب و خورشید — رہی باہم عداوت اونسے جاوید
غرض وہ مہ پلا کر آب حیوان — ہوئی تاریکی صحرا مین نہان
جو تھے وہ دور حق کی بندگی سے — رہے محروم آب زندگی سے
کہا سکھدیو سے ہی دانش افزا — بیان کر حال سب نیہی بھاگوت کا

رہیگا تا قیامت یہ سلامت — کریگا دہر مین برپا قیامت
پیا تھا پر جو اونسے آب حیوان — ہوا دو پر ہوا ظالم نہ بیجان
کٹا اوسکا جو دست پاک سے سر — ہوا شامل ستارون مین وہ جاکر
وہی اب تک فلک پر ہی معزز — مہ و خورشید کو کرتا ہی مکسوف
رہے سب تشنہ لب دیوان گمراہ — رسن ٹوٹی مقدر سے لب چاہ
ہوئے دلشاد سنکر سب یہ احوال — ہوا شاہ پریچھیت شاد و خوشحال
شکر پرور تری شیرین زبان ہی — کہ شیرین تر شکر سے ہر بیان ہی

بیان باراہ اوتار کا

گہر آرای سلک نکتہ دانی — سری سکھدیو دانا ہی معانی
کہ ای شاہ زمانہ صاحب تخت — زمانے مین تجہی ہی سب سے نکو بخت
ہرناچھہ ہرنکشب کا اب حال — بیان کرتا ہون تجھسے ای نکو فال
زبان باستان مین جی بجی نام — نگہبان جہان و شخص تھے عام
برادر سے جو تھا ظالم ہرناچھہ — زمانے کا ہوا حاکم ہرناچھہ
زمین کو لیگیا سر پر اوٹھاکر — رساتل مین اوسے رکھا چرا کر
لیا تب نور حق نے قالب خوک — تبر ناخن تھے مو تھے صورت دوک

جو تھا آگاہ اسرار سخن سے — ہوا یون درفشان درج دہن سے
سنی تھی بھاگوت تونے لگنگ — ترے آئینے سے اب ہو گیا زنگ
کہ جسکے واسطے وہ در کہیتا — ہوا ابا شکل خوک و شیر پیدا
دعای برہمن سی دونون دیو — ہوئے پیدا جہان مین صورت دیو
کیا دنیا مین اونسے جور آغاز — فرشتون پر کیا دست ستم باز
ہوئے بیتاب سب جاندار ارضی — جناب پاک مین ہے التجا عرضی
ملایا خاک مین دیو لعین کو — اوٹھا کر دانت پر لایا زمین کو

زمین پر پھر کیا دنیا کو آباد — ہوئے انسان و حیوان و ملک شاد

بیان نرسنگھ اوتار

ہوا جب وہ شاہ نگون بخت — ہرن کشت ہوا تب صاحب تخت
ہوا وہ ظلم مین ایسا زبردست — کیا دیو فلک کا حوصلہ پست
دیا احکام فوج دلشکن کو — ستاؤ جا کے گاو برہمن کو
شہ روحانیان سی کی عداوت — ستم سے چھین لی اوسکی خلافت
کیا ظالم نے دلمین مشورہ تب — کہ تدبیر قضا کچھ کیجیے اب
کہا جو کچھ ہو خواہش مانگ مجھسے — نہین یہ کہتا ہو شیو نے افسوس تجھسے
کہ روز حشر تک تیری دعا سے — مرون ہرگز نہ مین دست قضا سے
بوقت صبح پر نور و دم شام — میان روز و شب در خواب و آرام
کرون مین سلطنت دنیا مین جاوید — زمین محکوم ہے ماہ و خورشید

پھری اوسکی زمانے مین منادی — ہوئی دیو و جن شیطان کو شادی
بہت کی جمع افواج شیاطین — کیا دنیا مین پیدا ایسا آئین
کوئی لینے نپائے رام کا نام — کوئی کرنے نپائے خیر کا کام
کیا زیر نگین جب اونسے عالم — ہوا دلمین بہت مغرور ظالم
پرستش کی بہت دن اونسی پیہم — ہوئے دلشاد تب اوس سے مہادیو
کہا شیو سے تو ہی معبود میرا — ترے دم سے یہی مقصود میرا
پری و آسمان و ارض غبرا — میان کوہ و دشت و قعر دریا
جن و انسان و حیوان و ملک سے — نہون بیجان کسیکی مین فلک سے
پذیرا کی دعا یہ شیو نے بے غور — جو مانگا اوسنے بخشا اوسکو فی الفور

بلے ہین قابل طاعت مہادیو
کرے جو صدق دل سے اونکی طاعت
نہین بخشش مین کچھ بھی اونکا ثانی
جو ہی طاعت سے اونکی رضامند
ہرن کشب نے تپا ہا کرکے خوشنود
پھر اکا فر جناب کبریا سے
چراغ کفر راہ دین مین رکھا
مٹائی شاستر کی راہ ساری
ہوا فرزند اوسکے نیک بنیاد
ہوا پیدا ہمای اوج اقبال
ہوئے عاشق جمال طفل پر کل
کیا ورد زبان نام گرامے
جناب پاک سے کی آشنائی
بٹھاکر بر مین باصد محبت
کہا لیجے نام دشمن کا زبان سے
قوی ہی آسمان سے میرا پایہ
کہان مسکن ہی کیا ہی صورت رام
بزرگی مین وہ کیا مجھسے سوا ہی
کہا پہلاد نے ای نیک انجام
مرا محبوب ہی وہ شمع رخسار
وہی ہر باغ و بر مین ہی ہویدا
کہین ہی کوہ مین لعل جہانتاب
زمین و چرخ کا معبود ہی وہ
دل پرنور جسکا آینہ ہی
مکان مین کرچشم دل نظارا

کہ ہین بخشندہ دولت مہادیو
وہ پائے بے مشقت گنج و دولت
بڑھائین جسکی چاہین زندگانی
نہین خوشنود ہی اوس سے خداوند
جناب شیو سے پایا اپنا مقصود
ہوا گمراہ درگاہ خدا سے
اوجیلی مین کیا اندھیر برپا
کیا آئین کفر و ظلم جاری
کہ جسکا نام ہی مشہور پہلاد
میان خانہ زاغ سیہ بال
عجب شاخ مغیلان مین کھلا گل
طریقہ باپ کا چھوڑا تمامی
پدر مادر سے اپنے کی جدائی
کیا مفتوح ابواب نصیحت
مگر تو منحرف ہی خاندان سے
زمین ساری ہی میرے زیر پایہ
فرشتہ ہی بشر ہی یا دد و دام
کہ جسکے عشق مین تو مبتلا ہی
تہی ہی مغز دانش سے ترا کام
کہ ہی ہر انجمن مین جسکا انوار
کہین گل ہی کہین ہی صورت خار
کہین دریا مین ہی وہ در نایاب
جہان دیکھو وہان موجود ہی وہ
مکان اوسکا وہان ہر سینہ آ ہی
وہ معبود ایسے ہی آشکارا

شرف ہی اونکو سب دیوتا نپر
جہانمین غمگسار و صاحب دل
سدا شیو ہین جہانمین بھولے بھالے
روا ہی ہر بشر کو طاعت شیو
مکان مین اپنے آیا بادشاہ دل
ستم مین سرکشی افلاک سے کی
نکالے بید مین سے بید بے شک
ہوا اسطرح ظالم جب وہ مغرور
کہون کیا قدرت حق ای شہنشاہ
ہوا یون خانہ کافر مین لڑکا
ہوا روز ازل سے وہ نکونام
ہوا محو جمال ذات بیچون
پدر یہ دیکھکر اطوار فرزند
کہا ای نور چشم و راحت جان
حیات و موت ہی قابو مین میرے
فرشتے ہین سی ہیبت سے میرے مجروح
زمین پر پا بروی آسمان ہے
پسر سے جب پدر نے از رہ پند
مرا اندر نظر وہ لالہ رو ہے
فلک پر طلعت خورشید ہی وہ
وہی ہر جسم مین ہی صورت جان
کہین گل مین برنگ بو نہان ہے
وہی دارای ارض و آسمان ہی
کدورت سے ترا دل صاف گر ہی
جہانمین ہر طرف ہے جلوہ رام

بزرگی اونکی ہی حد سے فزونتر
نہین کوئی سدا شیو کے مقابل
وہی سب خیر کے ہین دینے والے
نپائے کچھ کوئی بے خدمت شیو
ہوا مغرور دلمین حد سے ایزاد
عداوت دلمین نام پاک سے کی
کیا لوح جہان سے یک قلم حک
ہوئی تخریب اوسکی حق کو منظور
ہویدا برج عقرب سے ہوا ماہ
کہ جیسے سنگ سے ہو لعل پیدا
فدای نام رام و عاشق رام
کیا دل زخم تیغ عشق سے خون
ہوا دلمین نہایت نارضامند
نہین ہی یہ ہمارا دین و ایمان
مہ و خورشید ہین پہلو مین میرے
شہ روحانیان کی قبض ہی روح
نشان ہی اوسکا کچھ پا بی نشان ہی
بزرگانہ کہے یون کلمہ چند
کہ باغ دہر جس سے مشکبو ہے
زمین پر جلوہ گر جاوید ہی وہ
وہی ہر چشم مین ہی شکل انسان
کہین گلشن مین شکل گل عیان ہی
وہی دانای از انس و جان ہی
تو تیرے سامنے وہ جلوہ گر ہی
وہی ہی سب کا محبوب دلارام

جو کی سہلاد نے اسطرح تقریر
جو تھا وہ بندۂ معبود برحق
جو حق سے سلسلہ تھا اوسکو کامل
کیا دربان نے قدغن اوسپہ ہر چند
نصیحت کی بولا کر پھر پدر نے
پسر تھے اوسکے سنڈ امرک معروف
شہ جن نے کیا اونکو مقرر
لڑکپن سے خراب و خستہ ہی تھی
غرض یہ سنکے وہ نادان استاد
ولے اوسکو جو ہنگام ولادت
پڑھا علم حقیقت سب زبانی
کیا تھا باپ نے جب سخوار شاہی
گیا خود بھول لڑکون کو بھلایا
ہوئے سہلاد سے اسطرح ہمدم
ہوا غصے سے آتش وہ جفا کوش
وہ ظالم سنتے ہی احکام سزا کے
معین تھا پر جو اوسکا حافظ اکمل
وہ گرنا کوہ سے مردانہ سمجھا
خبر ظالم نے پائی جب یہ کامل
بغل سے کھینچکر شمشیر بران
طلب کر آج اوسکو ان یہ جنگ
ستون میں ہی ہے تر خنجر میں ہی وہ
یہ کہکر چشم تر سوی ستون کی
لبون پر جان ہی جو زندہ وہ سے
مگر سے تو نے ہاتھی کو چھڑایا

ہرن کشپ ہوا غصے سے دلگیر
نہ پہنچا اوسکو رنج قید مطلق
گھڑی گرتی نہ تھی اوس سے سلاسل
سمجھا ایک وہ طفل خردمند
نہ ذکر رام پر چھوڑا پسر نے
بعقل و زیرکی دنیا میں موصوف
پی تعلیم فرزند ہنرور
شریر و شوخ و ناشایستہ ہی تھے
ہوئے آمادہ تعلیم پہلاد
سروش غیب نے کی تھی ہدایت
بیان منطق و شرح معانی
نہ سیکھا ایک بھی صیغہ وہ پہلاد
سبھون کو قاعدہ اپنا سکھایا
کہ جیسے لفظ سے معنی ہو باہم
رہا اوسکو نہ استقبال کا ہوش
اوڑا پہلاد کو لیکر سبکبار
بلندی سے گرا وہ صورت گل
معلق بازی طفلانہ سمجھا
مگر غم سے کیا پر شیشہ دل
کہا پہلاد سے ای طفل نادان
کہ دشمن جسنے اوسکی تیغ زن کا
مرے دلمین ہی تیرے سر میں ہے وہ
تمنا ہی خالق نیک و زبون کی
ہجوم درد و غم ہی چار سو سے
سدا اوسکو بلا سے بچایا

نہ خوش آئی اوسے تقریر فرزند
رہا محفوظ یون تا چند ایمن پہلاد
رہا مشغول ذکر رام دن رات
ہوا تاکید سے ظالم جو لاچار
گرامی مرشد دیوان گمراہ
اونھین معلوم تھا دیو و جنکا آئین
کہا اونسے یہ لڑکا ناخلف ہی
جو ہیں قانون دیوان نکو کار
پڑھایا اوسکو علم لاابالی
الف سے کی مرادا ایزد پاک
عبث اوستاد نے اوقات کی صرف
گیا آموختہ اوستاد کا بھول
سبق اپنا نہ رکھا ایک نے یاد
ہوئے ماں باپ اونکے سنکے بیزار
بولایا سامنے اوس ناتوان کو
نہ لایا رحم اوس اندوہگین پر
نہ پہنچا مو بھی سر کو اوسکے آزار
اوٹھا دلشاد لیکر رام کا نام
کیا پہلاد کو وابستۂ غم
کہان اسدم ہی وہ تیرا مددگار
کہا پہلاد نے تب اوس سے بیباک
نہیں کچھ خوف تیرا اے پدر ہے
کہا میں ہون از بسکہ غم میں پابند
براہ لطف سن فریاد میری
جو کی پہلاد نے یون آہ و زاری

کیا زندان میں جب بے تقصیر پابند
رہے جان جسطرح قالب میں دلشاد
رہا زندان میں باآرام دن رات
کیا جا کر ہرن کشپ سے اظہار
بنام شنکر روشن صورت ماہ
پڑھاتے تھے وہ اطفال شیاطین
نہیں اسکو مرا عز و شرف ہی
کرو اسکو سکھا کر جلد ہشیار
سکھائے چند قانون خیالی
کیا نام الٰہی حفظ بیباک
نہ رکھا یاد اونسے ایک بھی وہ
نہ رکھا یاد کچھ معروف و مجہول
ہوئے ہمداستان ہمراہ پہلاد
کیا سب حال ماضی آ کے اظہار
دیا حکم ایک دیو جانستان کو
گرایا کوہ سے دریا میں پر
ہوا خم زلف کا اوسکے نہ یکتار
ہوا گویا یہ شنکر قدرت رام
ستون در سے باندھا سخت محکم
کہ جسکا نام تو لیتا ہی ہر بار
نکر اتنا غرور ای دیو سفاک
مرا حامی ازل سے شیر نر ہی
رہوں جو ام بلا میں قید تا چند
طریق عدل سے ہی داد میری
ہوا اکبار اوسپر فضل باری

ہوئی یہ قدرت حق آشکارا
ستون در ہوا ناگہ دو پارا

شتابی بنکی شکل ضیغم نر
نکل آیا ستون سے خشمگین تر

ہوا ظاہر جو نور ایزد پاک
درخشندہ ہوئے ارض و افلاک

نہ آدم زادہ و نہ جنس حیوان
شبیہ شیر رخ تھا جسم انسان

ملائک آسمان پر سب ہوئے جمع
کہ ہوں پروانہ وش قربان بہ شمع

نہ روز و شب نہ وقت صبح نے شام
بہم ملحق تھے اوس دم دو ہنگام

نہ بحر و بر نہ ارض و آسمان پر
ہوا وہ جلوہ افگن آستان پر

جو دہلی پر ہرن کشپ کو مارا
پیا خون تن سفاک سارا

اجنہ خوف سے از اصل تا فرع
ہوئے سب مبتلای لرزہ و ضرع

ہوئے سب کثرت ہیبت سے بیہوش
کوئی نالان خروشان کوئی خاموش

امان پہلاد کو دی دور غم سے
چھوڑایا حلقۂ جور و ستم سے

شراب مرگ ظالم کو پلائی
اسیر ظلم کو بخشی رہائی

ہوئے گریان گروہ ان سے گلریز
لگے کرنے خوشی سے جست اور خیز

عطا پہلاد کو کی پادشاہی
ہوئے خود جانب افلاک راہی

پر بہجت سنکے یہ در فسانا
ہوا انعامی فرحت سے توانا

بیان باون اوتار کا

چمن پیرای گلزار حقیقت
گہرآرای بازار حقیقت

بیان کرتا ہی اب یون نکتہ پرداز
کہ سکھدیو خرد ور نے بصد ناز

کلید عقل سے پیش جہاندار
کیا مفتوح قفل گنج اسرار

کہ ای فرمانروای خاص و عام
ہوا پہلاد جب شاہ نکو نام

بہار عدل سے بستان عالم
ہوا شامل خیابان سرسبز و خرم

ہوا دلشاد بخشش سے زمانہ
بجا شادی کا ہر سو شادیانہ

شراب عیش سے ہر ساغر دل
ہوا مملو برنگ ناف سنبل

ہوا موقوف جھگڑا کفر و دین کا
ہوا بار الم کمتر زمین کا

اوسکے خاندان مین اک شہنشاہ
بنام بل ہوا ایک شاہ ذیجاہ

ہوا دست کرم سے وہ جہان پر
برنگ ابر باران سایہ گستر

سخاوت مین تھا یکتای آفاق
زمانہ اوسکا تھا ممنون اشفاق

عدالت سے کیا عالم کو آباد
سخاوت سے رعیت کو کیا شاد

برنگ نخل طوبی ذی ہمم تھا
زمین سے تا فلک ظل کرم تھا

سخاوت رات دن تھا کام اوسکا
زمانے مین سخی تھا نام اوسکا

ہمیشہ سائلون کو بے غم و رنج
عطا کرتا تھا مال و دولت و گنج

برہمن پر بہت لطف و کرم تھا
برہمن سے نہ افسوس درم تھا

جو سائل اوس سے ہوتا تھا برہمن
بجای جو عطا کرتا تھا خرمن

ہزارون گاو رنگین سینہ و دم
جواہر سے مرصع شاخ اور سم

در و یاقوت و گوہر سے گرانبار
سدا دیتا تھا وہ با اہل زنار

جو کی عالم مین اوسنے یون سخاوت
ہوئی عالم کو فرض اوسکی اطاعت

شیاطین و جن و عفریت و انسان
ہوئے سب بل کے زیر تیغ فرمان

سخاوت سے فرد سبکے گئے ٹل
گیا بل نے زمانہ زیر بے بل

پوران و شاستر مین یہ لکھا ہے
سخی کا آشنا ہے خدا ہی

سخی کا آسمان سے سر ہی بالا
سخی کا مرتبہ ہے سب سے اعلی

سخاوت شیوۂ صاحبدلان ہے
سخاوت باعث نام و نشان ہے

سخاوت پیشۂ مردان حق ہے
سخی کا دل ہمیشہ بی قلق ہے

ہمیشہ ہی سخی کی جان کی خیر
سخی کرتا ہے باغ خلد کی سیر

سخاوت ہے کلید گنج مقصود
سخاوت ہے چراغ راہ معبود

غرض جب فیض کا اوسکے ہوا شور
شہ روحانیان کا کم ہوا زور

ڈرا دل مین وہ اپنے سفلہ پرور
مبادا یہ شہنشاہ دلاور

مرے اورنگ زر کا ہو طلبگار
مرے ہو پیل ایراپت پہ اسوار

کہے تاج خلافت کی تمنا
ملائک پر قوی ہو قوم اعدا

سمجھا یہ کہ جو اہل کرم ہے
ہمیشہ زیر پا اسکے ارم ہے

[illegible]
[illegible] آپ ہی جا

فراوان غم سے با فریاد و زاری
کہ چندی جمع رکھہ ہوش و دل و عقل
زمانہ الغرض گذرا بہت جب
عیان چہرے سے نور ذات مطلق
جبین پر قشقۂ صندل کھنچا لال
ہمایون سیرت و فرخندہ آثار
ہوئے دیدار سے خوش ماہ و خورشید
سری باجن نی بار رخسار انور
فقط ہی طاعت حق کا مجھی شوق
بناتا ہون اگر صحرا مین مسکن
سنا مین نے کہ تو اہل کرم ہے
رہ الطاف سے ای شاہ والا
جو دیکھا شاہ نی روحی برہمن
کہا روی ادب سے ای برہمن
نہ مانگا سیم و زر کا گنج تونے
ندیکھا دہر مین نادان تجسا
در و یاقوت و مال و ملک اشیاء
اگر اتنی زمین بخشیگا مجکو
ولی ای شاہ جن باشاہ بانی
یہ سنکر بل نے مانگا آفتابہ
ہوا وہ بل سے آکر مانع خیر
برہمن ہے یہ خود بکام و فسو نسانہ
اسے مدت سے مین پہچانتا ہون
ہوا ہر چند مانع پیر نادان
جو فرماتا ہی تو وہ سب بجا ہے

جناب پاک مین کی اشکباری
کرونگا قالب انسانمین مین نقل
ہوا اوتار باون جلوہ گر تب
سر اماتن سی ظاہر قدرت حق
زبان گل ہو جسکی وصف مین لال
خجستہ صورت و زیبندہ رخسار
ہوئے شیدای رخ برجیس و ناہید
مکان بل پہ دی آواز جاکر
گلے مین رشتۂ زنار ہی طوق
ستاتے ہین مجھے دیوان و دشمن
برہمن پرور و عالی ہمم ہی
عطا کر مجکو نیم و سہ قدم جا
مثال مہر عالمتاب روشن
گہر مانگے نہ تونے لعل روشن
عبث اتنا اوٹھایا رنج تونے
طلب کی مجھسے نیم و سہ قدم جا
نہین جاتا ہی کچھ یہ اپنا کسی ہمراہ
ملیگا آسمان پر باغ تجکو
کرہو گر سنکلپ تو لیکے پانی
پڑا بخشش مین دیکھو یہ خرابہ
ذرا دیکھو تماشا کیا ہوئی سیر
نہین ہے کوئی اسکا واقف راز
بناتھا مجھہ تب سے جانتا ہون
نہ سمجھا پر وہ فخر بادشاہان
تجاہل حکم مرشد سے خطا ہے

ہوا بیتاب جب آہ و فغان سے
ترا قائم رہیگا تخت اور تاج
بعارض سبزہ رنگ و ماہ طلعت
مصفا دق دیبا زینت و دوش
گلے مین خوشنما زنار باریک
غرض اسطرح سے اوتار باون
ہوا شاہ ملک کا رفع افسوس
کہا بل سے مین ہون اک قوم برہمن
کہین ملتا نہین کنج حفاظت
لب دریا بناتا ہون جو حجرہ
تمنا لیکے آیا ہون تری پاس
تری ظل حمایت مین رہون شاد
گرا بیہوش پاپی برہمن پا پر
نہ مانگا حقہ یاقوت خوش آب
نہ مانگا ملک روم و شام تونے
برہمن نے کہا ای نیک اقبال
وہی شی ساتھ جاتی ہی بشر کے
عطا کر جلد ای شاہ جہانگیر
کرونگا جان دل سے مین پذیرا
جو سنکر اوسکا تھا مرشد وقف امید
شکر وینا نام ستارہ
کہا مرشد نے بل سی کہ ای شہنشاہ
دیا اسنے سدشو کو ہلاہل
اسے دینا نہ ہرگز یکقدم جا
کہا مرشد سے ای پیر خرد ور
رضا ای پیر سے پھیرونگا جو سر

صدا آئی یہ اونکو آسمان سے
اوسے زیر زمین کا دو سنگھاسن راج
برنگ شاخ گل کوتاہ قامت
معنبر زلف پیچان تا بناگوش
رگ جان سے تھا جسکا تار باریک
ہوا روی زمین پر جلوہ افگن
ہوئی برمھا سدا شو آکے پابوس
نہ طفل خانمان کہتا ہون نہ زن
بناؤن حجرہ تا بہر عبادت
توجہ سیل کا ہوتا ہے خطرہ
نہین ہمتی ہی اہل جود کی پاس
کرون حجرہ بنا کر شغل اوراد
قدم پر اوسکے رکھا شادمان سر
نہ مانگا درج مروارید نایاب
نہ مانگا ہند اس ہنگام تونے
نہین درکار ہی مجکو زر و مال
خدا کی راہ پر جو کچہ کہ بخشے
کہ راہ خیر مین بیجا ہی تاخیر
کہ مشہور ہی بہت دنیا خوشی کا
زراہ کشف جانا اوسنی یہ بھید
ہوا ہی کسکے کہنے سے تو گمراہ
لیا خود لعل رشک ماہ کامل
نہ آنا دام مین تو اسکے شاہا
ترا ارشاد سے ہر گونہ بہتر
وہ ہوگا داخل عصیان سراسر

ولی ای حضرت دانائی اسرار
نہین ہی کام مجکو مکر و فن سے
وگر ہی صاحب اعجاز کوئی
بلے وقت کرم مانع ہوا گر پیر
ہوا مرشد نہایت غمزدہ دلگیر
لگا کہنے کہ ہم تا سوراخ سی آب
سری باون سے جانا جبکہ یہ بھید
کسیکے کام مین گر کوئی غماز
کہ ہی تقسیم آب زندگانی
غرض جب سکر کا دیدہ ہوا کور
سری باون نے جب سنکلپ پایا
نہ گنجائش ہی آدھے قدم کی
کہ باقی کی نشان کرائی مینداس
اوسیمین جگہ کیجیے باقی یہ محبوب
رعایا پر تعدی اب نکیجے
کہا باون نے ای دہقان درویش
ہوا زہ عذر و حیلہ سی جو لاچار
اسے اب ناپ لے آدھے قدم سے
جھکائی پیٹھ بل نے زیر پا جب
دکھائی رب نے انور کی تجلی
جمال پاک کا دیکھا جو جلوا
کہا باون نے تب اوس سے کہ ای شاہ
کہا بل نے کہ ای قیوم دانا
مری آنکھوں کو ہو جسدم تمنا
خلافت اوسکو دی تخت الثری کی

کیا مین نے زبان سے اپنی اقرار
مین اچھی ہون سمانی ہمن سے
زیادہ تر سے مجھے ہو گی نکوئی
نمانی جو نہین ہی اوسکی تقصیر
یہ کی حکمت سی آخر کار تدبیر
نہو سنکلپ سا جہ بل کا ایجاب
صفات کے سی ٹونٹی کا کیا چھید
زروی تخل ہو کار خنہ انداز
مہ و خورنے جو کی ہو شک دوائی
نکل بھاگا وہ ٹونٹی سی بصد شور
قدم پایان گردون تک بڑھایا
ہوئی نکرار پہر پاے باقی
نکر عذر زبان بے سود نہا
نہین اہل نمین جنگ ہی خوب
اسیر بگینہ کو چھوڑ دے سجے
نکر قول و قرار اپنا فراموش
بزیر پا جھکائی پشت ناچار
رہائی مجکو دے راہ کرم سے
سری باون بہت شادان ہوے تب
دل بیتاب بل کو دی تسلی
حجاب بندہ دل ہو گیا وا
طلب کر تجھے کچھ ہو جسے دلخواہ
نہ دولت چاہیے مجکو نہ دنیا
کرون نظارہ رخسار زیبا
کرے تا غار مین طاعت خدا کی

نہو نکا منحرف جب تک کہ ہی جان
برہمن یہ اگر اہل ریا ہے
کیا گرچہ بہت مرشد نی اصرار
غرض جب بل نے چاہا لیکے پانی
چھپا ٹونٹی مین خود کر وی کی اندر
رکا پانی غرض ٹونٹی مین ایسا
لگا تنکا جو ٹونٹی مین بصد زور
گرفتار عقوبت ہوگا بے سود
اگرچہ جلوہ آرای فلک ہین
گرا پانی وہ تنکا جب ہوا دور
کیے کل سہ قدم ارضین و افلاک
بوقت عذر باندھا بل کو محکم
کہا بل نے کہ تم نے بیتابا
نسمجھا تھا مین یہ تشخیص کا دل
نہین عادل کو زیبا ہے تعدی
اگر منظور ہی تجکو رہائی
کہا موجود ہی اب پشت میری
فرشتے بام گردون پر چڑھے کل
عطا کی بند غم سی اوسکو فرصت
جو دیکھا بل نے وہ گلرنگ رخسار
زبان دل برنگ ابر نیسان
ہوا ہمت سے تیری میں بہت شاد
تمنا ہی کہ شفقت سے شب و روز
غرض تھا قول کا صاحب جو صادق
جہان کی اندر کو دی بادشاہی

کہ جان دار دہ ہمیشہ قول مردان
مرا ہر طرح بخشش مین بھلا ہے
نمانا لیکن اجہ بل نے زنہار
زمین باون کو دی باشادمانی
ہوا وہ سد راہ آب جاکر
ہوا وہ غرق آب فکر و بیچارہ
وہین یک چشم جاسد ہو گئی کور
نہ نیکی کا جہان مین وہی بہبود
گرفتار کسافت اب تک ہین
کیا سنکلپ سے شاد و مسرور
نچھوڑا کوئی باقی طبقہ خاک
کہا یون حکمت عملی سی اوسدم
تصرف جمع کی میری غرور کل
کیا تھا مین نے سچا جانکر قول
کہ عادل کو خدا دیتا ہی گدی
شتابی کر تو حاصل سی صفائی
وہ کر حاصل ہو جسمین تجکو سیری
خرامان تھو لیے آغوش مین کل
برہمن پشت کہا دست شفقت
ہوا مانند بلبل محو دیدار
ثنای پاک مین کی گوہر افشان
نہین دنیا مین کوئی تیرا ہمراز
رہے در پر مرے تو جلوہ افروز
کیا بندے سے اپنے عہد ایفا
ہو سیر باغ جنان کو آپ راہی

ہوا اوتار باون اسطرح شاہ
ہوا سکھدیو دانا کا قدمبوس

کیا میں نے مفصل تجکو آگاہ
مٹا اغنی کا دلسی رنج و افسوس

سنی باون کی سنکر یہ حکایت
ادب سے عرض کی ای نیک فرجام

ہوا شادان بہت اجہ پربت
بیان کر مجھے اجمال پرسرام

بیان اوتار پرسرام

سنی سکھدیو دانا سی زمانہ
ہوا اوسکے پسر پیدا انکو نام
عجائب شان سی پیدا ہوا وہ
سہنسر ابا ہو کے جور و ستم سی
کو پیروا اندر و برہما شیو ہر رام
تبر برق جہندہ سی روان تیز
عجب آفت تبر تھا اسی پر سجھت
جہانتک چہتری تھی اہل افسر
کیا سامان سب نے جنگ کا سانس
جو گھیرا اونکو فوج اہل شر نے
غرض اسطرح اونسی خیل کفار
ہوا جب وہ ہر گرد ظلم سی صاف
گئے جب در پی اعدا پرسرام
بنے وہ چہتری سی کہتری سب
ہوئے ارباب پیشہ وہ تمامی
زبس یہہ قوم ہی صراف و لال
دکھائی بعد مطلب دوسری چشم
نکو نا کہتری سے آشنائی
اگرچہ قوم زرگر بھی ہی بدنام
جنگ پور میں گئے جب رام و لچھمن
جو دیکھی قدرت رام انکو
مفصل شرح کر افسانہ رام

ہوا یون گوہر آرای فسانہ
ہمایون چہر خوش قامت پرسرام
نظر آیا جسے شیدا ہوا وہ
ٹپکتا تھا جو خون ہر چشم نم سی
اسیر ظلم تھے سب صاحب تاج
برنگ شعلۂ آتش شرر ریز
بپا کرتا تھا میدان میں قیامت
سہنسر ابا ہو کی خویش و برادر
نہ جانا قدرت خالق کا اعجاز
قیامت آشکارا کی تبر نے
ملایا خاک و خون میں سب کو یکبار
ہوا روشن چراغ دین و انصاف
تو وہ کہا اہل شر نے منقلب نام
ہوی مغلوب آخر چہتری سب
ہوی سب کہتری اوس وقت سی نامی
رہی اپنی غرض کو روز و نہال
برنگ چشم طوطی پہیر لی چشم
کہ میں نی اوسکی الفت آزمائی
و لیکن کہتری ہی بیشتر عام
ہوی بزم کہان میں جلوہ افگن
لیا پہر عبادت کنج کہسار

کہ تھا اک عابد فخر برہمن
قد نازک تھا اوسکا پا سے تا فرق
بظاہر گرچہ تھا وہ آدمی زاد
اسیر درد و غم تھی خلق ساری
جو دیکھی خلق ایذا میں گرفتار
لیے دست غضب میں مہر دشمن
سہنسر ابا ہو کو مارا تبر سے
یعنی وہ کافر و گمراہ خود کام
غرور مال سی لشکر کیا جمع
گرا سر پر سبہون کی صورت برق
بچا کوئی نہ قوم چہتری سے
جو بہاگی چہتری خوف پدر سے
کوئی زرگر بنا اور کوئی معمار
امان دی تب اونہین اہل ہنر نے
بچے اسطرح جو وہ زرگری سے
کرے وہ چہتری سی محبت
دلا یہ کہتری سب ہو گیا ہے
محبت یہ کریگا ابتدا میں
غرض جب چہتری مارے گئے سب
کمان جب باس کی کہینچے وہان پر
پرسجہت سنکے نام رام و لچھمن

بنام حمد گن عالم میں روشن
برنگ برق ابر نور میں غرق
ولیکن نور حق تھا اوسکی بنیاد
ملک گرتی تھے سب فریاد و زاری
ہوا جسم بشر میں حق نمودار
قیامت جسکی پرتو سی ہو روشن
گرایا تاج شاہی اوسکی سر سے
ہوئے سب تشنۂ خون پرسرام
چلے پروانہ کی صورت سوئے شمع
ہوئے غدار بحر مرگ میں غرق
ہوی سب قتل کافر خود سر
ہوئے سب جا بجا روپوش در سی
ہر اک پیشے میں جا ہی سب نے نہان
دیے ہتیار سب پھینک اہل شر نے
ہوی سب بیر قوم کہتری سے
کہ لیجائیگی شہر کی ساری دولت
کرے جب آشنائی تب دغا ہی
دغا دیگا و لیکن انتہا میں
بزرگ و خرد عالم خوش ہوئی سب
دوان پہنچے پرسرام اور لاکر
ہوا گویا کہ اسی فخر برہمن
کہ جب سے دیدہ و دل پائی آرام

بیان رام اوتار

چراغ بزم عقل و ہوش سگھندیو
جو پائے اوسنے دس سر بیس بازو
کہ غیر از بوزنہ اور آدمی زاد
دھامی دیو کی شیونے پذیرا
فرشتے خوف سے بالزرہ و تب
دیا یہ حکم دیوون کو بولا کر
شہ لنکا کے ڈر سے بے تحاشا
لیا کرتے ہین اوسکا نام ان رات
فقیرون کو ستانا پھر نہ زنہار
یہ کہکر وہ دیا اونکو سبھو چار
سبھو چہ وہ بحکم شاہ لنکا
جو تھا مخمور صہبائے غضب کا
کہ ای زینت دہ بستان عالم
لبون پر ہیبت و ستم سے جان ہی
مچایا سب نے غل رو رو کے یون جب
سلف سے ہو سیری اور اوسکو ہی اقرار
صدائے نیک سنکر آسمان کی
ہوا اول ظہور ذات یکتا
جو تھا فرزند ثانی کیکئی کا
لڑکپن مین غرض چار من برادر
سنا کو شک نہ بھر فتح کفار
یعنی بشست منی
اودہ مین تیز رو آیا وہان سے
شہا گر تو ہی غمخوار برہمن
امان ہوگی مجھے اہل جفا سے
زمین و زر جو چاہی من فراوان

ہوا یون حرف زن بادشاہ بیر جو
ہوا مغرور طاقت پر وہ بدخو
نہ ہو کوئی مرا اعدای بنیاد
لگا دنیا مین کرنے ظلم بیجا
ہوئے پوشیدہ غار کوہ مین سب
کو لاؤ زاہدون سے جا کے اب زر
بدن سے گوشت ہر اک نوچ تراشا
وے راون کو دیتے ہین سبھی خراج
حفاظت سے گھڑا رکھنا خبردار
اونھون نے پیش راون لا کے رکھا
زمین پاک متھلا پور مین سے نیا
ہوا دشمن اجل کی طرح سب کا
نگار محفل ایوان عالم
جگر خون دیدہ تر خونفشان ہی
ہوا ایسا سروش غیب سے تب
کرونگا خانہ اوسکا جا کے گلزار
ہوئی حاصل ملائک کو تسلی
بنام رام بار خسار زیبا
پدر نے بھرت اوسکا نام رکھا
رہے آرام سے ہمدوش مادر
ہوا اوسرت کے فرزندون کا
دعا دیکر کہا شاہ جہان سے
تو دے سب بے عذر مجکو رام لچھمن
پذیرا کر مرا کہنا رضا سے
نہو لیکن طلبگار دل و جان

آگیا پایان تریتا جگ مین استاد
کیا زیر نگین اوسنے دو عالم
نہ جیتے مجھ سے بل مین دیو و ضیغم
حیات و موت دونون کو کیا قید
خبر جب یہ شہ لنکا کی گوش
غرض دیوون نے جا کر سوئی کہسار
سبھو مین بھر کے بوئی تیغ و رنج
یہ کہنا خاکسارون کی طرف سے
کہ کھلنا اس سبوچی کا زبون ہے
پیام خاکساران سب کیا شرح
اوٹھا کر خنجر خونریز وہ سر
خلائق نے دیکھی جب ہائی
تو ہی ہی بیکسون کا چارہ پرداز
خبر لے بندگان بیحفاظگی
اودھ کا ہی جو دسرتھ شاہ عالی
تن ظالم کرونگا طعمہ شیر
ہوئے جب منقضی سال و مہ چند
کیا دیدار سے دسرتھ کو دلشاد
شنو منتر اک تھے دو فرزند کا نام
ہوئے جب جوان بخت جو سال
بیابان مین جو تھا وہ عابد پاک
کہ وقت طاعت تو دشت کے بیچ
کرینگے قتل یہ دشمن تمامی
سوال برہمن سرت نے سنکر
ابھی کم سن ہین دونون طفل نادان

ہوا لنکا مین راون دیو گمراہ
سدا شیو سے تمنا کی پھر اوس دم
قیامت تک ہون مین ذی سی بعیم
کہ فرمان ہوئی مہتاب و خورشید
کہ دشمن سب ہوئے دنیا سی دیو ہوش
سنا یا زاہدون کو حکم سردار
نہ زر رکھتے ہین ہم نہ دولت گنج
کہ تو ممتاز عالم ہے سلف سے
یہ مرگ شاہ لنکا کا شگون ہے
ہوا راون کو کچھ غم اور کچھ فرح
لگا جور و ستم کرنے ستمگر
سو گردون سبھون نے غل مچایا
عیان دونون جہان کا تجھ ہی راز
دہائی ہے جناب کبریا کی
چمن وہ سرو سے رکھتا ہی خالی
کرونگا شادمان تمکو بتوقیر
ہوئی دسرت کے پیدا چار فرزند
کیا آغوش کو نسلا کو آباد
ہوئے دونو لچھمن سترہن نام
ہوئے علم و ہنر سے فارغ البال
جفائے تاڑکا سے سخت غمناک
ستاتا ہے مجھے اک دیو مارچ
تجھے ہوگی جہان مین نیکنامی
کہا ای عابد پاکیزہ گوہر
نہیں ہین قابل پیکار دیوان

کہا تب پیر دانشور نے اگر
کہ ای فرمانروای هفت کشور

بشست نامور کا سنکے ارشاد
دیے دونو برادر شہ نے دلشاد

رہے سرگرم حفظ جگ مین لچھمن
بھگایا رام نے ماریچ دشمن

بیابان مین غرض دونون برادر
ہوے دیووں پہ بے کوشش مظفر

جنک تھا جو وہانکا شاہ عالی
ہوئی اوسکے عمل مین خشک سالی

کرے تو قبلۂ ثانی آپ جانے
تو برسے آب رحمت آسمان سے

بڑا قدرت سے وہ قلبہ سپر پر
ہوئی اوس سے نمایان ایک دختر

وہ چہرہ اور وہ قامت غیرت حور
جبین سے تا قدم تھی شعلۂ نور

لیا بر مین کیا اقرار دختر
مکان مین اپنے لایا شاد و خوشتر

مکان شہ مین شیو کی اک کمان تھی
کہ قوس آسمان سے وہ کلان تھی

جو دیکھا ہرجگا اوسنے کمان سے
ہٹایا پیشتر سہلا وہان سے

جو توڑے یہ کمان بازور بازو
کرونمین منعقد اوس سے یہ گلرو

ادہر صحرا سے وہ خورشید اوراہ
سو تربہت چلے مرشد کے ہمراہ

دعای رشت شوہر سے بناگاہ
پڑی تھی سنگ ہوکر بر سر راہ

زمین سے اوٹھکے وہ فرخندہ سیرت
گئی ہمدوش غلمان سوی جنت

شہ تربہت ہوا دیدار سے شاد
کیا سب شاہزادون سے یہ ارشاد

یہ سنکر کی جوانمردون نے کوشش
کمان نے پر سرمو کی نہ جنبش

تمہارے زوربل سے مین نے جانا
تہی ہی پہلوانون سے زمانا

ہوے لچھمن یہ سنکر بات پر خشم
ہوے غصے سے گلگون ساغر چشم

اشارے سے برادر کو کیا منع
اوٹھے خود حکم مرشد سے سرجمع

زمین پر توڑ کر آہستہ پھینکی
صدا پہنچی فلک پر ٹوٹنے کی

کمان کے ٹوٹنے کا شور سنکر
وہان آئے پرسرام دلاور

کمان غصے سے اپنی رام کو دی
کہا کھینچو تو ہو دل کو تشفی

شہنشاہ اودھ باخویش و فرزند
گیا سوی جنک پور شاد و خرسند

شہا اب سن اودہ کا تازہ احوال
دکھایا سیر گردون نے عجب حال

نہین ہی رام کو دہشت کسی سے
حوالہ کر برہمن کو خوشی سے

غرض عابد نے جاکر دشت کے بیچ
دکھایا آشیان دیو ماریچ

شباہ و تاڑکا آئے جو غران
کیا اک تیر سے دونونکو بیجان

کہا سکھدیو نے ای شاہ دانا
جنک پور کا ذرا سن اب فسانا

کہا تب پنڈتون نے ای شہنشاہ
زروی بید ہم کرتے ہین آگاہ

غرض حکم برہمن سے سحرگاہ
کنارے گشت کے پہنچے شہنشاہ

وہ دختر آہ جسپر ماہ مارے
پرستارے کرین جسکی ستارے

نہ رکھتا تھا شہ تربہت جو اولاد
ہوا دیدار دختر سے بہت شاد

منجم نے جو رکھا جانکی نام
دیا اوسکو شہ عالی نے انعام

وہان پر اتفاقا وہ دل افروز
گئی بہر امور خانہ اک روز

جنک نے یہ جو دیکھی دست قدرت
اوسی دم صدق دل سے کی یہ نیت

خبر یہ ربع مسکون مین ہوئی عام
ہوے سب جمع شاہان نکونام

بیابانمین میان خار و خاشاک
اہلیا نام گوتم کی زن پاک

پڑا ناگاہ پای رام اوسپر
ہوئی پھر صورت انسان وہ پتھر

وہان سے رام و بسوامتر و لچھمن
ہوے شہر جنک مین جلوہ افگن

کمان یہ بزم مین توڑے جو تنہا
کرون اوس سے مقرر عقد سیتا

نہ ٹوٹی وہ کمان جب کسو سے
کہا تب شاہ تربہت نے سبھون سے

نہ مارے اب کوئی لاف دلیری
رہیگی جانکی بے عقد میری

کہا گر حکم ہو ای رام ذیجاہ
کمان توڑون اوٹھا کر صورت کاہ

کمان کو دست قدرت سے اوٹھایا
اوٹھا کر بارہا کھینچا چڑھایا

لٹایا شہ نے شادی سے بہت نقد
کیا سیتا کا خوشتر رام سے عقد

تبر سے بادشاہونکو کیا زیر
ہوے لچھمن مقابل صورت شیر

کمان وہ رام نے کھینچی بآرام
جنک پور سے ہوے راہی پرسرام

کیا چارون پسر کا دھوم سے بیاہ
ہوا داخل اودہ مین پھر شہنشاہ

شہ دسرتھ سریر رہ اک روز
میان قصر زر تھا رونق افروز

پی دیدار روی غیرت ماہ
کہا اب ہی زوال زندگانی
بیا یا بہنین کرو ہمنین رام کی یاد
کنیز کیکئی تھی اک سخن چین
کہا یون کیکئی سے ہو کے دلگیر
عروس شہ ہوئی یہ سنکے بیزار
ادا کیا بار دو نو عہد کر آج
ہوئے مان باپ سے فی الفور رخصت
پراگندہ ہوئے لچھمن یہ سنکر
جڑا ور تھہ پہ بارخسار روشن
کیا رخصت سومنت پارسا کو
وہان ہی چتر کوٹ اک کوہ اعظم
ہوا داخل اودہ مین وہ سر شام
ہوائی یاس سے بادر وہ جانکاہ
بھرتھہ اور ستر ہن تھے سوی پنجاب
کنار آب سر جو تا بہ گنگ
کہ ای شاہنشہ اورنگ شاہی
بھرتھہ بولے کہ ای پیر نکو بخت
یہ کہکر الغرض با جملہ مادر
ہوئے سب رام و سیتا کے قدمبوس
کہا اب کر صفا ای نیک منزل
نہو ویران اودہ تا ای جہاندار
برادر نے اودہ مین آ کے ناکام
قضا را خواہر راون یہان پر
نظر آیا جو روی رام پر نور

کیا آئینہ پیش چشم ناگاہ
بیاض مو اجل کی ہی نشانی
کرین کار خلافت رام دلشاد
بنام منتہر ابد بخت بدبین
ہوئی افسوس دشمن تیری تقدیر
کہا دسرتھہ سے وقت شب تک آ کر
بھرتھہ کو راج اور ہو رام اخراج
کیا تیار اسباب مسافت
ہوئے ہمراہ دنبال برادر
چڑھے دلشاد سیتا رام و لچھمن
لیا ہمرہ نگہا در ہنما کو
ہوئے وارد وہان شاہ دو عالم
کہا دسرتھہ سے حال نہضت رام
ہوا خاموش مثل شمع ناگاہ
ہوئے یہ سانحہ سنکر وہ بیتاب
جلائی لاش شاہ خلد اورنگ
تجھے زیبا ہی فخر کجکلاہی
نہین ہی مجکو ہرگز خواہش تخت
عزیز و آشنا خویش و برادر
ہوئے باہر لوٹے سے رنج و افسوس
غبار رنج سے آئینہ دل
رہے فیض قدم سے تیرے گلزار
لیا گوشہ کیا ورد زبان نام
بہت مدت سے تھی آمادہ شر
ہوئی [illegible] لسے فدا اودہ پہ زور

سفید آئے نظر کچھ موی گیسو
مناسب ہے کہ چتر و تخت و افسر
غرض شہ نے بحکم پیر دانا
سنا او سنے اودہ مین یہ فسانہ
سحر گہ رام کو ہو گی خلافت
کہ ای ذی قوہ اورنگ شش جہد
ہوا شاد اودہ یہ سنکے بیہوش
خبر پائی جو سیتا نے یہ ناگاہ
سومنت نامور دستور و سرشت
گیا سوی بیابان تھکے سے ہا تنگ
اوتر کر الغرض گنگ و جمن سے
سومنت نامور با خستہ حالی
فراق رام مین شاہ نکو کا
ہوئی جب شمع بزم سلطنت گل
ہوئین پر آب آنکھین صورت مشک
ہوئی رسم عزا سے جب فراغت
سر ریشہ یہ ہو رونق فزا تاج
مجھے ہی آرزوی طاعت رام
چلے شہر اودہ سے لیکے انبوہ
بھرتھہ نے رام سے با اشکباری
بیابان اودہ مین فارغ البال
منانا رام نے کہنا بھرتھہ کا
ہوئے صحرا مین سیتا رام و لچھمن
بنام سوپ نکھا ناوک انداز
کی تقریر [illegible] عاشقانہ

شہنشہ آنکھ مین بھر لایا آنسو
کرون اب رام کو تفویض یکسر
خلافت کا کیا سامان یکجا
ہوئی افروختہ شکل زبانہ
بھرتھہ ہونگے اسیر رنج و آفت
مرے تیرے بہت ذمے ہین دو عہد
صدا جا کر پڑی یہ رام کے گوش
ہوئی پھر سفر شوہر کے ہمراہ
ہوا رتھہ لیکے حاضر بہر نہضت
روا رو جا کے پہونچے سب لب گنگ
ملے صحرا نشینان کہن سے
پھر اسوی اودہ تھہ لیک خالی
سراپا تھا جو درد و غم سے بیمار
ہوئے پروانہ سان غمگین خبر و گل
دوان آئے بسوی خانہ پر اشک
بھرتھہ سے کی یہ مرشد نے نصیحت
مرصع سر پہ رکھہ شک قمر تاج
خلافت سی عبادت مین ہی آرام
روا رو جا کے پہونچے جانب کوہ
حقیقت کی اودہ کی شرح ساری
ادا کر عہد شہ تا چاردہ سال
کہا نائب ہو تم میرے اودہ جا
بسوی پنچ بٹی جلوہ افگن
برادر بخر یا نام مقام
ہوئی وارد وہان با عشوہ و ناز
کہ ای محبوب جانان زمانہ

ترے تیر نگہ سے طائر دل
اگر ہی تجکو شوق وصل کامل
کیا لچھمن کے دلمین پھر نے جوش
کھر و دوکھن بہن کی سنکو فریاد
شہنشاہ دو عالم نے بیک تیر
کہارا اونسے حال رام اسارا
چلا رتھ پر اکیلا ہوکے اسوار
وہان آہوی زرین بنکی ماریچ
ہوئی یہ سنکے سیتا دلمین بیزار
جٹائی ہمنشین رام و لچھمن
نام طائر
تن اون کیا منقار سے ریش ریش
نیا یا جانکی کو دشت کے بیچ
ملی صحرا مین پھر سیوی نکو نام
نام زنی
غرض سیوری نے جب کی رہنمائی
برادر دو جو وان بند تھے نامی
سہت من سے تناقض درمیان تھا
وہان سے رام و لچھمن کو ہنومان
جو دیکھا آ بسکہ اوسکو شہ نے بے بر
جناب حق سے جو رکھتا ہی امید
جو وہ ہی دوست کیا دشمن کا ڈر ہی
ہوا جب الغرض سگریو سردار
بحکم رام اوسنے چابکانہ
میان دشت و صحرای پر آفات
ہنومان یل خونریز تنہا
خبر سیتا کی لایا با دل شاد

ہوا سر تا قدم یک لخت بسمل
تو کر لچھمن نے ظاہر خواہش دل
تراشے سوپ نکھا کے بینی و گوش
چلا ہمراہ لیکر فوج بیداد
کیے یکبار سب کفار نخچیر
کیا سب حسن سیتا آشکارا
سو ماریچ آیا با دل زار
حضور رام آیا دشت کے بیچ
اودھر لچھمن کو بھیجا ناچار
اوڑا سیتا کا سنکر شور و شیون
اجل سے لیگیا لیکن نکچہ بیش
ہوا ظاہر فریب و مکر ماریچ
کہ اک مدت سے تھی وہ عاشق رام
ہوئے فی الفور رخصت ان دو نون بھائی
بنام بال و سگریو گرامی
شگاف کوہ مین سگریو ان بھاگا
سرکھہ منوک لائی کرکے پیمان
نام کوہ
پلایا بال کو جام می مرگ
وہ ہی مانند طوبی سبز جاوید
جو حفظ حق مین ہی وہ بیخطر ہی
کہا تب رام نے ای یار غمخوار
کیے چارون طرف میمون روانہ
ہوئی سنپات کرگس سے ملاقات
سمندر پھاند کر لنکا مین پہنچا
ہوا آیا اوس سے رام نیک بنیاد

کلام عاشقانہ اوسکے سنکر
ہوشوی خوبرو کی اوسکی تھی جا
ہوئی پر خون وہ سر سے تا بدامن
خروشندہ وہ ڈنڈک بن مین آکر
جو دیکھے اوسنے مردہ دونون بھائی
جو دہ سر نے یہ دیکھا حال خواہر
غرض رتھ پر بہم ماریچ و راون
کیا صحرا مین اوسکو رام نے صید
شہ لنکا ادھر سیتا کو لیکر
سر دہ فرق پر پہنچا شتابی
ہوا بیجان بضرب تیر راون
زبس دونون برادر با دل زار
ہوئی وہ حال سیتا سی جو آگاہ
سکر و شکل شمس و ماہ کامل
قوی سگریو سی تھا بال سرہنگ
جو زیر کوہ پہونچے رام و لچھمن
ہوئی آپس مین اونسے پرسش حال
کیا سگریو کو سردار میمون
فقط ہی رام کا جسکو بھروسا
ہوا جب مہربان سگریو پر رام
خبر سیتا کی اب لا یار روا ہے
ہنومان انگد و سردار خرسان
جٹائی کا کیا سب اوس سے مذکور
لڑا دیوون سے جا کر بےغم و باک
خبر سیتا کی سنکر رام و لچھمن

کہا یہ رام نے ای ناز پرور
ہوئی لچھمن سے سائل جا کے گمراہ
گئی نالان حضور کھر و دوکھن
ہوئے سب رام پر جب حملہ آور
مچائی جاکے لنکا مین دہائی
ہوا پر غصہ و اندوہ مین تر
وہان آئے جہان تھے رام و لچھمن
پکارا اوسنے لچھمن کو بصد کید
ہوا راہی سو لنکا کا سبکتر
سر ہر فرق برپا کی خرابی
بیابان سے تب آئے رام و لچھمن
ہوئے آوارہ سو دشت و کہسار
بتائی اوسنے پنپا پور کی راہ
ہوئے صحرای پنپا پور مین داخل
سدا رکھتا تھا اوس سے کینہ و جنگ
نظر آئی اوسے رخسار روشن
کہا سگریو نے سب قصہ بال
نوازش دوست پر کی حد سی افزون
اوسے نقد دو عالم ہی مہیا
بنے دلخواہ پل مین اوسکے سب کام
دل بیمار کی وہ جب دوا ہی
ہوئے راہی سو کوہ و بیابان
ہوا وہ رہنمای قلزم شور
حصار زر جلا کر سب کیا خاک
ہوے سرگرم بہر جنگ بر اون

اسامی سرداران ۱۲۱

شہ میمون شہ خرسان نے باہم
سکھین و کیسری انگد ہنومان
جو تھا غمگین برادر کی جفا سے
کیا لنکا کا اوسکو مالک کل
ہوا لنکا مین جب آگاہ راون
تفنگ و توپ سے میدان کیا گرم
کیا نامہ زروی صلح ترقیم
جواب صاف اون سے جو پایا
دکھاؤن آج مین بھی کارنامہ
زمین سے جو ہٹائے پاون میرا
یہ طاقت کی عطا اوسد م خدا نے
مثال شیر انگد نے کی جست
رکھا اگریز برپای شہ سر
ادہر سے میگہ ناد ابن راون
ہنومان آپ جا کر با صد اندوہ
شکم سے زاغ کے باکل نہ پایا
کیا شاہین شہباز ون نے جب شور
کیا لچھمن نے سر تیر و پیکان
ہمندر پہ سر شوہر کے ہمراہ
برادر کمگران کو با غم و درد
ہوا ای شہپر ناوک سے ناگاہ
ہوا پامال کیسر دست غم سے
گیا زیر زمین با جان ناشاد
غزال آسا وہ گرگ آدمی خوار
بہبھیکن نے کیا احوال سب عرض

گیا باہر ملک سے لشکر فراہم
نل و نیل و سکند و گوند و ہنیان
ملا آ کر شہ ارض و سما سے
بنایا سخت بحر شور پر پل
کہ آئے فوج لیکر رام و لچھمن
ہوئی باہر دلون سے مہر آزرم
دیا انگد کو بھیجا بہر تفہیم
زمین پر پاون انگد نے جمایا
ہے تا روز محشر زیر خامہ
پھرے لشکر ابھی ہا روز مین سیتا
نکی جنبش نہ بر دستون سے پا نے
سر راون پہ مارا زور سی دست
گئی پھر سر گذشت اپنی سر آ
ہوا آ کر مقابل سوی لچھمن
اوٹھا لایا ہنیون مور کا کوہ
حیات بخش نام دوائی
ہوا جب بضئہ سرخاب پیدا
چھپے ظالم برنگ مشک گوہر
گرا کافر بروی خاک بیجان
جلی وہ آتش غم مین نکی آہ
جگایا اور بھیجا سوی ناورد
ہوا ہدوش خواب گران لخواہ
بہایا چشمہ خون چشم نم سے
طلب کی جا کے اہراون سے امداد
اوٹھا کر لیگیا دونون کو کیبار
ہنومان آ گئے پھر تنہا بہ ارض

ہر روز حسن و فال ہمایون
ہمندر پر جو پہونچے رام و لچھمن
جو پایا رام نے اوسکو گرفتار
رہ پل سے وہ شہنشاہ جو آج
ہوا اسوار لیکر فوج جرار
جو دیکھا رام نے دیونکو نشانہ
می پیندار سے تھا وہ جو مہ نو
کہ جو کرکے ہنومان اگیا کام
یہ دلیں کہکے کی راون سے تقریر
یہ سنکر پای میمون پر سر آیا
ہوئے محجوب سب دیوان پر فن
گرے افسر مین پر اوسکی سر سے
بحکم رام فوج خرس و میمون
تن لچھمن کیا بسمل سنان سے
ہوئی لچھمن کو اوس تیغ سے آرام
کہلا باد سحر سے گلشن رزم
سو میدان پھر آیا ابن راون
سو لوچن تھی جو ظالم کی ناپاک
سنی اون نے یہ اخبار حسد م
جو خواب سالہا سے ہو کے بیدار
شہ لنکا نے با بخت نگون فال
کیا غم نے درون سینہ مسکن
وہ آیا وقت شب سنگل بھیکھر
جگا وقت سحر جب شاہ میمون
بضرب گرز اہراون کو مارا

۱۲۱ ... ملاحظہ فرمایئے

چلی مانند جیحون فوج میمون
بہت شادان ہوا سنکر بھبھیکھن
کیا اوسپر کرم امید سے بیش
ہوئے داخل اودہر با لشکر و فوج
میان رزمگہ آیا شہ بار
سر آیا گرم سے از بہر پیکار
نصیحت رام کی ہرگز نکی گوش
رہیگا جبسے روز حشر تک نام
کہ دیوون سے جوان و کودک و پیر
کیا دیوون نے زور دست بریا
اوٹھا غصے سے جو دہ جھنجھلا کے راون
پھر اپنے فوج مین آیا ظفر سے
ہوئی میدان مین جا کر تشنہ خون
فرشتون نے کیا غل آسمان سے
ہوئے خوش حال مومنت انگد و رام
دلیرون نے کیا گلگشت کا عزم
سر اور سینے پہ پہنے خود و جوشن
ہوئی یہ سانحہ وہ سنکے غمناک
ہوا مخمور جام بادہ غم
میان رزم آیا میر کفار
جو دیکھا قوت بازو کا یہ حال
ہوئے اشک روان زنجیر گردن
جہان تجھسے رونق افزا رام و لچھمن
فراق رام مین رو یا بہت خون
کیا سامان پوجا نوش سارا

بزیر خاک برپا کی قیامت
سپاہی سب ہوے آمادہ جنگ
رہی تا دیر جنگ تیر و خنجر
کیے سب سرنثار ناوک رام
بھیکھن نے بروز سعد نیکو
وہان سے شہ نے کی رخصت اودہی کو
سر ستا تاج زرین سر پہ رکھکر
برادر خوش ہوے خلقت ہوئی شاد
ہوا ترتیب جشن عیش ہر جا
غم و ہراجل ل سے کیا دور
کہ ورونام سے جسکے گنہگار
تھا کلجگ کا جب انجام ہوگا
کہا شہ نے کہ ای نزانا ہی کامل
مرے جدو پدر تھے سب کے امی

وہ لایا رام لچھمن کو سلامت
دلیر وان سے ہوا دشت و غا تنگ
دلیرون نے دکھائے اپنے جوہر
گیا بستان جنت کو سبک گام
بٹھا کر پالکی مین جانکی کو
ہوے آکر اودہ مین جلوہ افروز
ہوا جب جلوہ گر سلطان خاور
ملی کروبیان چرخ کی داد
مکان ہر ایک گلزار ارم تھا
ہوا عشق حقیقی سے وہ مسرور
سبک دریا ہی بھو ساگر ہی ہو پار
کلجگ اوتار دسوان نام ہوگا
کیا تو نے بیان حال مجمل

ہوے ولشاد روحی رام اور کل
ہوے میدان مین باہم ادر راون
ٹرا دشت و غا مین جب راون
بھبھیکھن کو بحکم شاہ والا
کیا حاضر حضور شاہ والا
بھر تھا ورستر ہن سے کی ملاقات
شہ ارض و سما با کجکلاہی
غرض جب رام بیٹھے بر سر تخت
پر چھیت نے یہ حال رشک تریاق
کہا سکھدیو نے ای شاہ دیندار
نہم اوتار ہی بودھ اسکا رہا
کریگا ظالمون کو دہر سے دور
نشان خاطر ہوئی میری نہ نہا

لڑائی کا مچا پھر فوج مین غل
کمان جانستان سے ناوک افگن
ہوا پر رام سے مغلوب راون
سر مرزر پہ لچھمن نے بٹھا لا
ہوا جنکی بدولت سب سے بالا
بعیش و خرمی آخر ہوئی رات
ہوے رونق فزای تخت شاہی
اودہ کی خلق کا یاور ہوا بخت
سنا سکھدیو سے محنت کش شاق
ہوا ہشتم جہان مین کشن اوتار
جگت کا تھا اب عقبا کہی پیدا
دل غمناک ہوگے شاد و مسرور
مفصل کر بیان کشن اوتار
ہوے جد و کل مین کس طرح نامی

آغاز دسم اسکندھ بھاگوت

ادھیای اول

بیچ بیان سلطنت اوگرسین راجہ متھرا کے

برہمن ذی شعور و نکتہ پرور
کہ ای سردار عالم شاہ والا
مصفا ہر مکان باغ جنان سے
مجلی آینے سے تختۂ شہر
رعایا شہر کی سب بے غم و رنج
منزہ فعل بد سے ہر زن و مرد
ہوا اوداپر کا جب ابے شاہ انجام
زہے وہ شان و شوکت بس فزون تھا
فزون خورشید و مہ سے اوسکا تھا اوج

سخن پرور از سکھدیو خردور
میان ہند ہی اک شہر متھرا
طراوت ہر جگہ آب و ہوا سے
زلال تازہ کی ہر سو روان نہر
مہیا سبکو مال و دولت و گنج
طریق نیک مین چالاک ہر فرد
ہوا ایک اوس جگہ شاہ نکونام
فلک اوسکے مقابل سرنگون تھا
زیادہ چرخ سے تھا صاحب فوج

زروی شاستر باخوش بیانی
سراپا صورت فردوس آباد
ہر اک جا باغ و بستان دلاویز
بنی چارون طرف دلچسپ بازار
ہر اک خندان ہی مثل گل تر
مروت حسن خوبی مہر و الفت
وہان نام اوگرسین اوسکا تھا مشہور
بہت کہتا تھا جاہ و حشمت و مال
جہان انصاف سے تھا اوسکے آباد

ہوا یون شارح راز معانی
رعیت ہر طرح مسرور و دلشاد
سراسر جسمین سرو و لالۂ نوخیز
نہ پہونچے جسکی آبادی کو گلزار
سدا مانند بلبل نغمہ پرداز
عیان چہرے سے ہر اک کے سعادت
خلائق تھی بہت اوس سے مسرور
موافق تھا ازل سے بخت و اقبال
رعیت تھی زر و گوہر سے دلشاد

یہ ہیبت اوسکے گرز عدل کی تھی ‌ کہ دب کر موسے چلتا تھا ہاتھی
ہیا باہمین کوئی صیاد ناکام ‌ پھنسانے طائرونکو گرتہ دام
پرہر طیر فوراً از رہ داد ‌ بنے مقراض بہر دام صیاد
کرے گلچین سر گل پر اگر جور ‌ تو شاخ گل ہو مثل دار فی الفور
یہ نام دزد سے تھا شاہ کو ننگ ‌ حنا کے چور کا کرتا تھا چو رنگ
یہ بیم شحنۂ انصاف تھا ‌ کہ شمع راہرو ہر خار رہ تھا
نہ بہر خلق کچہ کارستان تھا ‌ کہ شب رو وقت شب خود پاسبان تھا
لکھوں کیا اوسکی بخشش کی حکایت ‌ کہ ہر ذرے پہ تھا ظل عنایت
نوازش وہ جو کرتا تھا جہان پر ‌ ترانہ عیش کا تھا ہر زبان پر
جو دست فیض ہی وہ زرفشان تھا ‌ برنگ باغ دامان جہان تھا
سبکرو تھا دیار خیر مین وہ ‌ سدا تھا گرم کار خیر مین وہ
برنگ ابر وہ صاحب کرم تھا ‌ مثال آسمان عالی ہمم تھا
بنام کنس تھا اک اوسکے فرزند ‌ کہ تھا وہ عہد طفلی ہی تنومند
ہوا وہ طفل ظالم جب جوانسال ‌ ہوا قامت مین بالا کوہ تمثال
جوانی مین وہ دست و پا نکالے ‌ کہ جیسے نخل بالا کے ہون ڈالے
ہوا وہ دست و بازو مین توانا ‌ کہ ہارا اوس سے کشتی مین رہ مانا
ملا دیوون سے جا کر وہ جہانسوز ‌ لگا جھنٹے ربابین ہر روز
ہوا ہم بزم و ہم جام شیاطین ‌ لیا تخت خلافت باپ سے چھین
کیا پابند زندان مین پدر کو ‌ کیا وہ ناروا ہی جو پسر کو
شہا اسطرح کا پور ستمگار ‌ نہ دیکھا مادر گیتی نے زنہار
عقیمہ اس سے بہتر ہی وہ مادر ‌ کہ پیدا جس سے ہو فرزند ابتر
پسر وہ جس سے راضی ہو خداوند ‌ پسر وہ ہو پدر جس سے رضامند
پسر ہو کر تو ہو مانند پرہلاد ‌ کیا جسنے پدر کو غم سے آزاد
جو ہو فرزند مثل گوکرن ہو ‌ نہ مثل وہ ہندکاری راہزن ہو
نہو فرزند مثل کنس بدخواہ ‌ ہوا رام اور پدر سے جو کہ گمراہ
کہا سکھدیو نے سن اے نکوفال ‌ بگوش عقل و دانش کنس کا حال

ادھیای دوم شامل اول

ذکر سلطنت راجہ کنس کا اور بیان ظلم اوسکے کا

ہوا جب مسند آرای پدر کنس ‌ لگا دنیا مین کرنے شور و شر کنس
ستم کو شہر کی دی کوتوالی ‌ کیا رتبہ ستمگارونکا عالی
کیا چورون نے ہر کوچے مین تھانہ ‌ لگا ساہون پہ پڑنے تازیانہ
جفا و ظلم کی نوکر ہوئی فوج ‌ دغابازونکا عالم مین ہوا اوج
کمر باندھی جفا و جور پر چست ‌ کیا بازار عدل و خیر کا سست
ہوئے مایوس عابد زندگی سے ‌ اوٹھایا ہاون اہ بندگی سے
برہمن بید کا پڑھنا گئے بھول ‌ چھپے صحرا مین جا کر صورت غول
جہانتک تھے جہان مین صاحب تاج ‌ کیا پابند سبکو اور لیا باج
کیا غارت زر و مال رعایا ‌ پریشان ہو گیا حال رعایا
مکان و قصر رنگارنگ بازار ‌ ملائے خاک مین سب کے مسمار
جن و عفریت و انسان و ملائک ‌ کیے تیغ جفا سے زیر اک اک
ہوئی اوس سفلہ پرور کو جو دولت ‌ ہوا اسکا دماغ سر مین دود نخوت
سفیہونکا زمانے مین ہوا دور ‌ مبدل ہو گیا اشراف کا طور
جو ادنی تھے ہوئے سردار اعلی ‌ جو کمتر تھے ہوئے وہ سب سے بالا
خیال خام یہ کافر دلمین لایا ‌ زمین سے آسمان پر سر اوٹھایا
فرشتون نے جو دیکھا کنس کا زور ‌ مچایا جا کے بحر شیر مین شور
صدا آئی یہ دریا سے وہان پر ‌ تمہارے واسطے متھرا مین جا کر
تن انسان مین بہر دفع دشمن ‌ کرونگا خانۂ بسدیو روشن
ہوئی یہ سنکے تسکین خلائق ‌ ہوئے دیدار کے اوسدن سے شائق
شہا ہوگا جو سلطان کم آزار ‌ گریگا خانہ ہامی خلق مسمار

یدی ستمگر کو رہ تدبیر || ع

متعلقہ صفحہ ۳۵

شبیہ جسوداجی کی اور خوشی ہونا نندجی کا اور گانا بجانا گوپون کا +



روا رکھیگا عالم کی خرابی / گرفتار بلا ہوگا شتابی
وہ سلطان مثل نخل ساحل آب / بکیدم بیخ و بن سے ہوگا نایاب
کریگی خلق جسکے عہد مین آہ / گرے گی اوسپہ برق قہر ناگاہ
بگڑتا ہی بنا سامان و اسکا / خدا کرتا ہی گھر ویران و اسکا
پی تدبیر قتل شاہ بے درد / خدا کرتا ہی پیدا غیب سے مرد

جو ویران کرکے املاک عربان / بنائے اپنے قصر و باغ و ایوان
بنا ہی خلق جس ظالم نے کھودی / ریاست اوسنے اپنی مفت کھودی
نہین اوس شاہ کو دشمن کی حاجت / کرے جو خلق کو بے جرم غارت
تبہ ہوتی ہی جلدی وہ خلافت / رہے دلگیر و غمگین جسمین خلقت
یقین تجکو ہو گر اسی پر بھی حجت / تو سن لے بید کی مجھسے حکایت

اودھیائی دوم

بیاہ ہونا دیوکی نام خواہر کنس کا ساتھ بسدیو کے اور ظہور سی کشن کا دیوکی کے شکم سے واسطے قتل کنس کے

کہن دانائی پیر نیک تدبیر / رقم کرتا ہی راز لوح تقدیر
برادر کو بہت دلنے یہ تھی چاہ / کہ اسکا نیک شوہر سے کرون بیاہ
جو تھا عالی نسب فرد بسدیو / اوسے جدہ کل مین تھے کہتے بسدیو
جہیز اوسنے دیا خوب اور کیا بیاہ / کیا ہمشیر کو شوہر کے ہمراہ
کہ ستا ہا آٹھوان فرزند اسکا / مقرر دشمن جان ہوگا تیرا
شہ متھرا ہوا یہ سنکے دلگیر / سمجھوا اردن سے پوچھی اسکی تدبیر
پسند آئی ستمگر کو یہ تدبیر / علم کی تیغ بہر قتل ہمشیر
زروی بیدائی شاہ جہانگیر / عذاب لاجزا ہی قتل ہمشیر
پسر دختر جو ہوگا اس سے پیدا / اوٹھالاؤنگا پیش شاہ والا
سنی جب اوسنے یہ دلچسپ تقریر / سر ہمشیر سے کی دور شمشیر
کیا زندان مین داخل بازنجیر / برنگ عاصیان سخت تقصیر
کیا قدغن سبھون سے یہ تاکرار / کہ رہنا مردوزن سے تم خبردار
پسر خواہر کے ہو جسوقت پیدا / شتابی مجھسے ظاہر آکے کرنا
غرض زندان مین وہ بارنج و افسوس / ہوئے جسدم وہ بے تقصیر محبوس
جو دیکھا اونکا یہ حال خرابی / ہوئی زنجیر پا کچہ بیحسابی
ہوا ہر در کا رقت سے جگر شق / ہوا منہ غم سے ہر دیوار کا فق
اگرچہ تھے بہت بسدیو غمناک / ولے ہمدم جو تھی محبوبہ پاک
غرض زندان مین گذرا عرصہ چندے / ہوئی خاتون کو امید فرزند

کہ تھی اک کنس کے ہمشیر گلفام / حسین و ناز پرور دیوکی نام
گرامی خاندان جدہ مین شاہا / لطیف و خوبصورت اک جوان تھا
جو آیا زائچہ اوس سے موافق / کیا خواہر کا اوس سے عقد لائق
ہوئی رخصت برادر سے بہن جب / یہ دی آواز پیر چرخ نے تب
سخن کر میرا نقش گوشۂ دل / ہنوز تہارا قول پیر باطل
سبھون نے عرض کی یون از رہ فہم / بہن کو قتل کرنا دور ہو وہم
کہا بسدیو نے تب سر جھکا کر / نلے تو سر یہ ناحق خون خواہر
پذیرا ہو اگر راہ کرم سے / تو ہی یہ عرض شاہ ذی ہمم سے
تجھے ہی اختیار قتل و ستم / بہای خون تجھے بخشونگا بیغم
کیے محبوس دونون شوہر و زن / گلے مین اونکے ڈالے طوق آہن
مقفل قید خانے کے کیے در / کیے دربان ہر در پر مقرر
انھین کہنا میان کنج تاریک / نہ آنے پائے کوئی انکے نزدیک
وگرنہ سب کو دونگا سخت تعزیر / کرونگا انکے بدلے پا بزنجیر
کیا دونون نے ترک دانہ و آب / ہوئے پنہان نظر سی صورت خواب
کیا غل طوق نے درد و الم سے / ہوا دل تنگ زندان سخت غم سے
دلا دار جہان مین ہر آدم / نہین ہی قید سی کوئی سوا غم
نہ تھا زندان سے وہ لگر خندان / سدا رہتا تھا اوس سے شاد و خندان
قرین آیا ولادت کا جو ہنگام / ہوا امید اودہان بود دلارام

سنا دربان نے شور طفل ناگاہ
کیا جا کر سنت متھرا کو آگاہ
اوسی دم طفل وہ بسدیو لیکر
حضور کنس آئے شاد و خوشتر

جو دیکھا کنس نے وہ طفل معصوم
ہوا دل سے شرار قہر معدوم
جو آیا ترس کافر کو خدا کا
وہیں بسدیو کو وہ طفل بخشا

میسر وہ کنس نے جسدم نہ مارا
ہوے نارد وہاں وارد قضارا
کہا ای کنس ناداں دشمن رای
نہ مارا تو نے دشمن اپنا ای وای

مگر تجکو نہیں ہی خطرۂ جان
کہ پالا تو نے دشمن پیرامان
لکیرین آٹھ کھینچین پیش نا پیر
دکھائین ہر طرف سے آٹھ کنگر

کہا لازم ہی قتل طفل تجکو
مبادا آٹھوان دشمن ہی یہ ہو
کیا نارد نے جب یون آشکارا
منگا کر طفل وہ ظالم نے مارا

فریب اوسکا کچھ سمجھا نہ وہ بوم
لیا گردن پہ ناحق خون معصوم
غرض اسطرح سی ظالم نی بیدید
کیے معدوم شش فرزند بسدیو

رہا جب حمل ہفتم دیوکی کو
دیا وہ دیوکی نے روہنی کو
وہ تھی اک مرد رہ نندل کی مستور
جفای کنس سی رہتی تھی رنجور

شکم میں حمل لیکر دیوکی کا
سحر گوکل گئی پوشیدہ تنہا
بنام نند تھا اک صاحب تاج
میان شہر گوکل اوسکا تھا راج

رہی وہ مسکن شاہی میں جاکر
پسر اوس سے ہوا پیدا وہاں پر
یہ مژدہ سنکے اوسنی بیغم و رنج
لٹایا شادمانی سے بہت گنج

ہوا دلمیں نہایت شاد و خرسند
دل و جان سے کیا اقرار فرزند
کہا سکھدیو نے ای شاہ دانا
کہوں اب کشن کا تجسے فسانا

ادھیای سوم ✤

بیچ بیان ظہور سری کشن کے

مصور کرو کشن کا حال لاریب
ہوا یون رونمای شاہد غیب
کہ از بس دیوکی کو جب ہوا غم
خود آیا حمل مین محبوب عالم

ہوئی اوس گل کی آمد جب نمایان
بہار تازہ آئی بوستان مین
نسیم تازہ سے گلزار عالم
ہوا مانند جنت سبز و خرم

شمیم لالہ و گل سے سراپا
مشام ساکنان دہر مہکا
فرشتون نے فلک پر بزم فرحت
خوشی سے ساز کی باساز عشرت

رباب و چنگ و نی کی سنکے آواز
کیا زہرہ نے رقص عیش آغاز
فرشتے نغمہ پرور تھے جز و کل
بطرز طوطی و قمری و بلبل

بجاتا تھا کوئی چنگ و چغانہ
کسیکے لب پہ تھا شور ترانہ
کہین شور رباب و نغمۂ نی
کہین تھا دور جام و شیشۂ می

کہوں کیا آسمان پر جو سمان تھا
خوشی سے چرخ مین ہر آسمان تھا
سحاب تازہ رو با کامیابی
پکھالون مین بھرے رنگ شہابی

خوشی سے اندری پاشیدن رنگ
بروی آسمان تھا گرم آہنگ
نگار آسمان اوج ہوا پر
ہزاروں قمقمے دامن مین لیکر

ہوا آمادہ بہر رنگ پاشی
بآئین شگرف و خوش قماشی
شمیم مقدم گل سے یکبار
ہوئے مادر پدر شاداب و سرشار

بروز اشٹمی و چار شنبا
بماہ نیک بھادون سال زیبا
بوقت نیم شب با روی روشن
ہوا وہ غیرت مہ جلوہ افگن

جو تھا تاریک زندان صورت گور
چراغ اوسمین نہ تھا جز دیدۂ مور
ہوا روشن برنگ صبح کوکب
در زندان کے تالے کھل گئے سب

تجلی رخ انور سے یکبار
ہوئے بیہوش دربانان بیدار
مثال مست غافل ہو گئے سب
برنگ بخت خفتہ سو گئے سب

بروی سبزہ رنگ و چار بازو
دکھایا باپ ماں کو جلوۂ رو
کیا پھر گریہ مثل طفل نوزاد
پدر سے عرض کی ای نیک بنیاد

سو گوکل مجھے لیچل شتابی
نہ ہے کچھ دلکو اپنے پیچ و تابی
سری بسدیو نے یہ سنکی فی الحال
لیا آغوش مین طفل نکو فال

سو گوکل چلے زندان سرا سے
ادھر تھا گود میں وہ سیام سندر
فقط روی درخشندہ پسر کا
وہ دریا کثرت باراں سے اوس دم
شب تاریک میں ہر موج طوفاں
نہ رہبر تھا نہ کشتیبان نہ کشتی
کنہیا کی قدمبوسی کو شاہا
چڑھایا دوش پر بیٹے کو ناچار
پدر نے سنکے بیٹے کی تقریر
ملی بسدیو کو دریا سے جب راہ
کمال دردزہ سی ہوگی بیتاب
شتابی لیکے دختر پاک گوہر
ہوئی بسدیو کو حاصل تسلی
صدای گریۂ دختر جو کی گوش
یہ سنکر کنس بیتابانہ آیا
یہ چاہا اوسنے لیکر دختر نادان
زبان سے دی صدای اندہ حق
ہوا انکو عذاب سخت لاحق
گیا دربار سے خلوت میں دلگیر

گری زنجیر ٹکڑے ہوکے پا سے
ہوئی رستے میں تاریکی فزون تر
کبھی جو برق ہاں کوندتا تھا
روان تھا صوت دریای اعظم
لپکتی تھی بزنگ مار پیچان
کف افسوس ملتے تھے بہشتی
کمال شوق سے اومنڈا وہ دریا
پسر نے تب پدر سے کی یہ گفتار
جھکایا آب دریا میں قدم پیر
مکان نند میں پہونچا وہ دیکھا
وہ تھی مانند نرگس ہمدم خواب
سو متھرا پھر اولٹا دو خوشتر
وہ دختر دیوکی کی گود میں دی
حضور گرگ پہونچے وہ خر گوش
در زندان پہ دختر کو منگایا
کہ پھینکوں سنگ پر تا ہو یہ بیجان
لیا سر پر مراخون تونے ناحق
کیے معصوم ضائع تونے ناحق
مشیروں کو بولایا بہر تدبیر

گھٹا اومنڈی تھی او سیہ او شب تار
نہ دست و پا نظر آتے تھے نہ او
سہارے پر اوسی تابندگی کے
گروں کم کیا پہن دریا آشکارا
گر نہ موج طوفان ہم گرداب
رضای حق پہ شاکر ہوگی ناچار
کنارے ہی پہ آیا تا کمر آب
چھوادیا پاؤں میرا بر سر آب
جو چوما آب نے پای گرامی
جسوست تھی جو پاکیزہ زن نند
وہان بسدیو نے پور نکوزاد
شتابا شب مثل طی کرکی منزل
ہوے درہای زندان سب مقفل
خبر یعنی اونھوں نے کنس کو دی
بلایا رحم دختر بیگنہ پر
کہ ناگہ چھوٹ کر وہ نیک منظر
رہا قربان نخوت سے غافل
صدای دختر [illegible] جو کی گوش
یہان تدبیر میں حیران ہوئے کل

بندھا تھا آسمان سے مینہ کا تار
نہ مار و گژدم و خار و خس و کاہ
لب نہر جمن بسدیو پہونچے
نہ آتا تھا نظر کو سون کنارا
ہوا بسدیو کو حائل لب آب
چلا دریا میں بسدیو نکوکار
ہوے بسدیو مثل موج بیتاب
جو ہو پابوس پانی تب ہوا پایاب
ہوا پایاب وہ دریا تمامی
ہوئی تھی اوسکے دختر نیک پیوند
سلایا گود میں جسوست کی وہ
ہوا وہ مغرب زندان میں داخل
ہوے بیدار محبس کے ہو کل
ہوئی امشب تمہی خواہر کے لڑکی
ہوا آمادہ خون دل سے کافر
بزنگ برق پہونچی آسمان پر
ہوا دنیا میں پیدا تیرا قاتل
کیا حیرت سے خواب خور فراموش
شہا سن اب تو حال شہر گوکل

ادھیای چہارم

بیان ظہور تجلی جمال شاہد حقیقی کا پردہ وحدت سے بیچ عالم کثرت کے یعنی ظہور سری کشن کا گوکل میں

سحر جب کوہ نیلم سے بصد آب
زمرد کا ہوا سبزے پہ عالم
ترنم عندلیبوں نے کیا سر

درخشندہ ہوا لعل جہانتاب
ہوے رشک گہر قطرات شبنم
ہوے مرغان گلشن نغمہ پرداز

نسیم صبح سے صحن گلستان
کھلے فیروزی شاخوں میں لالے
سرود عیش گردوں تک گیا سنا

ہوا غیرت دہ کان بدخشاں
عجب یاقوت سبزہ نے نکالے
نمائش نے در دولت کیا باز

جسے دیکھا پاکدامن و خردمند
تجلی کی نہ آئی تاب اسکو
وہ رشک برگ گل رخسار انور
ہوا وہ پست مہر ہی دیکھتے سے ور
شہ گوکل نے شادی کی پسر سے
مغنی مطرب و رقاص استاد
مغنی نے کیا سر نغمۂ عیش
بندھا رود و غنا کا اس طرح تار
برنگ ابر اومنڈا شہر گوکل
زمان برج رشک ماہ و پروین
سرود خورشدلی ہر اک کے لب پر
ہوا کثرت سے ایوان شہ بھی تنگ
کیے باہم بھوں نے قہقہے سر
ادہر تھے شادمانی کی ترانے
چھٹی تک نند نے با شادمانی
بنام گرگ تھا اک اہل زنار
کرے نظارہ میزان کوکب
جو دیکھا نند نے روئی برہمن
قدم پر لاکے ڈالے دونوں فرزند
کہا نند سے کہ ای فرخندہ تصمیم
کہا ہر چند مجھ سے سب نے اوچھا
یہی لڑکے ہیں شہ نو قاتل کنس
جو ہیں پور کلان ای شہنشاہ
سمن بر یہ جو ہیں فرزند ثانی
جہانگ مہر ہیں نام اسکے روشن

وہ اوٹھی خواب سے کرتی شکر خند
پھر آیا بیخودی سے خواب اسکو
کبھی دست خزان پہنچی نہ جسپر
ہوا وہ آشکارا جو ہی مستور
کیا گلزار عالم سیم و زر سے
سب آئے انجمن میں حسب ارشاد
بروی چنگ و تار زخمۂ عیش
ہوئے اہل تماشا نقش دیوار
میان انجمن آئے جزو کل
پہنکر زیور و پوشاک رنگین
ہوئیں داخل مکان شہ میں خوشتر
لگا کثرت سے چلنے ہر طرف رنگ
ہوئے سب پا تا سر رنگ میں تر
ادہر بجتے تھے ہر سو شادیانے
برنگ ابر کی گوہر فشانی
فنون بید میں دانا و ہشیار
کہے کیفیت نیک و بد سب
ادا کی رسم پابوسی ہمہ تن
ہوا دیدار سے شادان خردمند
ہوا ظاہر مجھے از روی تقویم
ہوئی ہے دیوکی کے بخت پیدا
کہ جنکے ڈر سے پھرتی ہے دل کنس
سراپا نور پیکر صورت ماہ
سراپا نور حق کی ہے نشانی
کنہیا سام سندر کشن موہن

جمال طفل دیکھا جلوہ افگن
عجائب روی تہی یا رشک خورشید
مبرا خاک سے تھا قالب خاک
غرض ماں دیکھکر رخسار فرزند
وفور عیش سے با کامرانی
کیا سامان عشرت ساز بجنے
بلحن دلکش و صوت دلاویز
ہوئی گوکل میں یکدم عیش کی دھوم
ہوئے دیدار روی طفل سے شاد
سبو لبریز روغن و زعفران سے
ہوئیں شیدا رخ محبوب پر گل
فرشتے تھے جو گبر و ہیں فراہم
فلک سے تا زمین برج گوکل
غرض ہر سو ہوئی یون رنگ با رنگ
ہوئیں سب گوپیان اور گوپ دلشاد
اوسے بسدیو نے متھرا سے بھیجا
غرض متھرا سے وہ دانای تقویم
پرستش کی بہت اور گلفشانی
جو دیکھے زائچے کی نیک انجم
یہ ہیں بسدیو کی فرزند بے ریو
ہوئی خاطر نشان میرے بہ زنہار
اگرچہ اور کے ہیں یہ جگر بند
کرو نہیں آشکارا اسکے کیا نام
اسی کا نور ہے خورشید و مہ میں
کریگا ہفت انجم پر یہ احکام

سر بالین پہ یار رخسار روشن
کسی سے جو رہے بخوف جاوید
سراپا اوسمیں نور ایزد پاک
ہوئی دلمیں بہت محظوظ و خرسند
کیا ترتیب جشن شادمانی
کیا رود و غنا آغاز سب نے
ہوئے ہر صف میں مطرب نغمہ انگیز
ہوئے روشن چراغ گوپیوں کے مقسوم
لٹایا گنج گوہر حد سے ایزاد
چلیں لیکے سب اپنے مکان سے
عنادل جس طرح ہوں عاشق گل
ہوئے مشغول راگ رنگ باہم
بندھا رود و ترنم کا تسلسل
کہ سیل رنگ سے دریا ہوا تنگ
ہوا گوکل بہار نو سے آباد
گئے دیکھے زائچہ جا کر پسر کا
خصوصا نند آیا بے غم و بیم
بٹھایا تخت پر با شادمانے
کیا پیر خرد ور نے تبسم
میان پہنچا گئے ہیں شب کو بسدیو
کہلا راز نہان مجھ پہ آج یکبار
ولی ای شاہ اب تیری ہیں فرزند
کہ ہیں بلبھدر اور بلدیو و بلرام
سبکا جلوہ ہی ہر اک جگہ عین
زمین و چرخ اسکے ہونگے سب رام

متعلقہ صفحہ ۳۸

شبیہ بسدیو جی کی سر کشن جی کو پوہنچانا گوکل مین ✣ ✣ ✣



سنے جب نند نے یون نام فرزند
دعا دی کر ہوا رخصت برہمن
رہینگے دہر مین قائم یہ جاوید

ہوئے دلمین نہایت شاد نند جی
ہوا متھرا مین اگر جلوہ افگن

لبالب ظرف زر مین لعل گوہر
کہا بسدیو سے سب آگے احوال

برہمن کو دیے اور کہا سر
کہ خوش طالع ہین فرزند گوپال
کرینگے انکی طاعت ماہ و خورشید

ادھیای پنجم

آگاہ ہونا کنس کا سری کشن کے جانے سے گوکل مین اور
بھیجنا پوتنا کا واسطے مارنے سری کشن کے

تمنا ہی یہ ای طبع گہر ریز
دل حاسد کو آئے سخت غیرت
غرض اس گفتگو سے ہی یہ خوشتر
ادا سے اوسکی ظاہر ہی یہ یکسر
ہوا اس غم سے مثل غنچہ دلتنگ
بلائے انجمن مین جملہ سردار
تو ہی یو دیو سے طاقت مین برتر
ہزارون پہلوان ہین تیغ گر شاہ
کیا دیوون نے جب اسطرح اظہار
کیا تب اوسپہ لطف خسروانہ
زر و نعمت تجھی بخشونگا بی رنج

کہ پیدا ہون وہ مضمون دلاویز
برنگ لیقہ ہو تر چشم حسرت
کہ متھرا مین کہی دشمن نے جا کر
کہ ہی وہ آٹھوان فرزند بستر
اوڑا نخل بدن سے طائر رنگ
صلاح کار پوچھی سب سے یکبار
ترے بازو سے ہی شیران بستہ
جو توڑین پشت پیل و مہر و ماہ
ہوئی یک گونہ تسکین ستمگار
سو گوکل کیا اوسکو روانہ
کرونگا مثل افنی صاحب گنج

کہ جسکو سنکے طبع خصم ناپاک
حسد سے اوسکو رہے تابا ہی
کہا یون کنس سے ای شاہ والا
کھلا جب کنس پر یہ راز پنہان
کیا مینا ہی دل لبریز خون سے
کہا سب نے ادب سے ای شہنشاہ
ابھی وہ طفل ہی بیہوش و نادان
مقابل انکے کیا ہی کودک خام
بنام پوتنا اک دیونی تھی
کہا اوس سے کہ ای سر مایۂ فن
کیا نادان نے حکم کنس تسلیم

زبان خامہ کے مانند ہو چاک
دوات آسا ہو حال و سیاہی
ہوا ہی طفل اک گوکل مین پیدا
کہ پہونچا سو ی گوکل دشمن جان
ہوا خونبار جام لالہ گون سے
عبث ہی تجھکو سوچ و فکر بد خواہ
نہین کہتا ہی چندان ہر جا بدن
کرینگے روش مثل مغز بادام
سراپا جسمین خو ی دشمنی تھی
سنونگا جب تجھے یہ مرگ دشمن
چلی امید زر پر جانب بیم

ادھیای ششم

جانا متھرا سے گوکل مین پوتنا کا واسطے مارنے
کشن کے اور بیجان ہونا اوسکا

دبیر نامۂ احبار پیشین
سو گوکل چلی با شادمانی
قد و قامت بشکل آدمی زاد
دوپٹے سے عیان پستان نوخیز
پڑی اوسپر جو چشم اہل گوکل
کوئی بولا کہ یہ پاکیزہ اندام

رقم کرتا ہی نظم رشک پروین
ترنم ساز مانند اغانی
ادا و ناز مانند پری زاد
پر از آب حیات و زہر آمیز
ہوی عاشق دل و جان سے سب گوکل
زن قوم ملائک ہی کوئی نام

کہ متھرا سے دم صبح دلارام
سراپا تن مین پہنے زیور زر
بہ پا رفتار سے انداز محشر
خرامان صورت ابر سیہ تر
ہوئی پیر و جوان کو وہ جو منظور
کوئی بولا کہ جانا نہین یہ سب بھید

چھپا کر پوتنا روی سیہ فام
بجسم و چہرہ رشک مہر انور
تکلم سے بلند آواز محشر
ہوئی گوکل مین داخل وہ ستمگر
پری سمجھا کوئی اوسکو کوئی حور
پری ہی یہ نہ غلمان ہی نہ ناہید

پی دیدار روی سیام سندر / خرامان آئی ہی ناطورہ زر
قضارا نندباروی دل افروز / گئے تھے گھر سی نزد کنس اوس روز
چھپایون بحبت فرزند دلارام / میان مہد زر کرتا تھا آرام
ہنڈولے سی وہ طفل ناز پرورہ / لیا بر مین دیا بوسہ جبین پر
وہ پستان زہر پاشیدہ سراپا / دہان کشن مین دی بیچابا
لب شیرین سے کھینچا شیر پستان / بنایا شیر سارا شیرہ جان
نچوڑا شیر و زہر خون کا آثار / رگ و پی سی لیا سب کھینچ یکبار
چبھے سی کشن کے دندان جو کاری / بصد فریاد رو کر وہ پکاری
ہوئی اسطرح وہ از خود فراموش / کہ ہو مسموم جس صورت سے بیہوش
ہوئی درد جگر سی جب بہت تنگ / گرے اوڑ کر بتعداد دو فرسنگ
پڑا گرتے ہی اوسکے ہر طرف شور / ڈری غل سنکے مرغ و ماہی و مور
گری جب خاک پر وہ بیسر و برگ / ہوا ظاہر تن اصلی دم مرگ
بسوی خانہ آئے نند اوسدم / سنا حال پسر دوڑے بصد غم
شتابان اوس جگہ پر نند پہونچے / خروشان از پی فرزند پہونچے
شتابی دوڑ کر با جان مضطر / لیا آغوش مین پور دلاور
لٹایا زر بہت فرق پسر پر / کیا زنار بندون کو تونگر
ہوئی خوشبو عیان اوس سے پئی دود / جلی گویا میان صندل و عود
پچھتے سے کہا ای پیر حق گو / گمان سے اوسنے پائی اچھی خوشبو
اسی کی تن مین آئی اوسکو خوشبو / کہ اسبات کا وہم و گمان تو
ہوا یہ سنکے شاہ دہر خرسند / مکانمین نند آئے لیکے فرزند

غرض شادان و فرحان وہ فسونساز / مکان نند پر پہونچی بصد ناز
مکانمین اپنی تنہا زوجہ نند / بکار خانہ تھی مشغول خرسند
زن مکارنے جاکر شتابی / وفور شوق سے با اضطرابی
زن نادان نے یہ ہرگز نجانا / کہ ہی یہ طفل دانا و توانا
کنہیا تھا جو دانا دل بہر طور / ہوا آگاہ کید زن سے فی الفور
جو کھینچا لب سے وہ زہر جگر تاب / جگر مین اوسکے زہرہ ہوگیا آب
ہوئی طاقت بدن سے اوسکی زائل / ہوئی بے زہر و بیتاب و بیدل
ہوا یہ ہول اوسکو آشکارا / کہ کالے نے غضب سے نیش مارا
ہوا نازل خدا کا اوسپہ قہر / اوسیکے جان کا قاتل ہوا زہر
گری جب وہ زمین پر چرخ کہا کر / شجر ٹوٹے ہزارون شق ہوی در
ہوے بیتاب دہشت سے زن و مرد / قضانے خاک مین اوسکو کیا گرد
جسودھا نے کیا بہر پسر غل / برای جست جو دوڑے جزو کل
پڑی تھی پوتنا کی لاش جس جا / دہان پر اک ہجوم خلق دیکھا
بروی نعش با حال شکر خند / نظر آیا شہ گوکل کو فرزند
سلامت شادمان پایا جو فرزند / کیا دلسے ادا شکر خداوند
سبھون نے ملکے حکم شہ سی اوسجا / تن بیجان جلایا پوتنا کا
بیان سکہدیونے جسدم کیا یہ / ہوے حیرت زدہ سنکر کے یہ
کہا سکہدیونے ای شاہ ذیہوش / ہوئی وہ جسم مشکین سے جو ہمدوش
مثل یہ آشکارا ہی سبھو پر / کہ گل ہو صحبت گل سی معطر
ہوئی مان شاد دیدار پسر سے / گئے شادان برہمن سیم و زر سے

ادہیای ہفتم

خبر پانا کنس کا مارے جانے سے پوتنا کے اور
بھیجنا سریدہر برہمن کا واسطے مارنے کشن کے

بیان کرتا ہی دانای کہن سال / سنا جب پوتنا کا کنس نے حال
مشیرون سے کہا ای صاحب فن / کرون کیا بند و بست فتنہ و شر

کیا دست جنون سے پیرہن چاک / وفور غم سے سر پر ڈالی خاک
سریدہر نام شخص برہمن تھا / میان بزم سرگرم سخن تھا

کہا اوسنے کہ ای شاہ زمانہ
عدوی شاہ کو ہی توشہ و تاج
برہمن بدگہر جلاد ثانی
لباسہ لاغر ہی پیر و نکو سیر
جبین پر قشقہ صندل ہویدا
گلے مین رشتۂ باریک زنار
کہون اوسکو برہمن کس بہانسے
مکان نند مین پہنچا وہ بدہوش
کہا ای شمع بزم بیرخوانی
ترے فرزند کے دیدار کا شوق
جسودھا نے کہا تب برہمن سے
ہوئی یہ سنکے جان برہمن شاد
کہا دلمین کہ اب دم کودک خام
غرض وہ برہمن کر کے نیت خام
ہوا آگاہ ضمیر بدگہر سے
کیا عاری اوسے نطق زبان سے
چلی اوسکی نہ ہرگز کوئی تدبیر
جو دیکھا دور سے سوی برہمن
کیا دم بہر نہ تونے صبر و تسکین
جسودھا غرق حیرت ہی سراپا
ادہر توشندہ زن ہر مرد و زن تھا
غرض ملکر سبہون نے اوسکو نکالا
پہرا ناکام گوکل سے نگون بخت
سنا جب کنس نے حال برہمن
خیال خام سے لیکن وہ بے پیر

اجازت ہو مجھی مین ہی روانہ
کرون ای سود دار البقا آج
سو گوکل چلا با شادمانی
بباطن صورت جلاد بیدرد
میان آستین مار چلیپا
میان جیب پنہان حلقہ مار
کرے جو دشمنی رب جہان سے
محل شیرین جسطرح خرگوش
کہ ہر تکلیف کی با مہربانی
گلے مین ڈالکے زنار کا طوق
شتابی جا کے دریای جمن سے
سبو لیکر گئی وہ نیک بنیاد
میان مہد تنہا ہی بآرام
گیا وہ نزد مہد ناکام
شتابی جست کر کے مہد زد سے
برہمن جا کہ مارا نہ جان سے
بردی عقل را دست تقدیر
کہ دوغ آلودہ ہی دہی بر سے
مین ہتی آکے جگو دوغ شیر تن
ہوا آخر کو گوکل مین یہ چرچا
ادہر سکتے مین حال برہمن تھا
مکان نند سے باہر نکالا
ہوا ہم قوم مین بدنام وہ بخت
کیا صد چاک اس غم سے جامہ تن
لگا پھر سوچنے کچھ اسکی تدبیر

ازل سے ہون نکوخواہ شہنشاہ
یہ سنکر تن مین آئی کنس کے تاب
عجائب برہمن بدکار و بدکیش
عیان چہرے سے آثار نحافت
مرقع تن پہ دلق زہد و پرہیز
نہ تھا وہ بدگہر قوم برہمن
غرض وہ بدگہر با چہرہ شوم
جسودھا نیک سیرت با بر و تن
کہا ای فخر نسوان زمانہ
کشاکش مجکو لایا با دل شاد
سبو مین آب بھر لاؤ تمہین بے اہمال
برہمن نے جو پایا وقت فرصت
جسودھا لیکے آئی جب تلک آب
کنہیا راز دانائی دو عالم
فرو ڈرمی جبیہہ تنگی ہی سراسر
برہمن صورت تصویر خاموش
جسودھا با وفور شادمانی
کہا ہنسکر کہ ای نادان مطلق
نہ تھا گفتار کا اوسکو جو یارا
ہوئے پھر تماشا جمع مردم
بہتی سو مین جفت ہی آی واہ
سو متھرا چلا ادم وہان سے
نہو کسطرح سے بدخواہ بدنام
ہوا فرط الم سے بس وہ بیہوش
نہ تو رنج سے بیطاقت و تاب

اشارہ نہ کرون جان آج دلخواہ
کیا رخصت دلو ہی خوش آب
برای جان کشی قصاب سے بیش
نہان سینے مین اندازِ شقاوت
بغل مین بہر ایذا کزلک تیز
کہ تھا وہ قبلۂ ارباب آہن
ہوا گوکل مین داخل صورت بوم
ہوئی شادان قدمبوس برہمن
تو ہی نسوان ہی عصمت مین یگانہ
بیا ای چشم مثل کاغذ باد
دکھاؤن آ کے فرزند کو فال
دم فرصت بہت جانا غنیمت
کرون خنجر لہو سے اسکے سیراب
خبر دار ضمیر جن و آدم
ملا جغرات روی برہمن پر
لگا تکنے در و دیوار بیہوش
سبک رفتار آئی لیکے پام
کیا ناپاک ظرف دوغ ناحق
بسوی کنس کرتا تھا اشارا
ہوئے ہوش و حواس برہمن گم
فقط تہی آنکھ نرگس کیطرح باز
بچا لی جان وہ درگذرا زبان سے
کہ بدکیش کا فی الحقیقت ہی انجام
ہوا تلخ اوسکے دل پر سب خور و نوش
ہوا آشفتہ خاطر مائل خواب

ادھیائے ہشتم

بیدار ہونا کنس کا وقت صبح کے اور بھیجنا کاگاسر نام دیو کا واسطے خونریزی کرشن کے

گیا جب صبح زاغ شب بے پرواز
ہوئے زاغ و زغن سرگرم آواز

ہوا خواب گراں سے کنس بیدار
بشکل بوم آیا سوی دربار

ہوا شیدائی ساز بربط و نے
لگا پینے پیاپی جرعۂ مے

پیے محفل میں ہر سو باتسلسل
معطر مشک بو تر دستۂ گل

ترنم ساز مطرب انجمن میں
عنادل جسطرح بولیں چمن میں

عروج نشہ میں سر رشتۂ راز
ہوا وقت تکلم یک بیک باز

بنام زشت کاگاسر تھا اک دیو
بہت وہ جانتا تھا حیلہ و ریو

کہا ظالم نے اوس سے ہو کے بیتاب
کہ تمنے دل ہی میرا مثل سرخاب

کسے سب مثل عنقا خصم بے پیر
نہیں ہوتا ہی صید دام تدبیر

جو وہ مانند کرگس دوربیں تھا
میان ہمسران بالانشیں تھا

ہوا طوطی حقیقت وہ گرم گفتار
ثنائی شہ میں کی وا اوس نے منقار

کہا گر حکم ہو تو جا کے بیباک
کروں خصم شہنشہ کا جگر چاک

یہ سنکر کنس گفتار فسونساز
ہوا مانند قمری نغمہ پرداز

کہا تیرا ہی کوہ قاف میں شور
تو ہی سیمرغ سے طاقت میں شہ زور

جہانتک ہی یہ ہیں بحری و بری
سمجھتے ہیں تجھے شاہین تیری

اگر تو تیر پرواز ہی فی الحال
اگر دشمن کو میری جا کے پامال

کروں مانند ہدہد صاحب تاج
اٹھاؤں تیرے سر پر لال و دراج

کروں خلعت عطا سنجاب و اطلس
زرافشاں صورت پرہای طاؤس

غرض یہ سنکے متھرا سے اوسی دم
سو گوکل گیا شاداں وہ ظالم

ہمایوں بخت موہن تھا وقف پرواز
میان مہد تھا با خندہ دمساز

جسودہا پاکہ مہر صاحب دل
مہم خانہ داری میں تھی غافل

عقاب آسا زمیں سے دیو گمراہ
سر وہی مہد بیٹھا اوڑ کے ناگاہ

شتابی مثل بوتیمار اوس جا
کہ زاغ زشت نے منقار کی وا

یہ چاہا اوس نے موہن کو اوٹھا کر
کروں حلقوم اوسکے خون سے تر

پیاسا نور نے دیکر کے اک جست
پچھاڑا خاک پر زاغ سیہ مست

ہوا یوں اوس پہ غالب طفل طناز
گرے گنجشک پر جسطرح شہباز

لٹایا زر ہوئی بر نوک منقار ستمگر
گیا سر سے سر دم تک وہ پیکر

تن ظالم ہوا جسدم دوپارا
ہوا تب جسم اصلی آشکارا

شناسائی ہوئے باہم جز و کل
پڑا ہر سو زمیں برج میں غل

جو لڑکے دیکھتے تھے چپ و راست
کہا سب سے اونہوں نے حال کم و کاست

یقین آیا کنس کو پر نہ رہنما
کہ مارا کشن نے زاغ سیہ کار

رہے سب کم سنی پر اوسکی حیران
ہوئے مادر پدر کے ہوش پران

غرض کیفیت زاغ سیہ دل
سنی سب شاہ متھرا نے مفصل

ہوئی یوں تن میں اوسکی روح ناشاد
قفس میں جسطرح ہو مرغ صیاد

سرنگ فاختہ دل سے اڑا ہوش
ہوا آئینہ ساں حیرت سے خاموش

ادھیائے نہم ۹

فکر کرنا ملازمان کنس کا واسطے دفع سری کرشن کے اور بھیجنا ترناورت دیو کا گوکل میں *

ہوا جب کنس غم سے سخت دلگیر
وزیروں نے ادب سے کی یہ تقریر

کہ ترناورت کو ای شاہ ذیجاہ
روانہ کر برائے قتل اعدا

ازل سے تیرا دولتخواہ ہی وہ
قدیمی بندہ درگاہ ہے وہ

توانا و دلیر و پہلوان ہے
خبردار طریق مکروفن ہے

سجا لایگا سر سے تیرا ارشاد
دیا یہ حکم ترناورت کو تیز
کیا فی الفور مجرا اوٹھکے صف سے
اوڑا جس وقت ظالم آسمان پر
زمین گکس سے تا حد گوکل
غرض گوکل میں یا بروی سیہ تیر
بربا در میں دانائی سے یکبار
کنھیا پر گرا آکر وہ کم ظرف
گراں تر وہ ہوا طفل دلاور
جو تھا چھاتی پہ کودک صورت کوہ
ندیکھا جب پسر کو ماں نے گھر میں
پڑا تھا جس جگہ پہ وہ جفا کیش
ہوئی اخبار متھرا میں یہ تاراج
مشیروں سے کہا ہیہات ہیہات

برائی قتل آدم ہی وہ جلاد
کیا داماں اوسکا زر سے لبریز
چلا سوی اجل اپنی طرف سے
اوٹھا کہسا ہی اک شور صرصر
اندھیرا چھا گیا ہر سو پڑا غل
ہوا وارد اسی آندھی میں کافر
قد نازک کیا اپنا گرانبار
پڑے جسطرح گشت سبز پر برف
کہ عاجز بوجہ سے آیا ستمگر
ہوا وہ بوجھ سے دلگیر و اندوہ
ہوئی جوئندہ نالاں پہر دو تین
ہجوم مرد و عورت تھا پس و پیش
کہ ترناورت بھی مارا گیا آج

سخن آرا ہوئی جب یہ ان آمیز
ہوا انعام شہ سے وہ جو خرسند
چلا متھرا سے یوں وہ دیو گمراہ
غبار و گرد و خاک و ریگ صحرا
عجب زرد و سیہ گرد ہوا تھی
کنھیا آمد دشمن سے آگاہ
گرانی سے ہوئی عاجز جو ماں
زمیں سے اوسکو لیکر بر سر دوش
نہ حامل ہو سکا دیو گونسار
گرا ظالم تو گوکل میں پڑا شور
خروشاں نند دوڑے گھر سے باہر
سلامت جب بیٹا جو پایا
شہ متھرا ہوا یہ سنکے بیہم

ہوا دلشاد وہ سرمایہ کین
کیا اقبال دل سے حکم خداوند
شکار شیر کو جس طرح روباہ
اوڑا چاروطرف سے گرد و غبرا
کہے تو چیخ سے امنڈی گھٹا تھی
ہوا دلمیں زروی کشف آگاہ
بٹھایا گود سے دی زمیں پر
اوڑا اوج فلک پر خود فراموش
گرا روی زمیں پر خستہ کار
ہوئے ترسندہ مرغ و ماہی و مور
پسر پایا بروی دوش کافر
گھر افشاں بسوی خانہ لایا
کیا ٹکڑے جگر یا دست غم
نہیں چلتی ہی دشمن پر کوئی گھات

ادھیای دھم

بیچ بیان ٹوٹنے سکٹ کہنہ یعنی گاڑی کا کنھیا کے پانوں سے

رقم ہے رای ارزنگ فسانہ
قمیص زر فشاں پہنا بدن میں
میان مہد تھا سر گرم بازی
کنھیا تھا جدا اوس دم جو ماں سے
بضرب پا کیا وہ پارہ پارا
سکٹ دیکھا جو سر تا پا شکستہ
عروس نند سے لڑکو نے اوسے جا
پلایا شیر اوسکو جان کر سیر
زمین و آسمان و ماہ و خورشید
بہشت و دوزخ و اعراف و طوبے

سری سکہدیو دانای یگانہ
سراپا مشک ریز پر شکن میں
برنگ خوی طفلاں مجازی
ہوا بیتاب فرط اشتہا سے
جسودھا کو ہوا تب اشکبارا
ہوئی حیرت سے مثل غنچہ بستہ
کہا موہن نے توڑا ہی یہ گاڑی
ہنسا موہن ہی اس دم شکم سیر
عطارد مشتری بہرام و ناہید
دوات کوہ و شہر و دشت و دریا

پر ہیبت سی ہوا میں گرم گفتار
لب ہے تنگ شکریں سے بی نطق و تکلم
جسودھا تھی بکار خانہ مصروف
اوچھالے پانوں نازک کے یکبار
بسوی طفل بیتابانہ دوڑی
کہا گذری امان فضل خدا سے
جسودھا کو یقین آیا نہ تنہا
دہن جو تبسم جب کیا وا
زحل پروین بنات النعش عذرا
وہاں گلشن میں تھی جلوہ گر سب

کہ اکدن سالگرہ تھا بخت بیدار
مثال غنچہ گل در تبسم
بقانون رسم نت ہای معروف
سکٹ رکھا تھا اک بالای دیوار
رہا کرکے امور خانہ دوڑی
بچا میرا پسر کوہ بلا سے
سنا موہن سے جانا اوسنے دشوار
جسودھا نے عجب دیکھا تماشا
سہا و کرگس و عقد ثریا
فرشتے کارفرما تھے مرکوب

ہوئی ماں غرق بحر فکر و حیرت   نہ آیا ہاتھ پر در حقیقت
وہ سمجھی دلمیں چشم بد کا آثار   کیا صدقے پسر پر گنج دینار

ادھیائ یازدہم

بیچ بیان گرنے درختوں کے اور نکلنا درختوں سے دو فرشتوں کا

رضاعت سے جو منمو ہوئے بصد ناز   ہوا مانند سرو نو سر افراز
زمین پر مہد زرین سے خرامان   ہوا اشک تدرو باغ رضوان
بہم دونوں برادر کشن و بلدیو   ہوئے بازی کنان انشاد دیو
برنگ مہر و مہ ہمدم ہوئے وہ   دو قالب ایک جان باہم ہوئے وہ
شبستان میں وہ نور چشم امید   لگے پھرنے بشکل ماہ و خورشید
بہم دونوں بسخنان شکر بار   پدر کی دلبری کرتے تھے ہر بار
جسودھا سنکے گفتار شکر خند   ہدل تھی مبتلای ہر دو فرزند
کبھی وہ لعل لب سے گوہر افشان   تبسم سے کبھی یہ شکر افشان
کبھی ماں در سے وہ با خندہ ناز   پدر سے یہ کبھی با گریہ دمساز
کبھی خندان کبھی گریان تھے دونوں   کبھی ظاہر کبھی پنہان تھے دونوں
غرض دونوں برادر کشن و بلرام   بہم یوں کھیلتے تھے صبح اور شام
مکان نند میں ایک اہل توقیر   چڑھا تھا دیگدان پر ایکدن شیر
ہوئی آتش جو اوسمیں مشتعل تر   زمین پر یہ چلا وہ جوش کھا کر
جسودھا چھوڑ کر موہن کو تنہا   گئی از بہر حفظ شیر اوسجا
یہاں یہ شیر خوار و ناز پرور   ہوا مادر کے جانے سے مکدر
ظروف دوغ توڑی اونے یکسر   بہایا دودھ کا دریا زمین پر
رواں دیکھا جو ماں نے خاک پر شیر   ہوئی فرزند کی شوخی سے دلگیر
رسن غصے سے آئی لیکے وہ ساتھ   کہ باندھوں آج طفل شوخ کے ہاتھ
کیا جب باندھنے کا بند و بست   رسن کوتہ ہوئی قدرت سے یکدست
رسن اک اور لا کر اوسمیں جوڑی   دم بستن ہوئی کم وہ بھی تھوڑی
ہزاروں رسیاں یوں ہیں منگا کر   لپیٹیں دست نازک میں سراسر
ہوئیں وہ بھی بدست سیام آگاہ   برنگ دست مفلس تنگ و کوتاہ
نہ وابستہ ہوئے جب دست فرزند   ہوئی ماں رشتہ حیرت میں پابند
بلے پائی کہاں کوئی یہ طاقت   کہ باندھے ساعد ارباب قدرت
جو دیکھی چشم حیرت ناک مادر   ہوا خود بستہ فتراک مادر
فراغت سے وہ پھر فخر زمانہ   ہوئی مشغول کاروبار خانہ
کنہیا نے جو غافل ماں کو پایا   قدم آہستہ آہستہ اوٹھایا
سبک رو دریہ آیا وہ نکو فال   رسن میں چوب آویزان تھی بحال
عظیم الشان دو نخل کہن سال   فلک سے جنکی بالا تھی اک ڈال
نکو شاخ و نکو برگ و نکو بن   بنام دلربا جملا و ارجن
بہت دن سے در ایوان شہ پر   لگے تھے ایک جا دونوں برابر
درختوں میں اڑی ناگاہ اوکھل   میان عاقلان جسطرح اجہل
جو کھینچی کشن نے چوب گران سر   گرے جڑ سے وہ دونوں شجر تر
ہوئے پیدا درختوں سے بناگاہ   مجسم دو بشر رشک خور و ماہ
بروی تازہ و رشک گل ورد   سراپا تن میں پہنے کسوت زرد
درختوں کا ہوا اقبال یاور   کہا اکنے کہن سالی میں نوبر
غرض دونوں نکلکر وہ ملک زاد   ہوئے پا بوس موہن با دل شاد
سنا یہ ساکنان بیچ ذہال   درشتہ گر گرے نخل کہن سال
بشر نکلے ہیں دو بطن شجر سے   ہوئے حیرت زدہ سب اس خبر سے
جوان و پیر و کودک بی تحاشا   دوان آئے وہان بہر تماشا
میان جمع وہ دونوں ملک زاد   ثنای کشن میں گویا ہوئے شاد
کہا یوں اے خداوند زمانہ   تو ہی افراد عالم میں یگانہ
ہزاروں ہیں ترے آفاق میں نام   کوئی ہے کشن کہتا ہے کوئی رام
نہیں تیرا کوئی عالم میں ثانی   فنا ہیں سب تجھے ہی جاودانی

تری قدرت سے ہی کیدرہ خوشتہ
ترے میں یہ قدم سے بنے پانی
تمنا ہی کہ تا روز مکافات
پریچہپت ہے سری سکھدیو نے جب
بشر تھے یا ملک تھے یا پریزاد
سری سکھدیو نے با خوش بیانی
میان سبزہ مرغان خوش آواز
بنام نل کبیر و منگر یوان
وہان بازوجہ ہای رشک گلزار
جو تھے یہ نشے مین عیش با نوش
جو دیکھا دیو رکھہ نے اونکو مدہوش
کلام برہمن جب یہ کیا گوش
یہ مشکل کب ہماری ہوگی آسان
وہان دواپر مین ہوگا کشن اوتار
ہوے راہی سری ناردیہ کہکر
طفیل کشن سے اب سب میعاد
نہ جانا خلق نے راز کنہیا

قلم کا تیرے ادنی نقطہ ہی بید
عقوبات جہنم سے ہا فی
رہے تیرے قدم کا دہیان دن رات
کیا تشریح یہ حال عجائب
کہان تہی انکی جای اصل و بنیاد
لب سنگھن سے کی یون گلفشانی
فراز شاخ گل پر نغمہ پرداز
وہان رہتے تھی بار وی درخشان
نوارا کہیلتے تھی دونون سرشار
ہوے اگر نہ نارد کے قدمبوس
مناسب اونکے جانی مالش گوش
فرو نشہ ہوا آیا اونھین ہوش
تسلی دے کہ قالب مین ہے جان
کریگا تمکو اس غمسے سبکسار
نہ تہے کچہ دن مین یہ دونون برادر
ہوے جسم نہال غمسے آزاد
سمجھا کوئی اعجاز کنہیا

توہی بخشندہ جرم و خطا ہی
تن اشجار سے با خوش خصالی
ثنا خوان یون غرض دونون برادر
کہا سکھدیو نے ای صاحب دل
حقیقت دونون مہ وینو کی یا نام
وطن تھا انکا شاہا کوہ کیلاس
کبیر نام ہے کے ای شہنشاہ
قضارا عالم مستی مین یک روز
سری ناردلیے بین خوش آواز
برہمن کی بجا لائے نہ تعظیم
کہا ای خود فراموشان و بخت
دعای بد سے کانپے صورت بید
کہا اب برج مین تم جا کے باہم
قدم سے اوسکے ہوگی رستگاری
دعای عابد دانا سے شاہا
غرض ای شہ جو دیکھا ماجرا یہ
ہوے نند او جسودا حیرت اندوز

توہی وارندہ ارض و سماہی
ہوئی حاصل دوبارہ نونہالی
گئے سوی جنان دلشاد و خوشتر
ہوے کیونکر یہ دونون صورت نخل
بیان کر ابتدا سے تا بانجام
چمن سبز سے کہ ہین جیسے ورس
یہ دونون بخت دل تہی غیرت ماہ
سوے دریا گئے دونون دل افروز
ہوے دریا پہ وارد نغمہ پرداز
رہے مشغول عشرت بیغم و بیم
زمین پر جا کے ہو تم شجرہ سخت
کہا ای مرجع ارباب امید
مکان نند پر ہو نخل محکم
رہو گے خلد مین با پایداری
ہوے گوکل مین دونون نخل بالا
ہوی نرگس صفت حیران کہ و مہ
کہا کی خیر نارائن نے امروز

ادھیای دوازدہم ۱۲

مشورہ کرنا راجہ نند کا واسطے بود باش بندرابن کے اور چھوڑنے سکونت گوکل کے بسبب آغاز فتنہ و فساد کے

شہ گوکل نے وقت صبح یکروز
جہان تک گوپ تھے ادنی و اعلی
کہ ای صاحبدلان خیر اندیش
فساد و فتنہ ہر دم درمیان ہے
اقامت مین یہان ہی اب قباحت

محل سے آ کے با روی دل افروز
ہوے سب جمع پیش شاہ والا
مرا دل ہی خدنگ فکر سے ریش
گزند دشمنان سے خوف جان ہی
نہین بہتر ہی اب جا اقامت

کیا جلوہ سریر زرفشان پر
ہوا مذکور امر ملک رانی
کہ جبسے ہوا ہی کشن پیدا
نہین ہی ہالونرے کو چین دم
یہان شام و سحر رنج و الم ہی

برنگ پادشاہ ملک خاور
کہا تب نند نے راز نہانی
مچایا ہی ستمگاروں نے غوغا
اذیت و رنج دیتے ہین ستمگر
ترقی مفسدونکی دمبدم ہی

نہ اعضدان کام کرتا ہی غو جاب
بہت وہ دشت ہی سرسبز و شاداب
سہی سنبل ہمن صدبرگ و سوسن
وہان گلگشت گل ہی صبح و شام
بزیر کوہ ہی ہر سو چراگاہ
غرض یون نند نے کی جبکہ تفہیم
شتابی لیکے رخت و غلہ و مال
سبکہ و مرد و زن طی کرکے منزل
بنائے گھر کیا آباد جنگل
میان کوہ دکان با سرفرازی
تمامی شجرہ و سرو کہن سال
چمن مین بلبلون نے شاخ گل پر
پی گوسالہ و گاوان خوش رنگ
غرض اسطرح بابعی گل آفروز
بدیسطرح تہا مشتاق فرزند

نہ چلتا ہی ستمگارون کا قابو
گل و لالہ سے مالامال و سیراب
لگے ہین طرف گلشن پہ گلشن
مقام جانفزا ہی جای آرام
برای مادہ گاوان حسب دلخواہ
کیا فرمان شاہی سب نے تسلیم
بروز نیک و احسن شاد مان حال
ہوی سب دشت بندرابن مین داخل
ہوا جنگل مین آبادی سے منگل
بیابان مین ہوا سرگرم بازی
ہوی باد خزان سے فارغ البال
کیا آغاز باہم نغمۂ تر
لگا ہر روز جانے تا دو فرسنگ
میان ہر چمن پہرتا تہا ہر روز

از روی مصلحت اب ہی یہ بہتر
تدرو و طوطی و طاؤس و تیہو
کہین قمری کہین بلبل ہی گویا
مصفا کوہ گوبردہن ہی اوسجا
نہین بہتر ہی کوئی اوس سے مسکن
بزرگ و خرد گوکل کے تمامی
ہوے سب سے ہی بندرابن و آنہ
جداگانہ بنائے سب نے مسکن
لگا صحرا مین ہر کھیلنے شاد
طفیل کشن سے میدان غبرا
ہوی نوبر سے مالامال اشجار
میان سبزہ با طفلان ہمزاد
نظر آتی جو وہ گلگشت چراگاہ
جسودہا شادیون سی سیر سے

کہ ہیے دشت بندرابن مین چلکر
غزالان نغمہ زن قمریان ہین ہر سو
لب جو سرو سرکش ہین وہ دریا
لبالب سبزہ و گل سے سراپا
رہینگے او سجگہ بیخوف دشمن
غریب و منعم و سردار نامی
رکاب بادشہ مین جا بگانہ
تہ کوہ و سوی دامان گلشن
کیا ویرانہ صحرا کو آباد
ہوا غیرت فزای چرخ خضرا
ہوا شیرین شکر سے آب انہار
ہوا مشغول بازی کشن دلشاد
چراتا تہا وہان پر سبزہ و کاہ
کہ جیسے کبک انوار قمر سے
کہ بلبل جسطرح ہو گل سے خرسند

ادھیای سیزدھم ۱۳

خبر پانا کنس کا جانے سے راجہ نند کے طرف بندابن کے
اور بھیجنا بتاسر دیو کا واسطے مارنے کنھیا کے

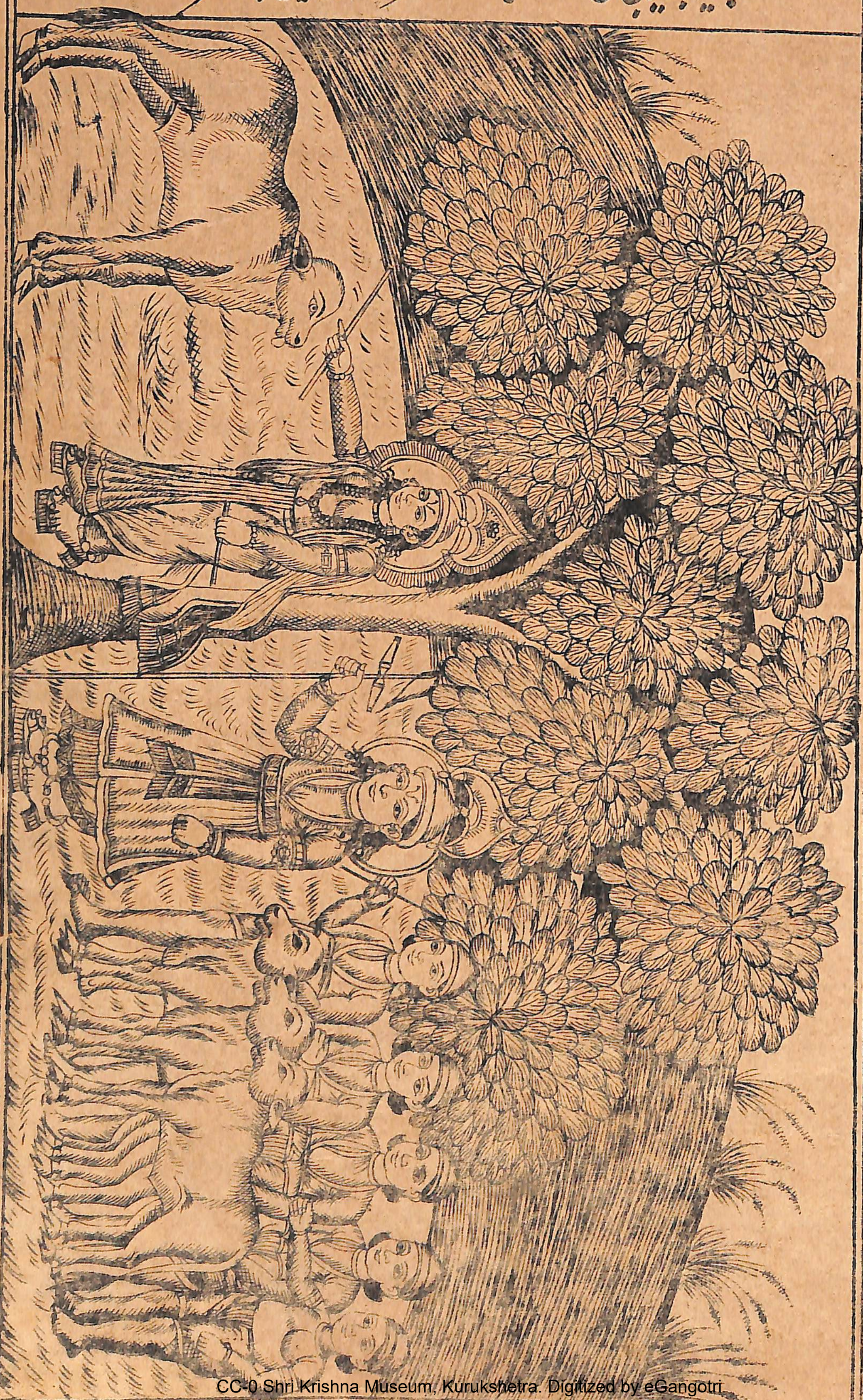
صداقت سے خبردار زمانہ
خبر کنس سے بولا خبردار
رہا ہی جاکے بندرابن مین پنہان
نہین ہی اونکو ہرگز ہیبت شاہ
شتابی جاکے بندرابن مین تو آج
بحکم شاہ متہرا دیو دجال
میان مادہ گاوان لگے بدخواہ
پکڑ کر شاخ گاو آدمی خوار

رقم کرتا ہی اخبار زمانہ
کہ ای شاہ جوان بخت و نکوکار
کیا آباد صحرا مین گلستان
ہوئی پامال گاوان ہر چراگاہ
متاع نند کر بیخوف تاراج
بنا بصورت گوسالہ و ابحال
لگا کہانے علف سوی چراگاہ
شتابی خاک پر پٹکا سر خار

کہ جسدن نند گوکل سے نکلکر
ترا دشمن بوقت شب بصد بیم
جسودہا روہنی کے دونون فرزند
ہوا یہ سنکے دلمین کنس بیزار
جو ہین وہ دونون برادر کشن و بلبھدر
چلا مثل غزالان جسبند وہ
جو دیکہا کشن نے گوسالہ وہ
کیا بیجان تن کا فر بیک مشت

سے ہے صحرای بندرابن مین خوشتر
تمامی گنج سے لیکر زر و سیم
میان ہر چمن پہرتے ہین خرسند
کہا غم [illegible] کے بتاسے ای یار
او بہفید [illegible]
دہ [illegible] ان تو قتل کر جاکر بصد بیم
گیا [illegible] ن پہونچا وہان وہ دیو درندہ
[illegible] سالہ کے آگے سبکرو
[illegible] بہشت توڑا مہرہ پشت

شبیہ بلدیوجی کی اور مارا جانا تہ سری کرشن جیسی تسباسُر دالوکا



بکاسر دیو آیا وہ سر روز
کہ جسکی چونچ تھی تیر جگر دوز

وہ آیا شاد دریای چمن پر
لب کار نیز بیٹھا وہ لیکے پر

وہ بیٹھا نے لگے یون پاکینہ خواہی
کہ بوتیار بہر صید ماہی

اور وہسے مادہ گاوان لیکے موہن
ہوا دریا کے اوپر جلوہ فگن

پلایا مادہ گاوون کو وہان آب
ہوا سیر گل و دریا سے سیراب

یکایک کھولکر منقار دشمن
چلا با عزم گامی سوی موہن

لب دریا سے موہن کو اوٹھا کر
اوتارا حلق ہی سینے کے اندر

ہوئی ظالم کو یون فرحت و مباہی
ملی گویا اوسے بیخار ماہی

شکم میں یون گیا اوسکی وہ دلخواہ
کہے تو برج ماہی مین گیا ماہ

شہا آتش بن برای نیک و روشن
کہ جاکر سینۂ کافر میں موہن

ہوا آتش برنگ شعلہ یکلخت
بنا گلخن تن وہ نگون بخت

ہوا وہ گرمی آتش سے بیتاب
زمین پر حلق سے ڈالا اُگل آب

بجھی آتش تو آیا خصم کو ہوش
سیہ قلبی سے چاہا پھر دون نیش

کنہیا نے پکڑ کر اوسکی منقار
کیا دو ٹکڑے جسم دیو غدار

ہوا خورد و کلان پر آشکارا
کہ موہن نے وہ بوتیار مارا

جو تھا سر بکاسر کا سنا حال
ہوئین آنکھین لہو سے کنس کی لال

اگھاسر نام دیو کوہ پیکر
بکاسر دیو کا چھوٹا برادر

حضور کنس آیا وہ باندوہ
کیا اوسکو روانہ جانب کوہ

جو بوتیار کے تھا غم میں بیمار
چلا وہ مار پیکر بہر تیمار

سطبری میں فزون وہ کوہ کلان سے
درازی میں بنا وہ کہکشان سے

شتابان پشت بندرابن میں آکر
سر رستہ پڑا روی زمین پر

قضارا اوس جگہ پر کشن موہن
ہوا گوسالہ لیکر جلوہ افگن

جو دیکھے سانپ نے وہ طفل کودک
زمین سے لب کیے آسمان تک

جہان تک ساتھ تھے موہن کے معصوم
کیا یکبار سبکو زیر حلقوم

کیا منصوبہ پھر اگھی نے من میں
کہ منموہن کو رکھے یون اب اپنے بدن میں

کنہیا نے ضمیر یار جانا
شریک درد بوتیمار جانا

قد نازک بڑہایا حد سے افزون
بجائی نی کیا دم اوسپہ افسون

دہن میں اوسکی جاکر پہنچایا
ہوا استادہ مثل کوہ بالا

ہوا دلتنگ تنگی سے وہ ظالم
یہ گھبرایا کہ سینے میں رکا دم

جگر تن سے ہوا تن جان سے بیزار
عداوت سے ہوئی جان آخر کار

ہوا بیدم نہ مارا اوسنے پر دم
عجب افسون کنہیا نے کیا دم

رفیق و یار سب بے رنج و محنت
وہان مار سے نکلے سلامت

اوسے مار اکیا پھر لطف سرشار
دیا اگھی کو باغ خلد میں بار

فرشتون نے جو دیکھا یہ تماشا
کیا گلشن نثار گل سے صحرا

انیس و آشنای کشن موہن
بحال تازہ وہ بار دگر روشن

ہوئی اندیشۂ موذی سے بیغم
لگے صحرا میں پھرنے شاد و خرم

جسامت دیکھکر اگھی کی مردم
بیابان تحیر میں ہوئے گم

ہوا یہ حال سنکر کنس بیہوش
کیا ہیبت سے خواب و خور فراموش

نہ تن میں طاقت و نہ دل میں آرام
لگا بیچین رہنے صبح اور شام

یہان کا تو رہا احوال ایسا
سنو اب تازہ اعجاز کنہیا

ادھیای چہاردہم ۱۴

آنا برہما کو کل آفرینش کا واسطے آزمانے کمالات سری کشن کے اور چورا لیجانا گاوان گوسالہ کا بندرابن سے اور چھپانا بیچ پہاڑ کے اور بنانا سری کشن کا گاوان و اطفال ہمشکل سابق اور شرمندہ ہونا برہما کا

بیاض صبح پہ نقاش سحر آیا
بنا اس شکل پر صد رنگ خیال

کہ آئینہ سیام سند غیرت ماہ
گیا وقت سحر سوی چراگاہ

میان دشت با طفلان ہمدم
جو دیکھا سامری کا تماشا
کہا دلمین عجب یہ دلربا ہی
کرون کچھ امتحان طفل حاصل
اگر وہ صانع بے ریب ہوگا
فریب پر گردون کا تماشا
زبون مرد نیک سے ہی خوب آگاہ
نہان موہن سے بندرابن مین آیا
سبہون کو گھر کی صحرا سے مسخر
کنہیا نے بہت صحرا مین ڈھونڈھا
اوسی جا قدرت کامل سے فی الفور
ہر اک مین ویسا ہی ناز و تبسم
ہر اک گوسالہ بے تبدیل و تغیر
غرض گلگشت صحرا سے دم شام
کلام خوب شیرین سے بدستور
شباہت مین کسیکی فرق نہ تہا
یہ ہین گوسالہ و گاوان و اطفال
اودھر اپنی کسی نے ایکدن بہی
غرض جب آٹ نہ اونکا اوٹھا
یہان ہین کودک و گوسالہ سب بند
پہر آیا دشت بندرابن مین چالاک
اسیر غم بنا یا کونی اوسکو
ہوا دلمین بہت حیران برہما
یہی ہین صاحب ایجاد تکوین
غرض کہتا ہوا سر بر خاک

ہوا مشغول سیر سبزہ خرم
ہوا وابستہ حیرت ناک برہما
سراپا اسمین شان کبریا ہی
کہ تا ہو آشکارا حق و باطل
کریگا ویسی ہی شکلین ہویدا
بچشم غور دیکھہ ای شاہ والا
ہوا پیرانہ سالی مین وہ گمراہ
خلاف باغبان گلشن مین آیا
شعاب کوہ مین کہا چہپا کر
بنائے کودک و گوسالہ اوسجا
بنائے کودک و گوسالہ سب اور
اونہین کیطرح سبکو سینہ و دم
لگا مادر کا پینے بیگمان شیر
چلے سوی مکان با کشن بلرام
کیا مادر پدر کو اپنے مسرور
بنایا باپ ماں نے ای جہاندار
رہے سرگرم بازیچہ بیکسال
نکی تفتیش اون بیچارگون کو
تب آیا اوسطرف اک دور برہما
وہان غمگین ہین مردم کہ ہر چند
وہی اطفال دیکھے شوخ و بیباک
نہ اصل و نقل مین کچھ فرق دیکھا
تب آیا ہوش مین نادان برہما
بنائے ہین اسی نے ماہ و پروین
[illegible]

تمامی مادہ گاوان شاد و خوشحال
اگرچہ تہا وہ پر پختہ باطن
بشر ہی یا ملک ہی یا کہ ہی رام
چہپا کر بچہ و گاوان و اطفال
دگر ہوگا بشر تو ہوگا مجبور
سرشت خلق کرتا ہی جو ہر روز
غرض یون ان تکوین سے شتابان
بیابان مین بچہایا دام تزویر
مہیا کرکے سبکا دانہ و آب
کیا تب چشم باطن سی نظارا
ہر اک مین ویسی ہی شکل و شباہت
سبہون مین ویسی ہی مہر و محبت
ہوئے اطفال سب سرگرم بازی
گئے سب اپنے گہر کہسار سے خوش
ہوئے آسودہ اکل و شرب سے گو
سحر معمول سے موہن کے ہمراہ
ہوا کوئی نہ ہرگز واقف از
رہے وہ سب اسیر درد و اندوہ
وہ آیا اس ارادے پر کہ مہ سال
غرض آیا وہ پہلی جانب کوہ
وہی گا مین وہی گوسالہ دیکھے
گیا پہر کوہ کی جانب شتابان
کہا دلمین کہ ہر چند
یہی ہین خالق و منعم
قدم پر رکھکے سر بنا

خرامان ہر چمن مین فارغ البال
کیا دلمین خیال خام لیکن
خلاف آدمی کرتا ہے یہ کام
میان کوہ رکہون تا بیکسال
مظنہ دل سے ہوگا بیگمان دور
سدا شکلین بناتا ہی دل افروز
چلا روح الامین سوی بیابان
کیے سب کودک و گوسالہ تسخیر
ہوا خود بوی گل کیطرح نایاب
ہوا سب راز برہما آشکارا
اونہین کیطرح چشم و گوش و قامت
ہر اک مین ویسی ہی جست و جسامت
لگے میدان مین کرنے ترکتازی
ہوی مادر پدر دیدار سے خوش
دم شب سو گئے بے رنج و تعلل
سب آئے دشت مین ہی چراگاہ
کہ موہن نے کیا کیا کشف و اعجاز
نہ آیا سنگدل برہما سو کوہ
کہ دیکہون چلکے بندرابن کا احوال
سبہونکو کوہ مین دیکھا باندوہ
بگردش مثل ہالہ وہ دیکھے
پہر آیا اسطرف با اضطرابی
یہی ہر دل کا ہی دانا الہی
ہما چاہیے زنہار کودک
کی کہ ای نور الہی

یکایک درمیان سبزۂ تر
ہوئی سگریون کو ہیبت فزون تر
انیس غم شریک رنج و محنت
اونہونکا پوچھکر احوال سارا
کیا سگریون نی جسدم یہ ارشاد
کہ ای خورشید و ماہ برج اقبال
کہان آئی ہو تم کسکے پسر ہو
کہا شہ نی کہ ہم دونون برادر
پدر سی ہو کی رخصت بہر گلگشت
مثال وحشیان پہرتی ہین بن بن
اسی درد و الم مین مبتلا ہین
کہا ای پادشاہ جن و آدم
بہم رہتی تہی اک جا دونون بہائی
ہوا از زور و زر و دولت سی مغرور
محبت کا اگر ہوا اوسسے کچہ طور
بہت دلشاد لایا بر سر کوہ
کہا سگریون ای ہی شاہ کونین
کہا شاہ جہان نی ای برادر
نہو اب درد و رنج و غم سی دلگیر
مری اوسکی تہی باہم یون محبت
زبس تہا جنگجو و عہد بد کیش
ازل سی تہی دعا ہے پیر درویش
ہوا فی الجملہ مایا سنے جو کم زور
گریزان وہ عدو با درد و اندوہ
یہاں ا[illegible] پندرہ دن تک ہماری
کیا د[illegible]نی گرچہ کام میرا
زبس [illegible]نتظاری تا بیک ماہ

نظر آئی اونہیں دونون برادر
مبادا ہو ان یہ جاسوس برادر
سدا سگریون کی کرتا تہا خدمت
اوسی جا سی مجہی کرنا اشارا
چلا ابن صبا فرخندہ بنیاد
در و لعل خوش آب درج اجلال
پریشان کیون بسوی بحر و بر ہو
شہ دسرت کی ہین پور دلاور
وطن سی اپنی آئی جانب دشت
خدنگ عشق سی زخمی دل و تن
گرفتار غم و رنج و بلا ہین
یہان دو بوزنہ رہتی ہین باہم
ہوئی اک روز آپسمین لڑائی
برادر کو نکالا شہر سے دور
منگا دیگا خبر سیتا کے فی الفور
کیا سب بندرون نی آکی انبوہ
کرون مین بندگی بالراس والعین
ہوئی میری تری الفت فزون تر
کرونگا بال کو کل کشتۂ تیر
گل و بلبل مین ہو جسطرح الفت
برای جنگ آیا بال کی پیش
کہ آئی کوئی دشمن بال کی پیش
مصاف بال سی بہاگا بصد شور
چہپا جا کر میان رخنۂ کوہ
بزیر کوہ کرتا انتظارے
تو پہر سب ہی یہ تخت و تاج تیرا
نہ آئی بال کی آواز ای شاہ

بہ رنگ لالہ و گل جلوہ افگن
ہنومان اونہین اک بندر تہا ذی ہوش
اوسی سگریون نی بہیجا سوی دشت
برادر نی اگر بہیجے ہین جاسوس
ادب سی جاکی پیش رام و لچہمن
جمال و حسن مین بانکی سجن ہو
کرو اپنی حقیقت آشکارا
ہمارا نام ہی دنیا مین روشن
ہوئی محبوبہ گم اپنی یہان پر
پہری ہر چند ہم صحرا بصحرا
کیا سب حال اپنا ہمنی روشن
بنام بال اور سگریون مشہور
قوی تر زور و دولت مین جو تہا بال
اوسی کی خوف سی ای شاہ والا
غرض ابن صبا نی سب یہ کہکر
ہوئی سگریون کو دیدار سی فرح
ولی اس شرط پر ای صاحب داد
بیان کر ماجرای بال سارا
کہا سگریون نی شاہ نکو فال
قضارا دیو مایا سنے ستمگر
ہوئی دونونمین آویزش بکثرت
تن دشمن سی کم ہو زور آدہا
خروشان در پی دشمن گیا بال
کہا یون بال نی مجہسے ہان تب
ہوا دشمن پہ گر اپنے مظفر
گیا وہ کوہ کے اندر یہ کہکر
میان کوہ سی ناگاہ اک بار

بعارض مثل مہر و ماہ روشن
وفادار و وفا جو و وفا کوش
کہا دو تن جو کرتی ہین یہ گلگشت
تو بہاگون کوہ سی با رنج و افسوس
یہ کی گفتار باشکل برہمن
فرشتون مین نہ دیکہا تم سا کوئی
کیا رنج سفر [illegible] کیون کر گوارا
اودہ کی شاہزادی رام و لچہمن
اوسیکی ہجر مین ہین زار و مضطر
نشان ملتا نہین ہی اوس ہما کا
بیان کر حال اپنا ای برہمن
محبت مین قرین اور کینہ سی دور
کیا سگریون کا کاشانہ پامال
یہان ہی کوہ پر سگریون اس جا
چڑہائی دوش پہ دونون برادر
کیا ابن صبا نی حال سب شرح
سنی گر گوش دل سی میری فریاد
مفصل شرح کر احوال سارا
برادر ہی جو وہ دشمن مرا بال
کسی اطراف سی آیا یہان پہ
رہی آخر نہ اوسکی تن مین طاقت
بدن مین بال کی ہو آشکارا
گیا مین ہی دوان بہائی کی دنبال
شعاب کوہ مین جاتا ہون مین اب
تو دیکہونگا ترا دیدار آکر
رہا مین انتظار بال در پر
ہوا طوفان سیل خون پدیدار

جو دیکھے مین نی جو ہی خون جاری
ہوئی خاطر کو میرے بیقراری

ہوا دل پر جو خوف جان سی اندوہ
گیا مین عنقریب رخنۂ کوہ

گریزان غم سے سوی خانہ آکر
سنایا سبکو احوال برادر

کہ ناگہ قتل کرکے دیو کو بال
بسوی خانہ آیا فارغ البال

ہوئی اوسکی طرف ساری از آئین
لیا او نے گروہ افسر مجھی تب نہین

مقیم اوس روز سے ہون اس کوہ پر
بحال جان گزا و چشم تر ہون

ہراس غم سے ہو دل شاد میرا
دل و جان سی کرونگا مین کام تیرا

جو دیکھا دیدۂ سگریون نمناک
کیی اشک آستین لطف سی پاک

بصد اقبال و دولت تیری ہمراہ
روان ہون از برای جنگ بدخواہ

کیا جب رام نی اسطرح ارشاد
ہوا سگریون دل مین خرم و شاد

کوئی اک کور شش رتہ پر بٹہائی
لیی جاتا تہا گردون پر اوڑائی

تری تقریر سے ای شاہ دانا
مقرر جانگی تہی مین نی جانا

جو پایا رام نے وہ جامۂ زرد
ہوا موقوف جسم زار کا درد

جو دیکھا رام کو میمون نی دلگیر
کہا از راہ ہوش و عقل و تدبیر

فلک پر ہو اگر وہ صورت ماہ
بٹہاؤن تجہی آگی لاکی ای شاہ

جو ہو باغ جنان مین صورت حور
کرون ملحق اسی سی چشم شاہ پر نور

ستم سی گر کوئی دیو جفا کار
اوڑا کر لیگیا ہو سوی کہسار

تمنا ہی دلی ای شاہ فی الحال
نکالون دل سی خار کینۂ بال

ولیکن ہی مجھے اندیشہ ای شاہ
نہین زور برادر سے تو آگاہ

ابہی کوئی اوٹہا سکتا نہین ہی
اوٹہانا کیا ہلا سکتا نہین ہی

سوا اسکی ہی یہ اک دوسری بات
کہ ہین تار اس جگہ پر حلقہ زن سات

وہ ملے بال کو میدان کی اندر
وگرنہ ہی غضب شہ زور بندر

چہل فرسنگ پر پہینکی وہان ہی
ہلا گردون صدای استخوان سے

دکہایا رام نی معجزہ جب
دل سگریون کو آیا یقین تب

دلیرانہ پی جنگ برادر
چلا ہمراہ شاہ ہفت کشور

سر سگریون پہ کہونسا دہ ارا
رہا اوسکو نہ کچھ لڑنی کا یارا

بصد شور و فغان بہاگا وہان سی
کہا اگر یہ شاہ دو جہان سی

مبادا اب نکلکر وہ جفا کیش
کری تیغ ستم سے مجکو دل ریش

اوٹہا کر ایک جا سی مین نی پتہر
کیا مسدود اوس رخنی کو جا کر

وزیرون نی جو دیکہا تخت خالی
بٹہایا مجکو با تجویز عالی

جو دیکہا مجکو تخت سلطنت پر
ہوا مانند دشمن خشمگین تر

زر و زن سب کیا تاراج یکسر
نکالا مجکو اپنے گہر سے باہر

یہان آتا نہین ہی بد دعا سی
ولی ڈرتا ہون مین اوسکی دغا سی

کہا سگریون نی یہ حال جبدم
شہ کونین کو از بس ہوا غم

کہا غمگین نہو ای صاحب تخت
تجھے بخشا یہان کا افسر و تخت

تہ تیر اجل اوسکو کرون آج
شہنشاہی کا پہناؤن تجہی تاج

کہا سگریون نی یون ای جہاندار
کہ دیکہا مین نی اک دیو نگونسار

وہانسی با وفور حسرت و درد
زمین پر اوسنی پہینکا جامۂ زرد

یہ کہکر وہ دوپٹہ زعفرانی
دکہایا لاکی سیتا کی نشانی

ولیکن تہی جو غم سی بیقراری
شہنشہ نی بہت کی اشکباری

لگاؤنگا پتا سیتا کا مین سب
نہو غمگین شہنشاہ جہان اب

زمین مین ہو اگر مانند ماہی
ملاؤن تا نہ کہون تاج شاہی

اگر دریا مین ہو نزد نہنگان
وگر صحرا مین ہو پیش پلنگان

بصد تدبیر و عقل و دانش و ہوش
کرون لاکر شہنشہ سی ہم آغوش

طفیل شہ سی جب ہو دفع دشمن
کرون سیتا کی جست و جو بہ ہر تن

کہ مارا اوسنی دیو دوندبی نام
یہ اوسکی استخوان ہین کوہ اجسام

اوٹہائی جو اسی یہ ہی مقرر
وہ ہوگا بال سی رن مین مظفر

یہ ہی شرط ای شہنشاہ جہانگیر
کری اوسکو نشانہ جو بیک تیر

سنا جب رام نی یہ قصۂ بال
اوٹہائی استخوان اونگلی سی فی الحال

جو تہی تار او سجگہ پر حلقہ افگن
کیا اک تیر سی ساتو نمین روزن

کہ بیشک صاحب اعجاز ہین یہ
دو عالم مین بہت ممتاز ہین یہ

مکان بال پر دی جاکے آواز
خروشان بال آیا ص...

نلایا تاب شست بال سگریون
ہوا اک وار مین بیچا... من

رہا مین طاقت سی بہروی
نہ سمجہا تہا مگر ا... کی

ناگ ناتھن لیلا



جوان و پہلتن ہی میر دشمن ٭
کہا شاہ دو عالم نی یہ ہنسکر
دوبارہ جاؤ تم سوی برادر
معطر ہار پہولونکا منگا یا
جو پائی بازو قدرت سی پشتی
جو تہی وہ دونون میمون تیز چنگال
کمین گہ سے بزیر نخل بالا
خدنگ جانستان کہینچا کمان سے
لگا تن پر جو اوسکے زخم کاری
کیا تب بال نی شہ کا نظارا
کہ اہی سرمایۂ خیل سلاطین
کیا کیون قتل بی تقصیر مجکو
پران و بید مین ہمنی لکہا ہے
نگر وہ دوست مین دشمن ہو تیرا
کہا اوسدم یہ شاہ بحر و برنی
نہین دیکہی جو کوئی چشم بد سے
او نہین درجہ بدرجہ شاد رکہی
تجہی واجب تہی سبکی دستگیری
نہین بیجرم تجکو مین نی مارا
گنہ بخشی تری مین نی سراپا
زر و حشمت اگر ہو کاش منظور
کہا تب بال نی شاہ دل افروز
تری قدمون پہ مین ہون گرچہ بادن
کبہی دریا مین تا گردن شب و روز
ہی سر تا قدم گہ خاک تن پر
ہمہ تن سامنی اب میری تو ہی
غلامی مین اوسی کر اب پذیرا

کیا صاحب یہ تمنی کیا لڑکپن ٭
کہ تہی ہمشکل تم دونون برادر
نہو گا بال آ اکے مجسی جان بر
قرین تر اپنے میمون کو بلایا
ہوا دشمن سے پہر مصروف کشتی
لڑائی مین پڑی جدال و قتال
تماشا دیکہتے تہے شاہ والا
کیا سر بال کی جانب وہان سی
ہوا نالان بدرد و آہ و زاری
تن زخمی سے بہولا درد سارا
یہ ہی کس دادگر کا رسم و آئین
یہ دی کس جرم پر تعزیر مجکو
کہان ناحق یہ خونریزی روا ہے
کہ زیر نوک ناوک تن ہی میرا
کہ لکہا ہی یہ اہل شاسترنی
قلم بہتر ہی سر اوسکا حسد سی
رعیت عدل سی آباد رکہے
کہ تہا سر پر تری تاج امیری
کہ ہی تقصیر تیری آشکارا
طلب کر اب عجب ہو تیری تمنا
رہ شفقت سی رکہون سب بدستور
پرستش تیری کرتا تہا شب و روز
تو مجپر موت کا ہی آج احسان
کبہی صحرا مین دن بہر آتش افروز
کبہی تہی گرد خاکستر بدن پر
مجہی کس شی کی صاحب آرزو ہی
کہ ہی شایستہ خدمت وہ لڑکا

گئی تہی آج ناحق جان میرے
تفاوت کچہ نپایا یکدگر سے
شہ کونین نی با مہربانی
بدست پاک پہنایا وہ مالا
دلاور دونون میمون تہی زبردست
ہوئی ہم پنجہ باہم صورت شیر
جو دیکہا رام نی غالب ہوا بال
ہوا اوس تیر سی زخمی تن بال
تن زخمی سی دم آیا لبون پر
بوقت تلخ عیش زندگانی
کری خون بندگان بیخطا کا
عدو کو جنگ مین مین نی پچہاڑا
ہوئی سگریون سی کیا خیر خواہی
زمانی مین ہزارون ہین بد و نیک
زن طفل و برادر دخت و خواہر
خصوصاً شہ کو لازم ہی فزون تر
جناب حق نی تجکو ای ستمگر
کیا تو نی تہ تنگ برادر
ولیکن دیکہکر تیرے تباہی
اگر ہو آرزوے زندگانی
کرون سگریون کو تیرا ملازم
دم آخر ہوتا بہتر سر انجام
کہ برسون عابدان پاک و دل مقبول
کبہی بہرتے ہین عمر یا بیابان لہال
ہزارون کرتی ہین تدبیر ای رام
مین رخصت ہوتا ہون ای شاہ ندا
یہ کہکر بال نی راہ عدم لے

عبث آیا مین ان باتون مین تیری
نمارا تیر مین نی اس خطر سے
زروی عقل از بہر نشانی
ہوئی سگریون کو طاقت دو بالا
بہڑی آپسمین وہ پیل مست سیہ
کوئی بالا کبہی کوئی کبہی زیر
تگاپو سی ہوا سگریون بحال
گرا میدان مین شکل مرغ بی بال
گئی بالین پہ تب شاہ دلاور
یہ کی تقریر باشیرین زبانی
بجای داد ہو موجد جفا کا
بہلا کیہی تمہارا کیا بگاڑا
کہ بخشی تمنے میرے بادشاہی
تری آگی ہین دشمن دوست سب ایک
اری نادان یہ ہین چارون برابر
جہانتک خاندان مین ہون برادر
کیا تہا لشکر میمون کا افسر
ستم سے تیری دلخستہ تہی بندر
پذیرا مین نی کی سب عذر خواہی
تو بخشون تجکو عمر جاودانی
کہ ہی پرداخت اوسکی تجکو لازم
نبا آخر تری شفقت سی سب کام
عبادت مین تری رہتی ہین مشغول
کبہی گردن پہ ڈالی شیر کی کہال
دم آخر پرآتا ہی نہین نام
کریگا اب تری انگد غلامی
شہنشہ نی اوسی جنت مین جا دی

زن بالی دلاور تھی جو تارا
بحسن و دلبری گویا ستارا

خبر شوہر کی مرنی کی جو پائی
بروی لاش بیتابانہ آئی

بروی لاش روئی با دل زار
برنگ شمع بر بالین بیمار

سراپا غم سے مارا بر سر سنگ
پراگندہ کیی موی سیہ رنگ

جو کبھی آتش غم کی ترقی
بجھائی شہ نے با آب تشفی

ادھر سگریون کو لچھمن نی جا کر
بٹھایا آپ تخت سلطنت پر

کیا سگریون کو تارا سی ہم عقد
لوٹایا شاہ میمون نی بہت نقد

وہان انگد کو از روی گواہی
کیا قائم مقام بادشاہی

کہا تب رام نی ای نیک اقبال
کہ آئی اب قرین فصل برشکال

رہونگا کوہ پر جب تک ہی برسات
پھرا ہون ہر طرف سرگشتہ دن رات

کرو اب جانکی کی جست و جو تم
کرو میمون روانہ چار سو تم

وفای عہد اب لازم ہی بھائی
اسی دن کی لیے ہی آشنائی

یہی آئین ہین مہر و وفا کی
کہ آئی آشنا کام آشنا کی

وہی ہی دوست جو روز مصیبت
شریک دوست ہو با مہر و الفت

عدو وہ دوست ورنہ بی سخن ہی
جو ہیچ آشنا مین خندہ زن ہی

یہ کہکی الغرض دونون برادر
بسوی کوہ آئی شادمان تر

فرشتون نی برنگ تازہ گلشن
بنایا تھا بروی کوہ مسکن

مقیم اوس جا ہوئی دونون برادر
پیادہ جا تکی با حال مضطر

ذکر آنا فصل باران کا اور بیتاب ہونا راجہ رام چندر جی کا فراق مین جانکی جی کے

عجائب موسم باران ہی خوشتر
سمان کیا ہی گھٹا کا آسمان پر

عجب کیا فصل باران کی کرم سی
گل و لالہ کھلین شاخ قلم سی

جب آیا موسم ابر گہر بیز
ہوا رعد آسمان پر شور انگیز

گھٹا مین کوندتی تھی برق تابان
بہار آب مین آتش نمایان

ہوئی ہر سو روان باد بہاری
مشام سبزہ مین کی مشکباری

ملی باہم جو برق و باد و باران
ہوئی می ریز مثل بادہ خواران

ہوا فیض ہوا سی دشت گلزار
زمرد گون ہوا دامان کہسار

ہوئی منعم تہیدستان گلشن
ہوا ہر غنچی کا پر زر سی دامن

ہوا سی ابر نی صحبت جو کی گرم
عروس غنچہ کی جاتی رہی شرم

کیا ابر سیہ نی چرخ پر شور
ہوئی رقصان زمین پر ہر طرف مور

لگا سبزہ ہر اک سو لہلہانی
لگی ہر گل پہ بلبل چہچہانی

ہوا شبنم سے جام بادہ ہر گل
ہوا ہر غنچہ رشک شیشۂ مل

ہوا گرم ازدحام گل سی کہسار
کیا شہر مین کا سرد بازار

ہجوم گل ہوا وہ ہر چمن مین
ہوا چلنے لگی کرک کی بن مین

جھکی ہر گل پہ ہر جا شاخ سنبل
رخ رنگین پہ ہو جسطرح کا کل

شجر بیمار تھی جو سال بھر سے
ہوئی تازہ یکایک ابر تر سی

ہوئی ہر خار نو پھولون سی معمور
ہوئی ہر برگ سی پژمردگی دور

زمین پر خشک تھی جو چشمۂ آب
ہوئی سب فیض ابر تر سی سیراب

فروغ آتشین گل سی لب آب
نظر آتی تھی بو تیمار سرخاب

ہوا آب روان سی دشت دریا
ہوا دریا ہجوم گل سی صحرا

ولا ہو جب کہ یون کیفیت ابر
دل عاشق بھلا کیونکر کری صبر

نہ ہو محبوب جسکی بر مین یاران
ادسی ہی ابر باران تیر باران

سحاب و برق ہو ڈھونڈھی ہمی اہو
غضب ہی گل سی گر بلبل جدا ہو

بہار ابر مین کب ہی یہ مرغوب
جدا ہو عاشق شیدا سی محبوب

فراق جانکی مین با دل زار
شہنشہ نی جو کی گلگشت کہسار

نظر آئی عجب کیفیت دشت
ہوئی چشم تمنا محو گلگشت

کہین بلبل کو دیکھا گل سی ہم دوش
کہین شمشاد سی قمری ہم آغوش

کہین سبزی پہ طوطی بولتا تھا
شکر ہر زمزمی مین گھولتا تھا

کہین نسرین سی باہم نسترن تھی
کہین شبو سی جوہی خندہ زن تھی

کہین نرگس کی دیکھی چشم بیدار
تماشای چمن مین مست و سرشار

کہین دیکھی لبالب چشمۂ آب
برنگ اشرفی تابان مہی آب

لب جو یکایک سبزہ شاداب
تو سیتا دو نہین آیا بہت یاد

نغظ افعی یہ کرتا تہا جو مخزون ‌ ‌ لنائے سے وہ دم کرتا تہا افسون
ارے موہن یہ اژدر کیا بلا ہے ‌ ‌ نہین چلتا ہی جسپر کچہ دم نے
تنگ دریا سے چلتا تہا کچہ بس ‌ ‌ اشارے سے یہ کہتے تہی کہ بس
زن افعی حضور کرشن آئی ‌ ‌ عیال و بچہ سب ہمراہ لائی
کہا ای نیت و اورنگ دریا ‌ ‌ سمجہی سے دہی یہ آب رنگ دریا
تو ہی یکقطرہ سے دریا کے اندر ‌ ‌ بناتا ہی صدف مین لولو تر
یم قدرت کا تیری ای سمن بر ‌ ‌ حباب خرد ہی دریای اخضر
تو ہی ہی وہ کہ تیرے سر کے اوپر ‌ ‌ تہ دریا ہی افعی سایہ گستر
اگرچہ تہا یہ بحر جرم مین غرق ‌ ‌ ولے آیا جو تیرے پیر با فرق
رہا کر غمسے مار بیجان کو ‌ ‌ امان دے رنج سے اس ناتوان کو
غرض موہن نے از روی کرامت ‌ ‌ کیا آزاد افعی کو سلامت
کہا تب ناگنی نے ای کنہیا ‌ ‌ گرڑ کا ہی ہمین اندیشہ او بجا
کنہیا نے کہا ای مایہ ناز ‌ ‌ ہوا یہ میرے پاسے اب سرافراز
کیا ارشاد موہن اور نے تسلیم ‌ ‌ ادب سے خم کیا سر بہر تعظیم
زن و فرزند لیکر شاد و مسرور ‌ ‌ ہوا راہی بسوی قلزم شور
صدای نی یہ موہن مست و مدہوش ‌ ‌ ہوا مادر پدر سے آکے ہمدوش

سبھ ناری کسان کہتے تہی ہمدم ‌ ‌ کہین کاٹے نہ موہن کو یہ اژدم
وہ افسون اب کہان ہی اپنی اوس ‌ ‌ کہ جس سے دشت مین مارا تہا اژدر
غرض جب کرشن نے مار کہن سال ‌ ‌ کیا ازبسکہ پاکوبی سے پامال
ادب سے آکے از روی نیایش ‌ ‌ تہ دل سے ادا کی یون ستایش
باین ژرف و درازی بحر اعظم ‌ ‌ تری قدرت کا ہی یکقطرۂ یم
شکم مین قطرۂ ناچیز سے تو ‌ ‌ بناتا ہی یہ شکلین شکل لولو
تری بخشش سے مار و مور ہین سیر ‌ ‌ کیا ہر مار تو نے مور سے زیر
سجا نا بہید اس نادان نے تیرا ‌ ‌ اڑا مطلق نہ بہلے ذہن میرا
ہوا سرزدہ ہون مین سکا بالا ‌ ‌ ہوا رتبے مین یہ پانو سے اعلی
ہوا تیری بدولت یہ گرامی ‌ ‌ کہ پیشانی پہ ہی نقش غلامی
کہا اوس سے کہ لیکر بچہ و زن ‌ ‌ سمندر مین تو اب کرجا کے مسکن
ہمارے اوسکے ڈسنے دشمنی ہی ‌ ‌ سمندر مین ہمین نا امنی ہی
مرا نقش قدم ہی اسکے سر پر ‌ ‌ نہین ہی اسکو اب اس مرغ کا ڈر
یہان تک شادمانی سے بڑہا وہ ‌ ‌ کہ باہر پوست سے اپنے ہوا وہ
ہوا آب جمن اوس سے شیرین ‌ ‌ ہوئی ہر تشنہ لب کے دل کو تسکین
خوش اوس ہوش سبکے تن مین آئے ‌ ‌ خوشی سے گوپ بیدار ان مین آئے

ادھیای ہفتدہم

بیچ پیدائش اس کالی سانپکے اور باعث ہونے جمنا کا

پرچہیت سنکے یہ افسانہ مار ‌ ‌ ہوا مانند مار گنج سرشار
ولیکن اب یہ فرما تو زبان سے ‌ ‌ کہ یہ افعی یہان آیا کہان سے
سوال شاہ سنکر وہ سخن سنج ‌ ‌ سخن آرا ہوا پہر بیغم و رنج
مشرف وجہ تہین چار اوسکی مشہور ‌ ‌ بشکل مشتری و زہرہ پر نور
یکی ورتی اور ادت نام دیگر تہا ‌ ‌ سوم کدرو چہارم نام بنتا
ہوئے کدرو سے پیدا مار خونخوار ‌ ‌ ہوئے بنتا سے دو بیضے نمودار
گرڑ نامی ہوا اک مرغ رام ‌ ‌ ہوا تہا یان سو بیج یک ارن نام

کہا سکہدیو نے ای نیک بنیاد ‌ ‌ ہوا یہ نقل سنکر دل مرا شاد
مفصل شرح کر افسانۂ مار ‌ ‌ کہ ہو رفع گمان خاطر زار
کہا ای شہ وہ آغاز عالم ‌ ‌ ہوا کشب شہنشاہ معظم
موافق یکدگر چارو برابر ‌ ‌ مخالف وہ کمین مثل چار عنصر
ہوئی پہلے ملایک دت سے پیدا ‌ ‌ ہوئی بطن ادت سے جن ہویدا
ہوئے ورنوچ سے دو بچے ہویدا ‌ ‌ بشکل و صورت طایر سراپا
سجہن بولی بنتا جو تہی خوب ‌ ‌ دل کشب کو تہی ازبسکہ مرغوب

ہمیشہ لب بلب رہتا تھا اوس سے
بظاہر گرچہ الفت مہر بھی تھی
قضارا ایک دن وہ دونون طناز
صداقت سے کہا بنتا نے اس طرح
یہ سنتے ہی ہوئی کدرو بہت تنگ
غرض جب حد سے گذری بحث تکرار
مقرر جب ہوئی یہ شرط باہم
سراپا اشہب خورشید ہین برق
سیہ مطلق نظر آئین وہ شبرنگ
کہا کدرو نے بنتا سے کہ فی الحال
جو بنتا نے سوے گردون نظر کی
بہت پھیری نگاہ چشم ابلق
بیابان سے گرڑ ناگاہ آیا
یہ مکر و فن نہین اچھا ہے تجکو
کہا لائے اگر تو آب حیوان
سبوئی آب بخشا لاکے جم سے
ندامت خاکساری ہو گئی خرسند
ہوئے نالان کہ اے بھائی یہ خونخوار
ہوے یون خشمگین کہ دہان جب
جگر مین مار کے دندان کمینہ
ادہر تنہا گرڑ بے مونس و یار
گرڑنے پل مین لاکھون سانپ مارے
توانا آپ سے دیکھا جو دشمن
کہا خم ہو کر اے مرغ توانا
تجھے بیرنج و محنت ای نکو خو

سدا عشرت طلب رہتا تھا اوس سے
دلے باطن مین ہر دم کینہ جو تھی
محل مین ایک جا بیٹھین جو پر ناز
کہ دیکھا غور سے مینے دم صبح
کہا مین نے تو دیکھے ہین سیہ رنگ
ہوا اوس دم یہ باہم قول اقرار
ہوئی آگہ پسر کدرو کے اوس دم
نہین یکمو سیاہی رستی تا فرق
سخن ہو مان کا سچا او بھجنگ
نظر کر سوی گردون ای نکو فال
سیہ رنگت ہر اک گھوڑے کی دیکھی
نشان دیکھا سفید یکانہ مطلق
گرفتار الم مادر کو پایا
رہا کر مان کو کر پابند مجھکو
تو مادر کی تری مشکل ہو آسان
نکالا مان کو گرداب الم سے
بولائے اپنے خویش و دشت و فرزند
جہین گئے تا قیامت دینگی آزار
اوٹھا لایا سبو جا کی وہ تب
کیا پر خون دلکا آبگینہ
نہ تھا حربہ کوئی خنجر نہ منقار
کہ مارے مار کے وہ مار ہارے
سمٹ کر رہ گئے سب مار کے من
نکر سانپون سے تو خالی زمانا
زبون مینک اک ہو پچگا ہاہر

اسیر لطف بنتا تھا جو خسرو
جو چھتیس بار تھی وہ فتنہ انگیز
کہا کدرو نے بنتا سے بصد کید
سفید آئی نظر سورج کے رہوار
سراپا ہی ترا اظہار باطل
کہ ہم دونون سے جسکی جھوٹھ ہو بات
کہا مان سے غضب تو نے کیا آہ
کیا ناچار باہم مشورہ تب
غرض اسپان خور پر ہو کے مار سیہ
کہ گھوڑی شاہ اختر کے ترالے
جو اشہب تھے نظر آئے وہ ادہم
ہوئی خاموش نادم ہو کی ناچار
کہا کدرو سے تو نے ازرہ کید
عوض مین اسکی دون جو کچھ ہو ارشاد
گرڑ ظلمات مین پہنچا بکبر
ہوا حاصل جو کدرو کو وہ پانی
یہ چاہا دون انہین یہ آب شیرین
بنائین بوند بہر ظالم یہ پانی
شتابی اوڑ کی پہونچا با فلک تیز
ہزارون غم سے پیچ و تاب کھا کر
او زہر دندان زہر آلود تھے تیز
ہوئی ناچار جب وہ مار کھا کر
تعدی سی جو باز آیا نہ طاؤس
اگر ہی خون اوسکی کا طلبگار
ہوا آپس مین جب یہ عہد پیمان

شگفتہ گہتی تھی دلمین اوس سے کدرو
جگر مین نیش کینہ گہتی تھی نیز
کہ ہین کس رنگ کے اسپان خورشید
برنگ نقرہ مجکو ہی وفادار
نہین ہی جھوٹ مین کچھ تجکو حاصل
پرستاری کرے اوسکی وہ دن رات
کیا اس حال سے ہمکو نہ آگاہ
کہ لپٹین اوڑ کی اب رون سے ہم سب
برنگ مور چمٹے اوڑ کے یکبار
دکھا دی مجکو اوجلے ہین کہ کالے
ہوا کافور پر عنبر کا عالم
بنایا اوسکو کدرو نے پرستار
کیا مادر کو میری بیگنہ قید
پرستاری ہے گر تو مان کو آزاد
دیا لاکر سبوی آب کوثر
بڑھی اوسکی کہے تو زندگانی
کہ گردون پر بلا یک ہوگی غمگین
کہ موذی کی ہو کمتر زندگانی
ہوے افعی یہان بیزار سنکر
برای جنگ آئے لیکے لشکر
برنگ نیشتر خونخوار و خونریز
زمین مین دب رہے سب پھن پا کر
ہوے سب زندگی سی اپنی مایوس
لیا کر اک مہینے مین تہ تیغ مار
لڑائی کا ہوا موقوف سامان

گیا وہ مرغ شاداں سوی کہسار
جب آئی شاہ اس کالی کی باری
ہو نہیں ہیبت جانے سے خاموش
رواں ہو نیش جسکا نیشتر سے
بروی سنگ توڑوں پیچاں آج
غرض اسطرح دلمین یار کی لاف
کہلا جسدم یہ اوس پر عقد راز
بلندی سے بروی غار اژدر
زروی ہوشیاری اوسنے جانا
لڑے غصے سے مرغ و مار باہم
پڑی منقار کی جو چوٹ پر چوٹ
نہ لایا تاب ضرب جنگ طاؤس
غرض جب ضعف سے ستر پایا ہوا تر
وہاں آیا ز بس بے تاب و طاقت
خروشاں مرغ بھی پہنچا پی مار
نکر اب جنگ مار بے خطا سے
جو دیگا اب اسے تو رنج و آزار
گر پڑنے پیر کی یہ سنکے گفتار
طفیل کشن سے بد ہشت غم

ہوے افغی روانہ جانب غار
ہوئی جانے سے اسکو شرمساری
کرے وہ آہ مجکو زندہ جاں نوش
ڈرے افسوس اک انگشت پر سے
کروں میں ہر انت کا کفچہ پیسی اخراج
گیا افغی نہ اوسنکا جانب قاف
گیا کہسار سے اوٹہنے پیرواز
ہوا وارد قضا سے خشمگیں تر
کہ آیا کوہ سے مرغ توانا
چلائے کفچہ و منقار باہم
زمین دشت میں اژدر گیا لوٹ
ہوئی افغی کو آفت جنگ طاقت نہیں
لڑائی سے ہوا روپوش اژدر
طلب کی پیر سے جا ہی حفاظت
ہوا افغی کا عابد سے طلبگار
حذر کر میرے تیر بد دعا سے
تو دام مرگ میں ہوگا گرفتار
گیا جنگ تطاول سے ہا مار
گیا اب جانب دریای اعظم

غرض افغی بزرگ و خرد داشت
کہا افسوس یارو این نیش تراں
بدن پر جسکے یارو نیش خونخوار
یہ زہر آلودہ جیسے کفچہ و نیش
یہ زور و زہر زہر تاب و طاقت
نہ پہونچا سانپ جب عابد کے اوپر
جو تھا سانپ وہ کہائی ہوئی زہر
صدا اوس مرغ کو شہپر کی آشنا
نکلکر غار سے وہ چار ناچار
اودھر منقار سے کرتا تھا وہ ریش
ہوا دل خستہ مار دلمین کالی
جو تھا مرغ دلاور مرکب رام
سو ہر جا میں تھا اک درویش مقبول
جو آیا رحم اوسکی عاجزی پر
کہا عابد نے ای مرغ دلاور
مرے سایے میں اسکو کہ لا رب
تجھے خوشنودی فقرا روا ہے
شہا اوس مرغ سے یا بچہ و زن
یہ سنکر خوش ہوا شاہ زمانہ

لگا جانے وہاں اک ایک جاوہ
جھکاؤں سر بہ پیش مرغ نادان
وہ حلکہ خاک پر بہ جائے مسمار
نہ کام آئی اگر اوس مرغ کے پیش
حضور مرغ جانا ہی حماقت
ہوا وہ اشتہا سے سخت بیتاب
مکان مار پر آیا بعد قہر
پڑی جو کرش افغی میں نہا نگاہ
ہوا اوسکے مقابل پھر پکار
ادھر یہ مار تا تھا نیش پر نیش
جو تھا شہ زور جیتا مرغ پالی
نہ جیتا اس سبب سے مار ناکام
لب بحر حمن طاعت میں مشغول
جگہ دی پیر نے دریا کے اندر
حمایت میں مری آیا یہ اژدر
قضا سے بھی بچے اوسکو تہ بسب
کہ طاعت میں فقیروں کی بھلائی
تہ دریا گیا افغی سنے ...
ہوا پھر دل سے مشتاق فسانہ

ادھیای ہیجدہم ۱۸

جانا سری کشن کا واسطے کھیلنے کے بندرابن میں اور آنا پرلمب اچھس کا بہ صورت لڑکی اور مارا جانا اسکا کشن کے ہاتہ سے

سری سکھدیو دانشمند آفاق
کہ ہنگام سحر جب نیر شرق
پی سیر و تماشای بیابان

جو تھا دانشوراں میں طاق
ہوا اگر دوں سے روشن صبح برق
ہوا مشغل تدرو نوخراماں

میان انجمن اوسنے بصد ناز
کنہیا سیام سندر غیرت ماہ
فی زنگین لنا زک سے میان

اوٹھا یوں نقاب شاہد راز
رفیق و آشنا سب لیکے ہمراہ
دم ربط سے افزود آغوش حماں

عجائب نغمہ تھا ادریس نے گا کر نکش
کہ وحش و طیر بھی صحرا سے خوش

جو تھے از بس وہاں کیفیت گل
ہوئے مصروف گلبازی جزو و کل

کوئی نرگس کی آنکھوں کا ہوا صید
کوئی سنبل کی زلفوں میں آ کے قید

کسی نے دیکھ کر کیفیت باغ
برنگ لالہ کھائے داغ پر داغ

غرض یہ دیکھ کر گلشن کا عالم
فدا بلبل صفت تھی جابجا ہم

وہاں پر کنس نے دم دیکے بھیجا
کہ کھائے جا کے سب لڑکوں کو بھیجا

ہوا لڑکوں میں وہ مشغول بازی
لگا کرنے چمن میں ترکتازی

سری بلدیو کو میدان سے ناگاہ
چڑھا کر پشت پر وہ دیو بدخواہ

ہوا آمادہ اس شوخی پہ وہ بوم
کہ سیکھوں کوہ پر تا ہو یہ معدوم

کیا قد کوہ سے اپنا گران تر
نہ سنبھلے جب گرا تب وہ زمین پر

ہوا وہ تب ہوا یہ آشکارا
کسی بلدیو نے وہ دیو مارا

وہان باغ سے یاران ہمچمن
ہوئی جب بیکرائی سوئے مسکن

عجب ڈھب سے وہاں بھی مشتعل آگ
نجا سکتا تھا کوئی دشت سے بھاگ

عجب ہنگامۂ آتش وہاں تھا
کہ ہر ڈالی پہ مشعل کا گمان تھا

برنگ لالہ تھا ہر نخل پر داغ
میان دشت تھی کیفیت باغ

کسی جانب نہ تھی جائے ہزیمت
نہ آتی تھی نظر راہ سلامت

نہ تھی جبکہ آتش سے رہائی
سبھوں نے سوز دل سے غل مچائی

کرم سے دوستوں کے روز محشر
کریگا آتش دوزخ گل تر

امان دے آتش سوزان سے ہمکو
بچا لے آج اس طوفان سے ہمکو

کہا یاروں سے سب آنکھیں کرو بند
بسوئے خانہ تم پہنچو گے خرسند

غرض کیں سب نے آنکھیں بند باہم
ہوئے داخل شبستان میں اُنہی دم

ہوئی حیرت زدہ دلمیں جزو کل
بہت دلمیں کیا سب نے تامل

غرض سب تھے ہوئے یوں ہر چمن میں
کئے بہر تماشا بھدر بن میں

کوئی مفتون ہوا سرو و سمن پر
کوئی مائل ہوا رنگ چمن پر

کسیکا عشق گل میں سینہ چاک تھا
لگائے دخت رز پر کوئی تھا تاک

قد شمشاد پر کوئی تھا مفتون
مثال فاختہ با جان محزون

قریں تر دیو اک پرلمب تھا نام
بولا کر اوسکو با منصوبۂ خام

بشکل کودک دہ سالہ بنکر
میان کودکان آیا ستمگر

نہ پہچانا اُسے لڑکوں نے زنہار
کنہیا نے لئے جانا یہ اسرار

کیا گردون پہ باد تند کی طرح
ہوئی حاصل انہیں سے بس شادی و فرح

ہوئے تھے عفریت سے بلدیو دانا
ضمیر کافر بدکیش جانا

گرا لیکر جو بھاری بوجھ پتھر
کچل کر مرگیا وہ دیو ستمگر

ہوئے دلشاد موہن اور ملنگ
چلے سوئے مکان دلشاد کودک

میان دشت ہر سو شعلہ انگیز
نظر آئے سبھوں کو آتش تیز

بہم جلتے تھے یوں نخل بیابان
کہ جیسے شعبدے ہوں فروزان

بسان شمع روشن ہر شجر تھا
کہیں تو سب کا وہ سوز جگر تھا

کہوں کیا جو بیان تھی کثرت نار
درختوں میں تھی گل خیز گلنار

جو دیکھا اس طرح آتش کا طوفان
ہوئے سب دوستان کرشن حیران

کرا ہے خلاق لعل آتش و سنگ
ہراسان ہیں سبھی یاران بیرنگ

ترے آگے امان آتش کی ہے تاب
سقر ہو تیرے سیل حکم سے آب

سُنی جب کرشن نے یاروں کی فریاد
تمہیں راہ خداوندی سے وہی داد

کہ خطرہ نہ تم آتش کا زنہار
کہ آتش تم پہ ہو جائیگی گلزار

جو یکساعت میں آنکھیں سب نے کھولا
نہ آتش وہ نظر آئی نہ صحرا

طلسم راز کو کوئی نہ سمجھا
نہ عقدہ رشتۂ قدرت ہوا وا

رہا سربستہ یوں ہی عقدۂ راز
حکایت اور کی راوی نے آغاز

ادھیائی نوزدہم لغایۃ بست و ہفتم

بیچ بیان توقف ہونے مہاراجہ اندر کے گوکل سے اور پوجا کرنا گوبردھن کا
[illegible] افروختہ ہونا راجہ اندر [illegible]

متعلقہ صفحہ ۵

گوبردھن لیلا



سری کشن سے اور شرمندہ ہونا راجہ اندر کا

سلف سے برج میں ای نیک اقبال
تمامی برج میں اوس روز شاہا
جو آئی ماہ کاتک کی وہ پروا
نگار و نقش سے ہر بام سنگین
طعام مشکبو و میوۂ تر
شہ گوکل نے با شان صباحی
ہزاروں طرح کی شیرینی نغز
چنی میوہ و طشت زر فشان میں
زنان برج رشک لالہ و گل
جو دیکھا کشن نے یہ ساز و سامان
یہ رنگ آمیزی سقف در و بام
مرتب کس لیے ہی برج میں آج
شہ گوکل نے فرمایا خلف سے
اوسی کیواسطے ہی سب یہ سامان
ز روی لطف برساتا ہی پانی
کہا موہن نے میں آگہ ہوا آج
جہان جو حق بنایا ہوگا الحق
سپہر و باد و آب و آتش و خاک
پرستش نا روا ہی انکی شاہا
وہ گوبر دہن میں شاہا جلوہ گر ہی
دکھائیگا تجلی بیگمان وہ
فزون ہر سال سے برسیگا پانی
بزرگی سے کیا دل میں تامل
کہا شاہ ملائک کی سلف سے

پرستش اندر کی ہوتی تھی ہر سال
سرود و رقص ہوتا تھا ہر اک جا
ہوئی خوش دو زن اعلی و ادنا
بنائے گلشن جنت سے رنگین
معنبر لوزہ و حلوای معطر
کیا ترتیب جشن بادشاہی
فرشتونکا معطر جس سے ہو مغز
یہ نکلیں جو گلستان جنان میں
زر افشان پیرہن پہنی جز وہ گل
بدریا دریسی ہو چہا بنگلے نادان
یہ مشک و عود و عنبر لوز بادام
مگر آئیگا کوئی صاحب تاج
کہ ہی یہ رسم گوکل میں سلف سے
شبستان میں وہ ہوگا آج مہمان
کہ جس سے خلق کی ہی زندگانی
کہ راجہ اندر ہی کہانیکو محتاج
وہان بارش ہمیشہ ہوتی ہوگی مطلق
کیے ہیں جنسے پیدا سب ہی پاک
نہ دنیا انسے حاصل ہو نہ عقبی
وہ پنہان سنگ میں مثل شرر ہی
عیان پتھر سے ہوگا لعل ساان وہ
زراعت ہوگی سب بے جانفشانی
کیا اقبال بےعذر و تعلل
پرستش ہوتی ہی عز و شرف سے

مبارک ماہ کاتک روز پروا
لباس نو بدل کر ہر زن و مرد
سہون نے اپنے اپنے قصر ایوان
ہر اک نے نو بنو پوشاک بدلی
بنائے سب نے با انواع ایجاد
مغنی مطرب و برگ گل و شمع
طعام خوشگوار و پر تکلف
لباس فاخرہ پہنے جسو دہا
ہر اک باروی شکک نار و نارنج
یہ میوہ اور یہ حلوای معطر
یہ فرش قاقم و سنجاب و دیبا
تواضع آج ہی کس بادشہ کی
شہ روحانیان کی آج کودن
جو حق پاتا ہی وہ شاہ نکو فال
کرم سے اوسکے ای ماہ جہانتاب
جو رشوت خلق سے پاتا ہی ہر سال
ولی باور نہیں ہی مجکو یہ بات
یہ پانچون ہیں اوسی یکتا کے محکوم
جو ہی یکتای عالم وہ نہ انکار
کرو اوسکی پرستش با دل و جان
جو مانگوگے ملیگا سبکو بے رنج
یہ سنکر تھے جو دانشمند و بہوش
سب تھے دو چار گوال و گوپ نادان
اوسے موقوف کرکی پوجے کو وہ

ظہور نور ماہ عالم آرا
ترانے عیش کے گاتے تھے ہر در
کیے آراستہ مانند بستان
کہ ہو ہر رنگ کی جسطرح بدلی
شہ روحانیان تا ہوئی دلشاد
سر انجام پرستش سب کیا جمع
بشر جسپر ملے دست تاسف
خوشی سے کرتی تھی سامان ہر جا
برنگ بلبل و طوطی نوا سنج
یہ رقص دلنواز و نغمہ تر
نہیں ہی جو بجز شاہوں کی زیبا
نوید جلوہ ہی کس رشک مہ کی
پرستش ہوتی ہی با صدق باطن
تو رحمت خلق پر کرتا ہی ہر سال
درخت و کشت سب مٹتے ہیں سر آب
تو برساتا ہی پانی ہو کی خوشحال
کہ ہو وی اندر کے قابو میں برسات
کرے موجود پل میں جو کہ معدوم
جسے کہتے ہیں چار وید کرتار
کہ لاتو راہ میں اوسکی یہ سامان
زن و فرزند و مال و دولت و گنج
رہے وہ صورت تصویر خاموش
ہوئی وہ سنکے نادانی سے حیران
نہیں کچہ اسمیں جا حاصل خبر اندر و

یہ دانائی نہیں اے شاہ دیہوش
کنہیائی جو دیکھا ای شہنشاہ
پسند آئی سبھو نکو کشن کی بات
تمامی عورتین اشراف و ارذل
برنگ لالہ و گل شاد و خندان
چنے ہر طشت مین میوہ تر و خشک
چلین مانند کبک نو بصد ناز
گلو مین نیکہ کی پائو مین خلخال
جسودا پالکی مین تھی بصد شان
کہون کیا جو ہوا انبوہ مردم
لگے بجنے دف و نی زیر و بالا
ہوا اوس کوہ پر بارہ ہی پیا
کہون کیونکر نظیر کشن اوسکی
ہوئی وہ شکل نو جسدم ہویدا
جسودہا نند دونو شاد و خرم
پڑا خلقت مین پھر تو ہر طرف غل
نہ پہونچا سانور تہا کہ کوئی پیچ
ہوا لاکہون کو مانع ضعف پیری
بڑہائے اپنے دونون دیکہہ تک ہاتھ
نچھور اونکی طشت و خوان باقی
سبھون کے دل کی بر آئی تمنا
عقیمہ تھین جو نسوان انکو زاد
شفا حاصل ہوئی بس اونکو بے رنج
دیا ہر ہیچ مین بے رنج شاہا
بولائے لشکر باران کے سردار

کہ کیہے طفل نادان کا سخن گوش
مرے کہنے سے ہین سب گوپ گمراہ
دکھائی اوسکو تھی کیا کیا کرامات
کوئی عنڈول مین اور کوئی پیدل
درخشان لعل لب سے دُر دندان
کہ تہی پروردہ جنکی نکہت مشک
منغم مثل مرغان خوش آواز
زمین پر چال سی ظاہر تہا بہونچال
پرستارین لیے پوجا کا سامان
ہزارون عورتین لڑکی ہوئی گم
جہان مین شور شہنائی و دوالا
نظیر کشن اک انسان پیدا
کہ خود ہی کشن موہن بنگئے دو
ہوئے سب مرد و عورت ایسی شیدا
گئے پہر پرستش پہلے باہم
پرستش کو چلے شادان جز و کل
چھلے بازو ہوئے رنجید از رنج
نہ پہونچے کوہ پر بے دستگیری
چلائی تھالیون پر یک بیک ہاتھ
نہ رکہا ایک کا ارمان باقی
کہ نابینا ہوئی شفقت سے بینا
ہوئین امید نور چشم سے شاد
ہوئے محتاج و مفلس صاحب گنج
ہوئی جب اندر کی موقوف پوجا
کہا غصے سے ای یاران غمخوار

شہ روحانیان کی قدر شاہا
رہ خوبی سے کی معقول تقریر
خلائق برج و گوکل کی تمامی
زر افشان پیرہن پہنے ہوئے سب
ہر اک کے دوش پر طشت طلائی
سپاری نارجیل و برگ تنبول
پری پیکر سبھی قامت خوش اندام
شہ گوکل ہوا سوار رتھہ پر
ہوئی دونون روانہ جانب کوہ
ہوا سطح میلا جب تہ کوہ
ہوئی سب برج باسی نغمہ انگیز
سبھی قد سبز عارض سنبلیں مو
مکٹ سر پر لباس زر ہے تن مین
جو دیکھا سب نے ہنگام پرستش
پرستش سانوری موہن کی کرکی
چڑھے مردم نہان ملکر جو یکبار
ہزارون و کے کچلے زیر کہسار
شہا اب سن کمال صاحب کوہ
ہر اک تھالی کی لوزو میوہ تر
کیا دل سے پذیرا سب کا سامان
جو گونگے تہے اونہین گویائی بخشی
جذامی تھی جو اک مدت سے بیمار
غرض مقصد سبہون نے اپنے پائے
ہوا شاہ ملائک کو بہت غم
سلامت سے ساکنان برج ہر سال

بہلا کیا جانے یہ نادان لڑکا
ہوئی قایل جوان و کودک و پیر
ہوئے راہی سبھی کوہ نامی
برنگ غنچہ پان سے لعل تھے لب
نہ پہونچے ماہ کی جسکو صفائی
لیے سب تھالیون مین غول در غول
دلاویز و دل آزار و دل آرام
بٹھائے گود مین پور دلاور
کیا خلقت نے زیر کوہ انبوہ
فرشتون نے کیا گردون پہ انبوہ
برنگ عندلیبان دلاویز
جسیم و مہ جبین و چار بازو
درخشان گوہر دندان دہن مین
چلے لیکر سرانجام پرستش
طواف کوہ کی نیچے اوتر کے
تلاطم پڑ گیا بالای کہسار
سرانجام پرستش سے گرانبار
کہ دیکھا خلق کا جسدم یہ انبوہ
مزے سے نوش فرمایا اوٹھا کر
کرم نے شکلین کین سب کی آسان
جو تھے بہرے اونہین شنوائی بخشی
کری جلد اونکی تن سی صورت مار
خوشی سے شام کو سب گہر کو لوٹے
بہائے چشم تر سے چشمہ یم
مری گرد تھے پوجا شاد و خوشحال

کنہیا کے کہے سے بے تامل
کرو طیار جلدی لشکر ابر
خدنگ برق چھوڑو آسمان سے
کرو بارش یہان تک لاابالی
کیا برپا حصار چرخ پر شور
فلک نے برق کی چمکائی شمشیر
لگے پڑنے جو ہر جانب سے اولے
جو تھا سرگرم برق انداز باران
تھی مہتابی مہ ان مین روشن
لیے زرین علم تھی برق انور
غرض جب برج پر آئی یہ آفت
لگی ہر دربہ گرنے برق پر برق
نہ پہونچا جب کوئی اوسکا ہی داد
چڑھا ہی اندر لیکر فوج و لشکر
غنیم آیا ہی سر پر ہمکو ڈر ہی
پرستش اندر کی ناحق مٹائی
تشفی کی کرم سے سبکی یکبار
بچائیگا تمھین تیر و تبر سے
غرض ارشاد موہن سے تمامی
گئے نزدیک گوبردھن پی داد
کرو سب زور یا زور آشکارا
کیا چارون طرف سے زور سب نے
بدست چپ سر انگشت خنصر
جو قدرت کشن نے کی اپنی برپا
کنہیا نے کہا سب مرد و زن

ہوئی طاعت سے میری منحرف کل
کہ ہی تاخیر مین مجکو نہین صبر
کرو آتش عیان آبی کمان سے
سمندر آج سب ہو جای خالی
سحاب و برق نے ہر سو کیا زور
لیا گوکل کو فوج ابر نے گھیر
کہے تو توپ کے پڑتے تھے گولے
تواتر تیر باران کا تھا سامان
سوارون کے سنگین چمک جاتے تھے تو
پھریری سرخ بادل کی تھی جسپر
ہوا برپا وہان شور قیامت
بڑھا پانی تو سب ہونے لگے غرق
سبھون نے نندجی کی جاکے فریاد
تفنگ و تیر برساتا ہی سر پر
غضب ہے تو عدو سے بے خبر ہی
بڑی آفت ہمارے سر پہ آئی
کہا خطرہ نہین ہی تمکو زنہار
امان دیگا ابھی دشمن کی شر سے
چلے نالان بسوی کوہ نامی
مچایا جاکے اوسجا شور فریاد
ذرا این بھی تمھین دونگا سہارا
نہ اوٹھا تب مچایا شور سب نے
اوٹھا کر مثل گل کہا سکتر
ہوا وہ کوہ برگ گل سے ہلکا
کرو تم آکے زیر کوہ مسکن

مناسب ہے سزای خام مکاری
نکالو تو بہا ہی عدو پر شور
کرو طوفان باران آشکارا
کیا جب اندر نے اسطرح ارشاد
بجایا رعد نے نقارۂ جنگ
کیا گردون پہ سیکھون نے گھٹا توپ
کہا جو گوشہ قوس قزح تھا
دہوان گردون ہوا تو پونگی مارے
گھٹا کے ہر طرف کالے پیادے
روان تھے لشکر باران کے آگے
ہوئے از بسکہ ہیبتناک مردم
یہ باندھا باد و باران نے وہان تار
کہ ای فرمانروای برج گوکل
زن و فرزند زخمی ہین ہمارے
کہان ہی اب وہ تیر اکشن پیارا
جو دیکھا کشن نے خلقت کو بے صبر
تمہاری جسنے کہائی ہی مٹھائی
کہ وہ چلکر وہان فریاد باہم
زن و فرزند اور گوسالہ و گاو
کہا موہن نے اوسجا خلق سے تب
جو تھے آفت زدہ وہ جی سے بیزار
کنہیا نے بدست پاک ناگاہ
جہکا ساعد ہوئی ٹیڑھی آرنج
اوٹھایا کوہ موہن نے بیکدست
نکر نا خوف تم گرنے کا زنہار

کہ بد سے بھی ہوئی ہی آدمی خوار
کرو کوشش سب اے ابر غران شہ زور
بہا و سیل یم سے برج سارا
ہوا ہر سو سے غران لشکر باد
فلک نے ابر سے کی بارش سنگ
صدای رعد سے تھی غرش توپ
روان تیر شہابی ہر طرح تھا
تھے باروت کے دانے ستارے
چڑھائے دوش پر آبی کبادے
کہ جسکے ڈر سے کوسون خصم بھاگے
مچا غوغا پڑا ہر سو تلاطم
ہوئے گرداب غم مین سب گرفتار
گرفتار غضب ہین ہم خرد و کل
پڑے ہین سیل خون مین غرق ساری
کیا برباد جسنے برج سارا
نظر کی آسمان پر شورش ابر
لڑائیگا اندر سے وہ خود لڑائی
بدل ہو مین شریک راحت و غم
دیا برج سے سب لیکے ہمراہ
اوٹھاؤ کوہ پاؤگے امان سب
کنہیا کا کہا کرتے تھے لاچار
اوٹھایا کوہ سنگین جو صورت کاہ
نہ پہونچا دست بازو کو ذرا رنج
ہوا شاہ ملک کا حوصلہ پست
سہارا انکو دیتے رہنا ہر بار

ہر اک جانب سے کرنا استواری
کرونگا سکی خاطر جانفشانی
ہوئے سب گوپ خواب خوش مین مشغول
سحاب و رعد و برق و باد ملکر
نہ تھی جنبش ادہر سے باد خزان سے
غرض اسطرح شاہا سات دن رات
کنہیا کشن منموہن بہاری
سہارا دو مجھے تم جا بجا سے
سبہون نے الغرض شور و شغب سے
اوٹھایا کوہ تونے بہجا با
ہمارے دست و بر مین ہی تہی یارا
ہمارے دست و بازو و کمر پر
اوٹھائے ہین ہم اسکو کام ناکام
ہوا خم ڈگمگایا کوہ بہاری
مچایا سب نے غل ہی ہی گرا کوہ
ہوئے دلشاد مردم تھے جو دلگیر
کسیکو تہا نہ خوف عذر غران
سپاہ ابر کے گھوڑے ہوئے لنگ
سحاب و برق و باران کا گھٹا زور
یلان فوج گردون اشک ریزان
کمال شرم سے دلمین ہوا آب
ہوا دل صاف تب جانا یہ اسرار
ادب سے کی زمین پر جبہہ سائی
فرشتونکو پلایا آب حیوان
وہی ہی تو کہ مارا جسنے راون

لگد اور چوب سے باہوشیاری
فلک سے جب تلک برسیگا پانی
گزند باد و باران سب گئے بہول
ہوئے کوہ گران پر حملہ آور
توانا وُن کو جیسے ناتوان سے
رہی کثرت سے بندرابن مین سب آب
کف نازک پہ رکھے کوہ بھاری
لگد سے چوبدستی سے عصا سے
لگائی چوب اپنی ہر طرف سے
نسمجھا دلمین کچھ انجام اسکا
اوٹھا ہین کوہ مثل سنگ پارا
کف نازک سے اب اسکو رہا کر
تو کر یک لحظہ جاکر خواب و آرام
ہوا لرزہ سبہون کے تن مین جاری
غضب سے کہا کے لنگر خم ہوا کوہ
شہنشاہ و جوان و کودک و پیر
سپر تہا کوہ بہر تیر باران
پیادے ترکتازی سے ہوئے تنگ
ہوا کم کوس رعد و چرخ کا شور
ہوئی سب آبرو کہو کر گریزان
خودی کا چشم باطن سے اٹھا خواب
کہ ہی یہ فی الحقیقت کشن اوتار
ثنا خوان یون ہوا با خوش ادائی
کیا دریا مین مدہ کیشب کو بیجان
اوٹھایا آگے اب کوہ گوبردہن

گرو خوف ہوا دہشت نے آب
غرض سب نے بزیر کوہ جاکر
یہان کچہ جاگتے تہی کچہ تہی سوتے
نکرتا تھا وہ بارش سے تزلزل
نہ باد و برق کا چلتا تہا کچہ زور
برستا تہا ادہر دن رات پانی
ز روی خندہ کہتا تہا ہر اک سی
اوٹھاؤ کوہ اے یاران غمخوار
کہا اے شمع بزم دلربائی
نہ تھمتا یہ نہوتے ہم جو موجود
کسی طاقت ہی انسان و ملک کے
ہوئی تجکو بہت تکلیف و ایذا
یہ باتین سنکے موہن مسکرایا
نہ سنبہلا کوہ ٹوٹی چوبدستی
ہوئی یارونکو حاصل شرمساری
غرض اسطرح شاہا روز اور شب
برابر سات دن یون مینہ برسا
ہوئے تیرون سے ترکش سبکے خالی
پکہالو نکا ہوا سب صرف پانی
جو دیکہا اندر نے یہ صدمہ باہی
بجھی کاہون دلمین آتش شک
ہزارون آنکہہ سے ہو کر مشتاق
کہ تونے کوہ مندراچل اوٹھایا
سدا شیو کے لیے شیرین کیا سم
نہین پایا ہی کوئی کچہ ترا بہید

رہو آرام سے سب اہل خواب
جداگانہ بنائے خانہ و در
روان تھے چرخ سے پانی کے سوتے
تنک سے جسطرح اہل تحمل
نہ بادل کا اثر کرتا تہا کچہ شور
ادہر ہر دم تہا شور شادمانی
کہ تم غافل ہوئے میری کمک سے
گرانی سے کرو مجکو سبکسار
ابہی تیری ہی نازک تر کلائی
کہ پلکر پل مین ہوتے سب نابود
اوٹھائے کوہ افزونتر فلک سے
سراپا درد کرتے ہونگے اعضا
ثنا کی کوہ نیچے کو جھکایا
ہوا نازل یکایک سو ہی ہستی
ہنسے موہن سنبہالا کوہ بھاری
ہم دلشاد و خندان خلق تہے سب
حصار کوہ گوبردہن نہ ٹوٹا
ہوے سب صرف گوالے لاابالی
ہوئی میگہونکی ضایع جانفشانی
لڑائی چھوڑکے بھاگے سپاہی
ہوا روشن دل شاہ ملائک
وہان آیا حضور شاہ خالق
رساتل سے زمین کو تو ہی لایا
تو ہی نکلا ستون سے بنکے ضیغم
زمین و آسمان و ماہ و خورشید

کرم سے عفو کر تقصیر میری
کہ بہیجا مین نے تجہسے کی دلیری

غرض جب انند یون التجا کی
سری موہن نے تب عفو خطا کی

دیا خلعت کیا خوش ہو کے رخصت
گہرون میں اپنے برج آے سلامت

سراسیمہ ہوا سیکہون کا انبوہ
کہنیا نے زمین پر رکہدیا کوہ

مکان میں اپنے آیا خرم و شاد
ہوئی سب خلق بند ابن میں آباد

ادھیای بست و ہشتم

جانا نند کا واسطے نہانے کے جمنا مین اور لیجانا ملازمان برن موکل دریا کا نند کو پاتال میں اور چھوڑ لانا وہان سے کنہیا کا

کہا سکھدیو نے ای نیک خسرو
سناؤن تجکو اب افسانہ نو

اگر دل ہو جسکے سننے سی ترا شاد
کہا شہ نے کہ کہیے جلد ارشاد

کہا شاہ ملک جب آسمان سے
ملا تہا آکے شاہ وہ جہان سے

مہ کاتک کی اکادشی دل افروز
اوجالے پاکہ کی دہمی تہی اس روز

سحر اکادسی تہی سبکو مرغوب
کہ جسکا برت ہی ہر برت سے خوب

برای غسل اوس دن صبح کو نند
گئے سوی جمن دلشاد و خرسند

برن تہی حاکم دریا جو مشہور
ملازم اوسکے ہر جو پر ہیں مامور

لب نہر جمن وہ حسب معمول
بکار غسل تہے اوس وقت مشغول

اونھون نے نند کو دریا مین پکڑا
کیا پابند موج آب دریا

گلے مین کر کے محکم طوق گرداب
گئے لیکر حضور حاکم آب

برن نے کچہ نہ پوچہا جرم و تقصیر
تہ دریا کیا پابند زنجیر

سنا جب نند دریای جمن سے
مکان پاک میں اپنے پہونچے

کمال انتظاری سے جسودھا
ہوئی بیتاب بے صبر و شکیبا

پڑا غل درمیان خویش و فرزند
کہ دریا سے کہین غایب ہوے نند

نہنگ آسا نے رکہا شکم مین
پہنسے گرداب یا طوفان غم مین

نہیں کہلتا ہی انکا حال افسوس
خبر لاتا نہیں ہی کوئی جاسوس

یہ سنکر گوپ دوڑے عام اور خاص
میان آب گہ دوڑے تہے غواص

ہزارون کوس ماہی جال ڈالے
جسودہا رہ نہیں کرتی تہین نالے

بہت کی جستجو مین جانفشانی
نپائی نند کی لیکن نشانی

تہکے تیراک ہارے غوطہ زن سب
پہرے مایوس گہر کو مرد و زن سب

کنہیا نے سنا یہ وحشت میں حال
تو سمجہا ان نے کی ہی یہ چال

شناور مثل غواص برد ست
کنارے سے میان آب کی جب

برن کے گہر میں پہونچے شتابی
کہ جیسے مہ میان برج آبی

جہان تک خویش و یاران برن تہے
تہ دریا خوشی سے ہم سخن تہے

جو کالی ناتھہ کو دیکہا در سب
یہ ہیبت چہا گئی گویا مرد ب

برن نے کار پردازون سے جسدم
خبر پائی کہ آیا صاحب یم

ہوا دہشت سے پتا اوسکا پانی
تو کی آغاز اوسنے مدح خوانی

کہا کی بخت نے میرے ترقی
کہ دیکہی آج وہی انور کی تجلی

بجا ہی کر شکر مہربانی
کرون قدمون پہ میرے جانفشانی

تجہے زیبندہ ہی صاحبکلاہی
ترے خادم ہیں ماہ و مہر ماہی

نہی خادم مرے جنکی بدولت
ہوا حاصل مجھے فخر و سعادت

ستایش کی برن نے اسطرح جب
خطائیں سب انوری دیں عفو کین سب

برن کو کر کے شفقت سے رضامند
پدر کو گہر میں لائے شاد و خرسند

جسودہا خوش ہوئی بلدیو دلشاد
ہوے سب گوپ جی غم سے آزاد

برن کا جب کہا یہ نند نے حال
تعجب میں ہوئے سب گوپ اور گوال

کہا بیشک یہ معبود جہان ہی
و لیے ہمکو نہیں اب تک نشان ہی

دکہائے سبکو جنت تب نشان ہو
دل پر وہم سے باہر گمان ہو

کنہیا نے وہان بے رنج و محنت
دکہائی سبکو سیر باغ جنت

ہوئی شب سب ہی ہی گوپ خاموش
رہا گلگشت جنت کا نہ کچہ ہوش

پڑا پہر آنکہ پر جلباب غفلت
پہنسے دنیا میں ہو کے سیر جنت

نہ وہ جنت وہ گلشن نہ وہ باغ
رہا حیرت کا دل مین مشتعل داغ

ادھیائی مشتمل بست و ہشتم

بیچ بیان چیر ہرن لیلا کے

زنان برج اکدن اہی شہنشاہ
نہانے آئین جمنا مین سحرگاہ

کرون کیا شرح انکی خوبروئی
ہویدا تن سے سر تا پا نکوئی

لب جو رکھکے سب پیراہن زر
گئین عریان بدن پانی کے اندر

درخشان آب سی یون سبکے تن تھے
مہ و خورشید گویا موج زن تھے

کنھیا سیام سندر غیرت گل
سراپا عشوہ و ناز و تجمل

کہون کیا لعل لب کی آب اور تاب
نہ لائے تاب جسکی مہر و مہتاب

رخ پر نور پر خال سیہ فام
شفق مین جسطرح ہو کوکب شام

وہ گیسو غیرت مشک تتاری
نہو پھندے سی جسکے رستگاری

بدن مین وہ قبای اطلس زرد
کہ آگے جسکے اطلس چرخ کی گرد

لبون سے متصل مزمار خوشرنگ
صدا سے جسکی پانی ہو دل سنگ

جو دیکھا گوپیون کا یہ تماشا
عجائب سیر کی موہن نے اوسجا

میان برگہای شجرہ سخت
کیے پنہان وہ زرین جامہ و رخت

وہ نکلین سب جو دریا سے نہا کر
نہ دیکھے اپنے اوسجا کسوت زر

جو تھین عریان بدن وہ صورت گل
ہوئین پھر مائل دریا جز و کل

لگین کہنے بہم سب ہو کے مایوس
کہ آیا آبرو مین فرق افسوس

برہنہ جائینگی کسطرح ہم گھر
مٹا صد حیف ننگ و نام شوہر

اونھون سے اک پری پیکر کی پڑی آنکھ
پیارے کشن موہن سے لڑی آنکھ

کیا اوس نازنین نے دیکھکر شور
کہ پنہان ہی فراز نخل پر چور

تجھے ہم نیک سیرت جانتی تھین
سزاوار خلافت جانتی تھین

پسر تو شاہ کا ہو کر بنا چور
ہوا تو مال دزدی کھا کے شہ زور

سنینگے گر ہماری خویش و خاوند
سمجھینگے شہ گوکل کا فرزند

اسمین خیر ہی ہای شوخ و بیباک
حوالہ کر ہماری جلد پوشاک

تمہاری ہی سراسر اسمین تقصیر
کرو تقصیر مت بیجا نہ تقریر

بدن مین سبکے پوشاکین زرافشان
کمر تک موی زلف عنبر افشان

سنو تھین کم صباحت مین زیادہ
لبو تھین رنگ اور رخسار سادہ

لگین آپسمین ہنسنے ہنسکر نہانے
ادائین سب لگین اپنے دکھانے

سبھون کے موے زلف عنبرین تار
روان پانی پہ گویا بچہ مار

قیامت قامت و رفتار آفت
نگاہ ناز آشوب قیامت

گل لالہ سے رنگ رخ دوبالا
سواد خال سوز داغ لالا

سواد خال رخ پر مجکو شک ہی
کہ آئینے مین عکس مردمک ہی

پر طاؤس زرین بال سر پر
کہ شرمندہ ہو جس سے افسر زر

گلے مین مشکبو پھولون کا مالا
کہ رنگ حسن ہو جس سے دوبالا

خیال سیر دریا دل مین لایا
لب جو دشت بندرابن مین آیا

سبھون کی لیکے پوشاک معنبر
ہوا پنہان سر نخل قدم پر

جو تھا راز نہان سے دزد محرم
نہ چھوڑی طیلسان کوئی نہ محرم

نہ دیکھی پیرہن کی جب نشانی
خجالت سے ہوئین سب پانی پانی

نگاہ شرم سے ہر سو نظر کی
نہ دیکھی شکل دزد پیرہن کی

کہینگے کیا ہمارے شوہر و خویش
کرینگے مکر سے کیا حیلہ ہم پیش

بچشم تر یہ کہتی تھین بصد آہ
کہ دریا سے بسوی نخل ناگاہ

نظر آئے میان برگ درخت
ہوئین سب مبتلای آفت سخت

کہا سب نے کہ ای غارتگر ہوش
ہوا تو کرکے چوری خوب روپوش

تجھے کہتے تھے سب پور شہنشاہ
نہ تھے تیری سیہ قلبی سے آگاہ

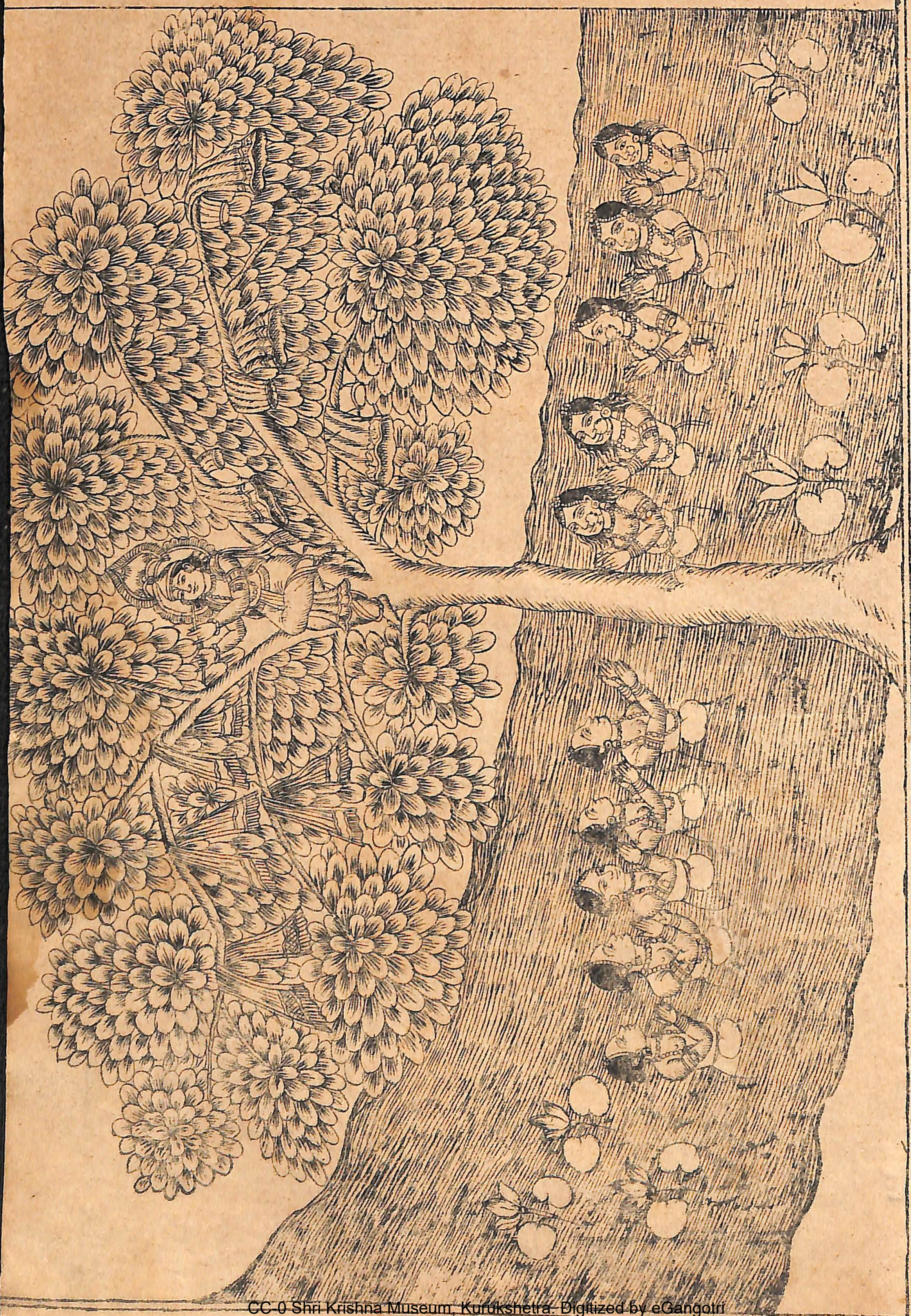
ہماری آبرو سب تونے کھوئی
نہین کرتا ہی ایسا کام کوئی

مقرر آج دینگے تجکو تعذیر
کہ کی ہی نامناسب تونے تقصیر

کہا موہن نے با ناز و تبسم
کہ غافل رحمت سے کیون ہو گئین تم

برہنہ آئیو سب ای نکوبخت
جو آؤ میرے آگے دون تمھین رخت

شبیہ بیان چیر ہرن لیلا کی



کہا ہی یہی یہ کہتا گیا ہی موہن
حضور مرد عریان کیونکہ ہو زن

کہ ہم گوکل مین عالی خاندان ہین
شرف مین تجھسے اشرف ہین گوالان

نہین جیسے یہ خوشطبعی ہی زیبا
ظرافت ہی تنک ظرفونکا شیوا

پدر نے بھیجے ہمیشہ جسکا جعفرات
کرے وہ ضحک و خندہ جیسے ہیہات

ہمین ہوتی ہی حق دیر موہن
نہو تو مثل خار راہ رہزن

کہا موہن نے بیجا ہی یہ تقریر
نہین ہی کچھ مقام شرم و تشویر

برہنہ آو میرے روبرو سب
تمہارے حق مین گرچہ یہی ادب

ردا و مقنعہ و محرم پہنکر
شتابی جاو گھر کو شادمان تر

غرض موہن نے جب دم کی یہ تکرار
ہوئین بے پردہ راضی جار ناچار

لباس شرم مثل گل کیا چاک
نکل آئین میان جیسے بیباک

برنگ ماہ عریان سینہ و تن
ہوئین حاضر حضور کشن موہن

برہنہ آئین سب بے لوث پوشاک
برنگ روح چھوڑے جسم ناپاک

ہوئین جب گوپیان آکر فسون
کہے اشعار مین نے یہ مکلف

کہ ہر مستور سے گوکل مین شاہا
ہوئین عز و شرف مین وہ دوبالا

کنہیا اونکے آنے سے ہوا شاد
کیے ملبوس زرین سبکے امداد

ہوئین رخصت پہنکر پیرہن سب
گئین سوی شبستان غنچہ زن سب

اوتر کر نخل سے دلشاد موہن
ہوا رونق فزای مسند زرین

فسانہ سنکے یہ شاہ نکوکار
ہوا گرداب حیرت مین گرفتار

کہا سکھدیو جی سے ای نکو ذات
خلاف بید کی موہن نے یہ بات

کہ تھے سب کشن نور ذات یکتا
زبان سے ہی تھین کیسے بید پیدا

جو تھے دنیا مین ارباب ضلالت
براہ نیک کی اونکو ہدایت

خلاف شاستر کرتا تھا جو کام
اوسے تعذیر کا ہوتا تھا احکام

زنان غیر او سنے بے محابا
برہنہ دیکھ لین ای پیر دانا

شنہ ذیشان سے تب بولا برہمن
کرون ای نہان یہ تجبہ روشن

لکھا ہی بید مین ای شاہ گیہان
نہائے زن اگر دریا مین عریان

تو بیشک وہ گرفتار الم ہو
قیامت مین اسیر درد و غم ہو

جو عریان غیر کے آگے نہ آئے
رہائی دام عصیان سے نہ پائے

گرفتار عذاب اونکو جو پایا
نگاہ پاک سے موہن نے دیکھا

کیا اونکو عذاب حشر سے پاک
چھپایا سبکا پردہ دیکے پوشاک

ہوا یہ سنکے شادان شاہ بیرید
گلون سے پر کیا دامان سکھدیو

ادھیای بست و نہم

مشتمل بر پنج ادھیای متضمن رہس لیلا ادھیای اول

برہمن ذی شعور و صاحب گنج
ہوا میزان کب سے یون گہر سنج

کہ جب وہ سانورا فرخندہ بنیاد
ہوا بڑھکر جوان مانند شمشاد

کہون کیا مین فن وضع روی روشن
مہ کامل ہو جیسے جلوہ افگن

خذر جس سے کرے افعی وہ گیسو
امان مانگے کمان جس سے وہ ابرو

ادا بانکی مژہ سیدھی نگہ شوخ
نہ دیکھی جسکی جانب مہر و مہ شوخ

وہ چشم شوخ صیاد زمانہ
کرے مژگان سہی آہو کو نشانہ

دہان لعل مین درہای دندان
شفق مین جسطرح کوکب درخشان

نمود سبزہ و کم کم رخ کے اوپر
لبون پر کچھ کچایا سبزۂ تر

لب شیرین پہ خال مشک پرور
نمکس چھٹی ہو جیسے انگبین پر

عذار سیمگون پر چاہیے تل
ملے کافور مین کہتے ہین فلفل

قد و قامت شبیہ سرو نوخیز
تکلم صورت طوطی شکر ریز

جو دیکھا حسن وہی عالم آرا
ہوئین سب گوپیان محو نظارا

ہوئین پروانہ سب او شمع رو پر
لگن مین اگی اشک آئے باہر

ہوئین شیدای نظارہ جزو و کل
فدا ہون وہی گل پر جیسے بلبل

کوئی وابستۂ زلف سیہ تھی
کوئی مجروح شمشیر نگہ تھی

رخ گلرنگ پر تھی کوئی مفتون
برنگ جام می با چشم پر خون

کوئی اودس سرو قد پر اونرہ شوق گلے مین مثل قمری کستی تھی طوق
کوئی شیدا لب شکر شکن پر کوئی دیوانہ تھی سیب ذقن پر
غرض جب یون تمان ہیج ہو گو گل جمال کشن پر مائل ہوئین گل
ہوا آپس مین سبط مہر و الفت تذرو مومہ مین ہو جیسے محبت
ہوئی مرمن جو دلمین الفت پاک ہوا پیراہن شرم و حیا چاک
ہوا ہنگامہ مہر و وفا گرم ادہا ٹہونون طرف سے پردہ شرم
خصوصا رادہکا محبوبہ خاص در شہوار کان مہر و اخلاص
سری موہن پہ تہی سو و لسے شیدا نشان مہر تھا جو ہوئے پیدا
یہ الفت تھی میان جان و جانان کہ تھے یکدل و تن دو قالب اک جان
بہم ہو ئیہ تھا باطن مین اسطرح دل و جان مین نہو کچہ فرق جسطرح
یہ تھا جو پسے اونکے آشکارا کہے تو ایک صورت تھی دو بارا
ہوئی یون کشن کو رادہا جو منظور ہوئے دنیا مین رادہا کشن مشہور
محبت کا گرامی ہی وہ پایا کہ رادہا نی شرف موہن پہ پایا
نہین کچہ شیدہ معنی اسکی ہین عام کہ رادہا پہلے پیچہے کشن کا نام
بلے دونون ہین یون باطن مین باہم کہ جیسے لفظ سے معنی ہو توام
غرض جب یون ہوئی باہم محبت شہا سن گو ہونگی اب حکایت

اودھیائے سی ام متعلقہ بست و نہم

دوسرا ادہیای منجملہ پنج ادہیای رہس لیلا کے

شب مہتاب تھی جب اے شہنشاہ کیا آراستہ سید انجمن خرگاہ
منور کی فلک نے ماہتابی ہو ہو روشن چراغان شہابی
جوانان چمن نے بادہ نوشی مرتب کی چمن مین محفل مے
چمن مین سبزہ تر سے اراپا بچھایا فرش مخمل کا مصفا
ہوا اسخت چمن پر خسرو گل خوشی سے جلوہ گر یا صد تجمل
لگی ہر غنچے کی منہ سے گلابی ہوا ہر گل کا چہرہ آفتابی
رخ لالہ ہوا شبنم سے یون تر عرق ہو جسطرح مہوش کے منہ پر
چمن مین مثل رندان شرابی ہوئی حاصل گلونکو بیحجابی
میان ہر چمن بدست لالہ ہتیلی پر لیے رنگین پیالہ
خوشی سے ہر گھڑی تھا جرعہ آشام پیا پی ناپیا تھا جام پر جام
جو دیکھا باغ مین لالے کا یہ ہنگام کہا گل نے نہایت ہو کے دل تنگ
نکر تو آج کچہ حیلہ حوالا جو جام بادہ لایا ہی تو لالا
ہوا ای مشکبو سے ہر گل خشک ہو مشکین برنگ نافہ مشک
شب مہتاب مین گلہای گلشن کہون کیا صورت اختر تہی روشن
شعاع نور سے ہر برگ صحرا چمکتے تھے برنگ شعلہ ہر جا
کہین سنبل نے کہولا اپنا گیسو بچھایا دام تار عنبرین مو
کسی جا درخت نے ہو کی ترنم چمن مین صحبت مے گل سی کی گرم
سمن سے سرو نے کی آشنائی تہی سی آنکہ نرگس نے لڑائی
کہین صد برگ نی باشادمانی سبدل کی قبای زعفرانی
کہین شبو لیے اپنی صراحی گلونکو دیتی تھی جام صباحی
سمان تھا دو و غنا کا مین کہون کیا عجب شور ترنم ہر جگہ تھا
جو تھے مرغان گلشن تھے گویا فراز شاخ گلبن پر دو رویا
کہین بلبل با آہنگ [illegible] بروی شاخ گل تہی نغمہ انگیز
کہین طوطی تہی با صد عشوہ و ناز لب شکر شکن سے نغمہ پرواز
کہین قمری بروی سرو [illegible] سنج برنگ نغمہ پردازان نوا سنج
حریم باغ مین بے رنج [illegible] ہزارون ناچتے تھے کبک و طاوس
مغنی طائران نغمہ آہنگ لب شیرین سی تھے ہر جا [illegible]
عجب نغمہ وہان ہر تار کا تھا کہ بلبل محو موسیقار کا تھا
جو دیکھا چاندنی کا یہ تماشا ہو مشتاق موہن سیر گل کا
سر طاوس شکل افسر زر کیا جاہ و حشم سے زینت سر

تن نازک پہ پہنا جامۂ زرد
مکان سے اپنے بارخسار تابان
گیا جب باغ مین وہ سرو گلگشت
نظر آئے جو وہ گیسوی خمدار
غرض گلگشت گلشن سے کنہیا
نی رنگین کی سنکر دلبر تابان
ہوئی اوسدم اونھین بیقراری
کہون کیا حال اونکی بیکلی کا
تغیر ہو گیا اونکی قبا مین
بسوی دشت بیتابانہ دوڑی
جو تھی کوئی اسیر ننگ و ناموس
غرض جب آئین وہ پریان غیرت شمع
تماشا دیکھکر یہ گوپیون کا
جمال و حسن مین تھین وہ جو یکتا
سبھونکی زلفہای عنبرین فام
مسی مالیدہ وہ لبہای گلرنگ
کہون کیا گوپیونمین جان ہو تن
دیا بوسہ کسیکے لعل لب پر
ہوئے ہنسکر کسی گلرو سے ہمدوش
کسیکی نازکی پر ہوکے مائل
اونھونکی دیکھکر یہ دلربائی
سجاتا تھا چمن مین بانسری سیام
جہان تک دشت مین ٹوٹی پڑی تھی
ہزارون گوپیان سی کشش تنہا

کہ جائے جب سے چشم زار کا درد
چلا مثل صبا سوی بیابان
عروسان گلستان نے کیا عشق
بنفشے کو ہوا فالج کا آزار
ہوا دلشاد جب ان عسکہ شاہا
لگائے لالہ و گل نے ادھر کان
کہ چھوڑا سب نے کارخانہ داری
وہ جانے جسنے دیکھا یہ تماشا
کہ پہنا پاکا سر مین سر کا پائین
برنگ عاشق دیوانہ دوڑی
رہی بے اختیاری سے وہ مایوس
ہوئین صحرای رشک خلد مین جمع
بہت شادان ہوا دلمین کنہیا
ہوئے سیمین بران باغ شیدا
برای صید دل تھین صورت دام
چمن مین دیکھکر سوسن ہوا دنگ
ستارونمین ہو جیسے ماہ روشن
کیا غنچے کو رنگ رشک مین تنگ
سمن سے سرو ہو جیسے ہم آغوش
کیے ہاتھ اوسکی گردنمین حمائل
چمن مین آنکھ نرگس نے چھپائی
طرب سے گل تھے خندان ہو رجام
لگائے کان سننے کو اڑی تھی

لبونپر رکھکے فرماز خوش آواز
پڑا جو پرتو رخسار زیبا
جو دیکھا حسن موہن کا تجمل
جو نرگس نے وہ دیکھا روی زیبا
سجائی وہ لب شیرین سے مزمار
گیا جو گوپیون نے نغمہ وہ گوش
ہوئین گھر سے وان سے بیابان
کوئی دوڑی جو گھر سے اپنے بیتاب
بہنکر بیخودی سے کوئی فی الحال
سٹھاکر کوئی گریان طفل نادان
ولیکن عشق نی کھینچا جو دامان
کہون کیا مین جو کیفیت تھی اوسدم
سبھون کے ساتھ باصد خندہ و ناز
جو تھین وہ لالہ رو غنچہ دہن سب
ہر اک بادام چشم و نار پستان
ہر اک گلگون قبا گل پیرہن تھی
جو دیکھا سیام نی جلوہ یہ بن تن
کسیکا گیسوی مشکین بصد شوق
کسی مہوش کے دیکر ہاتھ مین ہاتھ
غرض اسطرح جب گلشن مین بے شرم
گلون نے یہ جو دیکھی بیحجابی
نہالان چمن سب جھومتے تھے
کرون کیا مین بیان کیفیت دشت

بصد شان و شکوہ و عشوہ و ناز
ہوا عالم دو بالا چاندنی کا
ہوئے شرمندہ گلشن مین لالہ و گل
ہوئی سو آنکھ سے محو تماشا
ہوئے سب مست وحش و طیر یکبار
کیا ہر اک نی خواب و خور فراموش
نہ خوف شوہری نی شرم عزیزان
و فور شوق سی مانند سیماب
حمائل بانہونمین کانونمین خلخال
مکان سے اپنے دوڑی سوی میدان
رہا حالت یہان پہنچی وہان جان
پرستان کا نظر آتا تھا عالم
ہوا با نغمۂ مزمار دمساز
ہوئے مفتون جوانان چمن سب
ہر اک کا پر شکر سیب زنخدان
برنگ گل شکر شیرین دہن تھی
ہوا عشرت طلب گنج چمن مین
کیا ہالہ گلے مین صورت طوق
بزیر شجرہ تر لیگئے ساتھ
کنار و بوس کی صحبت ہوئی گرم
لگائی اپنے موہنہ پر آفتابی
ادب سے پائی مو مین جو ستی تھے
کہ تھے گرد بیان مشتاق گلگشت
ولیکن مقصد دل سکو بخشا

ادھیای سی و یکم متعلقہ اسکنت دہم

تیسرا ادھیای منجملہ پنج ادھیائے رہس لیلا کے

ازل سے گرم ہی ہنگامہ عشق — سر ہر نامہ ہی سرنامہ عشق
جہان مین عشق کا ہی گرم بازار — متاع عشق کے ہین سب خریدار

ہو راہ عشق مین مٹ کے فدا ہی — مہیا اوسکو دیدار خدا ہی
دلائی ہی جسنے لذت عشق — وہ ہی دانا ہی قدر نعمت عشق

ملا ہی فاختہ کو عشق کا ذوق — کہ ڈالے ہی گلے مین حلقہ طوق
شراب عشق سے ہی مست بلبل — کہ عشق گل مین کرتی ہی سدا غل

دل پروانہ ہی جو عشق سے جمع — سمجھتا ہی گل تر شعلۂ شمع
خوشا وہ دل جو ہی منزلگہ عشق — خوشا وہ سر جو ہی گوی عشق

اوٹھایا گوپیون نے عشق کا حظ — مجازی مین حقیقی کا ملاحظ
جو کامل عشق مین تھین بیشتر وہ — ہوئین سب عاشقونمین نامور وہ

حیا و شرم و صبر و طاقت و ہوش — گیا سب عشق موہن مین فراموش
کوئی سودے سے تھی آشفتہ احوال — کسیکو گیسو پیچان تھی خلخال

لب شکر شکن پر کوئی ہر دم — مگس کیطرح ملتی تھی کف غم
کوئی تھی کشتۂ ابروی خمدار — کوئی تھی عشق کا کاکل مین گرفتار

صدای نی پہ پروانہ تھی کوئی — شعاع رخ پہ پروانہ تھی کوئی
غرض اسطرح سندران نکو کار — شراب عشق موہن مین تھین سرشار

کنھیا سانورا محبوب عالم — عزیز خاطر ہر جن و آدم
نگاہ ناز سے با خوش ادائی — وہان کرتا تھا سبکی دلربائی

برنگ شاہدان غمزہ انگیز — صدا ہی نی سے تھا ہر دم دلاویز
عجائب نازنین و طرفہ محبوب — زمانہ طالب و تھا وہ مطلوب

کرشمہ دلربا و عشوہ دلبر — تکلم دلنواز و روح پرور
نگہ جراح و مرہم نہ اشارہ — ادا آرام جان قاتل نظارہ

زبان برج بادلہائی مضطر — فدا تھین اوسکے ناز دلبری پر
نہ تھا صبر و شکیبائی کا یارا — جدائی کی کشش کی تھی ناگوارا

بلے ہی عشق بازی آفت جان — کہ آخر مشکل و اول ہی آسان
دیا لاکھون نے راہ عشق مین سر — ہوا لیکن نہ کار عاشقی سر

حقیقی ہو محبت یا مجازی — بہت مشکل ہی کار عشقبازی
بہار زندگی ہی وصل جانان — جدائی عشق مین ہی آفت جان

اوٹھانا کوہ کا ہی سہل ای دل — ہی بار ہجر لیکن سخت مشکل
سزای عشق ہر انسان نہین ہی — زبان برج کو صد آفرین ہی

ادھیای سی و دوم متعلقہ بست و نہم

چوتھا ادھیای منجملۂ پنج ادھیای رہس لیلا کے
بیچ بیان چھپنی سی کرشن کے گوپیون سے اور ڈھونڈھنا گوپیونکا

چمن مین بزم عشرت جب ہوئی گرم — گلون نے منہ پہ کھینچا دامن شرم
کیا ناز و ادا سے طرفہ آہنگ — ہوئی آغاز حسن و عشق مین جنگ

فریب حسن غالب عشق پر ہی — ادا حسن سے ٹکڑے جگر ہی
کیا ہی حسن کا جسنے نظارہ — جگر ہی غمسے اوسکا پارہ پارہ

ازل سے حسن مین ہے کج ادائی — کہ ہی طینت مین اونکی بیوفائی
وفا اسکی نہین ہے آب گل مین — نہین ہی مہر ہرگز اسکے دل مین

قتیل ابروی جانان ہین عاشق — اسیر زلف محبوبان ہین عاشق
نہین عاشق کو بدروی آرام — شکیبائی قرار و صبر و آرام

حسینونکا ازل سے ہی یہ انداز — ہمیشہ عاشقون سے کرتی ہین ناز
مری گھنشیام محبوب دو عالم — بروی دلفریب زلف پرخم

خرامان ناز سے صحن چمن مین — برنگ غنچہ رنگ اپنے ہین من مین
زبان برج پہ خون ہو رہی تیغ — جگر پر عشق کی کہائی ہوی تیغ

تمامی گرد موہن حلقہ کیے — [illegible] بیٹھی ہین جیسے ستارے
[illegible] — کہ تیغ عشق سے تھا دل دو پارہ

کوئی خال رخ تابان پہ مفتون
خدنگ عشق سے دل پارہ پارہ
نظر آتا تھا یون ابروی انور
خدنگ غمزہ و تیر ادا سے
سجاتا تھا عجب انداز سے وے
کھڑے تھے نخل مو مغنیہ بیہوش
سمان تھا بانسریکا یہ یہان پر
تمنای ہم آغوشی مین بیہوش
زر و ہی نار معشوقانہ مو مین
ہوا خود غائب و خاموش کی نی
وہین بیتاب یون ہوے سیام سندر
غم ہجران ہوا اونکو وہ دشوار
بلے ایسا ہی عشق کو بیان تھا
چمن مین ڈھونڈھتی پھرتی تھین ہر جا
کبھی کہتین نہین ہی ایک سرو
قد و قامت مین ہی تیرے برابر
سراپا باغ تجھسے مشکبو ہے
ترے مانند رنگین رخ ہی اوسکا
کوئی کہتی تھی نرگس سے بصد شوق
چمن کا سب تو جلسا دیکھتی ہی
نہین معلوم وہ صنم کہان ہے
کوئی کہتی تھی سنبل سے بصد غم
جو دیکھا ہو بتا دے بے خطر تو
ترا سا زرد پیراہن سراپا
عنادل سے کوئی کہتی تھی کہ

کوئی لعل لب خندان پہ مفتون
سراپا کشتۂ تیغ نظارہ
قمر ہو جسطرح ہالے کے اندر
نگاہ شوخ و چشم دلربا سے
کہ تھا سرو سمن بر عالم میں
ہر اک برگ شجر تھا صورت گوش
کہ زہرہ ناچتی تھی آسمان پر
کھڑی تھین صورت شمشاد خاموش
ہوا پنہان میان کنج گلشن
نہان شیشے مین جیسے قلقل می
کہ ماہی جیسے ہو دے آب مضطر
کہ تن جان حزین کو ہو گیا بار
کہ وہ قالب تھین وہ روح ان تھا
روان وہ یا صفت آنکھوں سے آنسو
نہین کوئی ہی تجسا راست ونکو
نزاکت مین وہ ہی تجسے فزون تر
تو ہر گل سے چمن مین سرخرو ہی
عنادل با نسیری اوسکی ہی گویا
بصارت مین تجھے ہر گل سے ہی فوق
گل و بلبل کا چرچا دیکھتی ہی
چمن مین یا کہ صحرا مین نہان ہی
کہ ہی تیری سی الف سیام پر خم
پریشانی پہ میری کر نظر تو
مرے محبوب کے تن پر ہی زیبا
کہ ای ہمدرد مشتاقان مضطر

صنم کی آنکھ سے تکتین لگی تھین
کنہیا سیام سندر غیرت گل
عجب تھا نغمۂ نی شور افگن
جگر ہر ایک کا کرتا تھا بسمل
عجائب نغمۂ نی دلربا تھا
وہ عالم تھا صدای نی کا بہمن
ہر اک گوپی تھی محو چشم موہن
خیال خانہ و نی خوف شوہر
چھپا گلشن مین یون وہ فخر گل
زبان ہیچ عشاق کنہیا
کہون کیا اونکا حال اشکباری
ہوا وہ رنج ہجر کشن سے حال
ہوئین آنکھین سبھونکی غمسے خونبار
کوئی کہتی تھی ای سرو سرافراز
زر دی راستی کر مجھے اعلام
کوئی کہتی تھی گل سے با غم و درد
مرا محبوب گم ہی اس چمن مین
کہین دیکھا ہو گر وہ عالم آرا
نہین ہی خواب یکدم تجکو زنہار
مرا موہن جو ہی سرمایۂ ناز
کہین دیکھا ہو گر اوس گلبدن کو
وہ گیسو مثل نافہ مشکبو ہی
کوئی صد برگ سے با حالت زار
بتا دے گر مجھے احسان ہی ترا
گلوں کے عشق مین گشتہ ہی تو

برنگ نرگس شہلا کھڑی تھین
میان حلقۂ نسوان گوکل
برنگ مار تھی خود رفتہ ہر زن
ہدف کرتا تھا سبکے سینہ و دل
کہ ہر شمشاد مثل بت کھڑا تھا
نوای بلبلان جیسے چمن مین
خدا ہو جسطرح نرگس پہ سوسن
سراپا غرق آب دیدۂ تر
کہ گل مین بو ہو جیسے برگ مین رنگ
جو تھین از بسکہ مشتاق کنہیا
کہ جوی خون تھی ہر مژگان اشکبار
گذرنا ایک پل کا اونکو تھا سال
برنگ غنچہای لالہ و نار
سبھون سے راستی مین تو ہی ممتاز
کہین دیکھا ہی وہ سرو دلارام
کہ بلبل آہ کرتی تجپہ ہی سر در
کہ جان جسکے لیے بیکل ہی تن مین
لب ہر برگ سے کر آشکارا
چمن مین رات دن رہتی ہی پیدا
ترے مانند آنکھ اوسکی ہی طناز
بتا دے ورسے خستہ تن کو
شباہت تیری اوسکی ہو بہو ہی
میان باغ یہ کرتی تھی گفتار
کہ تجبا ہی جگر صد پارہ میرا
ہمارے گل کی پائی ہی کہین بو

کہ اوسکے ہجر مین دل ہی مین خون
تعشق مین کوئی قمری سے دگیر
تھے قربان ہو ہمین دل اور جانسے
ترے مانند وہ ماہ دل افروز
ہوا گم ناگہان اس انجمن سے
غرض سب آگئے یان بعد از باغ
گل و بلبل کہین دیکھے جو ہمدوش
جگر صد لخت دل صد پارہ غم سے
کوئی نرگس صفت تھی غمزدہ حیران
جدائی مین ہی بیتاب سب ہین
نہین سکتی ہین سہے کچھ جدائی
یہ کہکر شاخہای گل سے ناگاہ
تجلی رخ روشن سے یکبار
نظر آیا جو وہ گلرو چمن مین
کیا دیدار سے آنکھونکو پر نور

سراپا چشم تر ہی مثل جیحون
ز روی درد کرتی تھی یہ تقریر
ملا محکو مرے سرو روان سے
چمن مین ناچتا تھا شب کو ہر روز
خزان مین جسطرح بلبل چمن سے
تفحص کرتی تھین سینہ تھا پر داغ
ہوئین غمسی بہت بیتاب و بیہوش
گریبان چاک سرتا پا الم سے
عنادل کیطرح تھی کوئی نالان
تب پر سوز غمسے جان بلب ہین
بدل ہی مجھے اونکو آشنائی
ہوا پیدا اگر جیسے ابر سے ماہ
ہوا صد مطلع خورشید گلزار
تو گویا آئی جان رفتہ تن مین
غم دوری کیا نزدیک سے دور

تجھے لعل لب گل کی قسم ہی
کہ ای شیدای عشق سرفراز
کوئی طاؤس سے کرتی تھی گفتار
سجاتا تھا لب شیرین سے مزمار
جو دیکھا ہو کہین اونکو نازنین کو
بزیر ہر نہال و ساحل آب
نظر سرو سہی آئے جو باہم
پریشان رخ پہ موی عنبر آمود
غرض موہن نے جب یہ حال دیکھا
خدنگ عشق سے میرے ہین بسمل
شتابی انسے ملنا لازم ہے
دکھایا گوپیون کو روی روشن
جو دیکھا گوپیون نے روی انور
تنون مین غمزدون کے تاب آئی
مقام نغمہ عشرت ہوا گوش

دہان لیکے چل جہان میرا صنم ہی
فدای قامت بالای شمشاد
کہ ای رقاص بزم عیش گلزار
کہے تو بلبلین کرتی ہین گفتار
تسلی نے مری جان حزین کو
برای سیام تھین بیصبر و بیتاب
چبھا آنکھونمین خار حسرت و غم
ہوا سے جسطرح آتش پہ ہو دود
کہ میرے عشق مین گوپی ہین شیدا
طریق عشق صادق مین ہین کامل
جدا احباب سے رہنا ستم ہے
کیا رشک فلک داماں گلشن
ہوئین شاداب مانند گل تر
سہون نے دولت گم گشتہ پائی
ہوئین دلشاد موہن سے ہم آغوش

ادہیای سی و سوم متعلقہ بست و نہم

پانچوان ادہیای منجملہ پنج ادہیای رہس لیلا کے

کیا جب جلوہ وقت شب قمر نے
ہوای سرد نے با تازہ کاری
کنہیا دیکھکر کیفیت ماہ
لباس گوپیان سرخ و معطر
کسیکا روی رنگین غیرت گل
کوئی رشک رخ خوبان چین تھی
دکھا کر کوئی چشم سرمہ آلود
شکنج زلف مین کوئی سمنبر

لگے زہرہ فلک پر رقص کرنے
چمن مین ہر طرف کی مشکباری
تمامی گوپیون کو لیکے ہمراہ
زر افشان صورت خورشید انور
کسیکی زلف پیچان رشک سنبل
غرور حسن سے چین بر جبین تھی
دل صافی دلان کرتی تھی پر دود
دل عشاق کرتی تھی مسخر

ہوی ہر سو کواکب مشعل افروز
ہوا ہر گل می شبنم سے مدہوش
گیا خندان برنگ گل چمن مین
زمین نازک بدن ہر نازنین تھی
کوئی مانند نرگس شوخ دیدہ
کوئی تیر نگہ سے کرکے آماج
کوئی شیرین کلامی سی بصد ناز
تمامی گوپیان باعشوہ و ناز

ستارون مین ہوا گم اختر روز
کیا مستی نے ہر سو باغ مین جوش
قبای غیرت صد برگ تن مین
کوئی شہ رو تھی کوئی یاسمین تھی
برنگ سرو کوئی قد کشیدہ
متاع دین و دل کرتی تھی تاراج
شکیب و صبر مین تھی رخنہ انداز
موہن سے تھین با غنچہ دمساز

کبھی دریا پہ ہوتی سیر و گلگشت
کبھی نظارۂ کیفیت دشت

کبھی گلشن میں سیر سبزہ و گل
چمن میں نغمہ زن مانند بلبل

می و پیالہ سے سرمست و سرشار
لب نہر و میان دشت و گلزار

سری موہن سے تھیں مشغول عشرت
نہ گھر کی یاد نہ شوہر کی ہیبت

غرض حسب تمنا مقصد دل
ہوا موہن سے ہر گوپی کو حاصل

ہوئیں سب کامران با شادمانی
ملی سبکو مراد نوجوانی

سحر کنج چمن سے حسب ارشاد
گئیں سب اپنے اپنے گھر کو دلشاد

سنا جا شوہری و خوشنود من نے کچھ حال
ملے خویش و برادر فارغ البال

شہا جو کوئی نہ یاد حکایت
سنائے یا سنے با صدق نیت

عذاب دو جہان سے پاک ہووے
حساب حشر سے بیباک ہووے

ادھیای سی و چہارم

جانا راجہ نند کا واسطے پرستش دیبی سرستی کی گنگا کی کنارے اور لپٹنا سانپ کا پانو نندجی میں اور چھوٹنا کنہیا کی قدم کی برکت سے اور جانا آدمی بنکر خلد کو

بوقت صبح بندرابن سے اک روز
رئیس برج با پور دل افروز

عزیز و اقربا سب لیکے ہمراہ
بصد شان و شکوہ و حشمت و جاہ

سوی گنگ ای شہنشاہ نکو زاد
گیا بہر طواف سرستی شاد

پرستش سرستی کی کر کے اوسجا
ہوا شب باش شاہ ماہ سیما

میان شب جب اے شاہ خردمند
ہوا خواب شکر میں بیخبر نند

توانا دشت سے نکلا وہ یک سانپ
کہ جاتی کوہ جسکو دیکھکر کانپ

سو پائیں شاہنشاہ اجگر
غضب سے پانو میں لپٹا ستمگر

جو لپٹا پانو میں پیچ در پیچ
کیا زنجیر ساں مضبوط ہر پیچ

سو چپکے سے بسوی رب اے شاہ
شہ گوکل نے کروٹ لی جو ناگاہ

ہوا معلوم بھاری پانوں شہ کو
مخوف چونک اوٹھا شاہ خوشخو

جو کی وا چشم دیکھا سانپ کالا
ہوا دہشت سے لرزاں شاہ والا

پڑا غوغا یہ ہر سو بارگہ میں
کہ لپٹا سانپ کالا پائے شہ میں

پھنسا پھندی میں افعی کی شہ نند
پڑا گویا کہ پانوں میں جگربند

ہر اک جانب سے دوڑے مرد و زن سب
ہوی بالین شہ پر حلقہ زن سب

فسونگر من میں سب کرتے تھے تدبیر
کہ کیجے سانپ کو افسون سے تسخیر

کوئی کہتا تھا یوں کچلو سر مار
نہ پہونچے پای شہ کو تا کہ آزار

یہ سنکر شور و غوغا سیام سندر
شتابان آئے بالین پدر پر

جو دیکھا پانو میں لپٹا ہوا مار
کیا ضرب قدم سے اوسکو مسمار

زمین پر تب گرا وہ ہو بیجان
ہوئی اوس سے ہویدا شکل انسان

حسین خوب رو و نازک اندام
ادب سے اونسے کی پابوس سیام

تماشا دیکھکر یہ خیل مردم
بیابان تحیر میں ہوئی گم

کہا تب نند نے ای زادہ مار
حقیقت اپنی کر سب مجھسے اظہار

کہ جسم مار سے کیونکر یکایک
ہوا تو آدمی رشک ملایک

کہا پہلے تھا میں قوم برہمن
مرا تھا نام دنیا میں سودرسن

مکان میں انگرا عابد کے اک دن
ہوا میرا گذر ای نیک باطن

جو تھا میں دولت دنیا سے مغرور
نکی پابوسی درویش مبرور

غرور زر سے ای خاقان ذی ہوش
فقیر و نکی تواضع کی فراموش

قدمبوسی نکی درویش کی جب
ہوا آزردہ پیر بے ریا تب

دعای زشت دی عابد نے یکبار
ہوا میں آدمی سے صورت مار

رہا میں پیچ و خم سے بسکہ بیکل
نہ نکلا پر مری تقدیر کا بل

بہت مدت سے پیچ و تاب میں تہا
تخلل میرے خور و خواب میں تھا

ہوا تابندہ میرا آج اختر
کہ رکھا کشن نے پا میرے سر پر

سری موہن کے اب فیض قدم سے
ہوا آزاد میں اس پیچ و خم سے

رہائی کی نہ تھی کچھ اور تدبیر
ہوا پانوں کا تیرے آگے زنجیر

غرض یہ نیند سے کہکر سودہ رسن | گیا سوی مکان یار پری وشن
وہان سے صبح با جاہ و حشم نند | مکان مین اپنے آئے شاد و خرسند

ادھیای سی و پنجم

بیچ بیان مارنے سنکھچوڑ دیو کے بندرابن مین

شب مہتاب مین بکہرے وہ زہرہ وشین | خوشی سے دشت مین تھا جلوہ افگن
رفیق و مونس یار و برادر | چمن مین ہر طرف پھرتے تھے خوشتر

کوئی تھا نغمہ زن مانند بلبل | کوئی دلشاد و خندان صبح رنگ گل
کوئی تھا صوت قمری نغمہ سنج | کوئی سرگرم گلبازی تھا بیرنج

زنان برج بار رخسار روشن | وہان آئین پی دیدار موہن
ہوئین خوش بوئی سے ہین جزو گل | قمر سے کبک جیسے گل سے بلبل

قضا را سنکہچوڑ آیا وہان پر | کہ تھا سب دیوزادون سے وہ بدتر
بحکم کنس آیا وہ ستمگار | کہ پونزنند کو پہونچائے آزار

ہجوم گوپیان تھا جس جگہ پر | بکہرو سیام مثل ماہ و اختر
ہوا وارد وہان وہ دیو ناپاک | بلای آسمان جیسے سر خاک

بچھایا دشت مین گلدام تزویر | کیا سب گلرخونکو اونسے نخچیر
ہوئین جادو سے اوس ساحر کی بس مین | پہنسین جیسے کہ چڑیان قفس مین

سبہونکو الغرض کرکے گرفتار | سو متھرا چلا دیو نگونسار
تمامی گوپیان بیہوش بیزار | دوان دنبال دیو آدمی خوار

کنہیا نے یہان اس شاہ خوشخو | ندیکھا دشت مین جب گوپیونکو
ہوا ظاہر فریب دیو غدار | پئی مکار دوڑے لیکے سب یار

رہا جب فاصلہ دو چار فرسنگ | بجائی اوس جگہہ فرماز خوشرنگ
پڑی جب گوش مین آواز ہر بار | ہوئین سب گوپیان غفلت سے ہشیار

وہ ظالم خوف سے گھبرا کے بھاگا | قضا کو دیکھکر تھرا کے بھاگا
جو بھاگے شیر سے ممکن ہے جان بر | مفر دست اجل سے پر کہان ہے

شتابی جا کے پہونچے سیام سندر | اگاڑی بھاگنے پایا نہ کافر
وہ ماری مشت سنگین اوسکے سر پر | کہ ٹوٹے استخوان گردن و سر

جبین مین اوس کی تھا اک لعل خوش رنگ | ہوا اوس لعل کے لالچ مین دلتنگ
جو اوسکو نزع مین تھا لعل کا دھیان | بہت مشکل سے نکلی جسم سے جان

بلے دیتے ہین بیشک جان زر پر | مثال جان نہان یہ کہتے ہین پتھر
سخی کرتے ہین صدقے جان و مال پر | سدا رہتے ہین غم سے فارغ البال

غرض جب اوسنے دی جان ہو کے دلتنگ | تو آیا دیو یہ کہتا سری جنگ
بشکل گاو نر آیا وہ شیطان | سمیٹے دم کیئے دونون کھڑے کان

نوکیلے سینگ مثل نوک ناوک | برنگ شاخ بالا آسمان تک
اوڑاتا تھا زمین خاک سم سے | گرا آتا تھا درختون کو وہ دم سے

غرض جب یہ آئے وہ بندرابن مین آیا | ہوئی اندوہگین ساری رعایا
سنا گھنسیام جسدم یہ احوال | دوان آئے بسوئے دیو دجال

جو دیکھا کشن کو دیو زبون نے | کیا بالیدہ مغز اوسکا جنون نے
جھکا دی سینگ ظالم نے زمین پر | کہ پھینکے سیام کو چرخ برین پر

نہ اوٹھا طاقت ظالم سے جب سیام | ہوا شرمندہ آخر دیو ناکام
ہوا محجوب سب یون نگونسار | کنہیا نے پکڑکر حشر کار

زمین پر اوسکو پٹکا صورت سنگ | اوکھاڑے سینگ توڑے ناخن چنگ و
سر و سینہ مین وہ بیٹھا اوسکی جب درد | ہوئی جان تا لب افسردہ مین گرد

ہوا جب گاؤ کی احسن فلک نے | فلک سے پھول برسائی ملک نے
کہا سب مین نے پایا خوش ادائی | سنو اب کشن و کیسی کی لڑائی

ادھیای سی و ششم لغایت سی و ہفتم

بیچ بیان جنگ کیسی دیو اور سری کشن کے

بیان جنگ کیسی دیو اور سری کرشن جی کے



متعلقہ صفحہ ۷۰

شنکھ چوڑ بدھ لیلا





شہا جب کنس نے پائی یہ خبر
کہ برہما سر کو بھی کھینچا نہ کر
ہوا یہ سنتے ہی بیتاب دل میں
بڑی سوزش سراپا آب و گل میں

رفیق کنس کیسی نام تھا ایک
مشیر محرم راز بد و نیک
بلایا کنس نے اوسکو باعزاز
کہا ای ہمنشین و محرم راز

تو ہی میرا ترقی خواہ دولت
ہمیشہ ہی شریک رنج و راحت
نہین مخفی کوئی تجھسے مرا بھید
تو ہی ہمصحبت و ہم جام جاوید

بہت مین نے براے دفع دشمن
زراہ عقل کی تدبیر ہر فن
ہوا نخل تمنا پر نہ شاداب
نپایا شجرہ امید نے آب

اگر بیخوف و دہشت جا کی تو آج
کرے دشمن کا بندابن سے اخراج
عدو ہو دفع اور دل ہو مرا شاد
کرون مین بندگی سے تجکو آزاد

یہ سنکر کنس کا ارشاد کیسی
سو موہن چلا دلشاد کیسی
یہ دیکھو بزدلی ناداں کی خو شتر
کہ با این دست و پا و سینہ و سر

شبیہ اسپ بنکر وہ ستمگار
چلا سوی اجل از بہر پیکار
جو تھا شب کو زرہ ہو رہا نکام
زمین پر ٹاپتا جاتا تھا ہر گام

قدم جرات سے رکھتا تھا اگاڑی
ولے ہیبت سے پڑتا پیچھاڑی
غرض ٹلی کر گڈا اک پل مین فرسنگ
وہ بندرابن مین پہونچا جا کی شبرنگ

کنہیا سیام بایاران دمساز
میان سبزہ کرتا تھا تگ و تاز
قوی ہیکل جو دیکھا ادہم نو
جہندہ ہم پرندہ ہم سبکرو

جو تھا دانا دل و آگاہ باطن
ہوا آگہ یہ گھوڑا ہی کوئی جن
سواری کی نہین شایستہ ہی یہ
سزای چوب کی بایستہ ہی یہ

یہ کہکر سانورے نے چابک و چست
پکڑ کر دُم جو پٹکا ہو گیا سست
نہ شیتک کام آئی اوسکی نی لات
نہ منہ زوری چلی کچھ اوسکی ہیہات

گرا میدان مین بیدم ہوکے گھوڑا
اوسی جا چار جامہ جانکا چھوڑا
سنا جب کنس نے یہ حال شبرنگ
ہوا رنج و الم سے سخت دلتنگ

ہوا غمسے خمیدہ صورت نعل
گرائے دیدہ خونبار سے لعل
غرض کیسی ہوا دنیا سے جب دور
حضور سیام نارد آئے مسرور

ثنا کی سانورے کی سو زبان سے
ہوئی پھولونکی بارش آسمان سے
کیا نارد کو رخصت شاد و مسرور
چلے خود گھر کو با رخسار پر نور

ملا ستے مین بھوماسر جفا کار
سپاہ حاکم متھرا کا سردار
ہوا موہن سے وہ آمادہ جنگ
سر موہن پہ پھینکے سنگ پر سنگ

اوسے موہن نے مارا آخر کار
گرا بیجان زمین پر دیو غدار
وہان سے شاد و خندان کشن و بلرام
سو دولتسرا آئے سبکگام

کہا سکھدیو نے ای شاہ نامی
تو ہی سب بادشاہون مین گرامی
بیان ماجرای برج و گوکل
کیا سب مین نے باشرح و مسلسل

کنہیا کا سرود و رقص و رنگ
حریفونکا وہ حال کشتی و جنگ
وہ الفت گوپیونکی وہ صفائی
وہ اونکا عشق اونکی دلربائی

کہا سب بہاگوت مین جو قم ہی
نہین کچھ اسمین شاہا بیش و کم ہی
اب آگے شہر متھرا کا بیان ہے
عجب قصہ عجائب داستان ہے

زبان عاجز ہی میری اون بھی کم ہی
کرونگا کل بیان گر دم مین دم ہی

ادھیائ سی و ہشتم

بیچ بیان شہر متھرا کے اور کیفیت وہان کی

سحر کہ برہمن باشوکت و فر
ہوا جب جلوہ فرما تخت زر پر
پریچھت سے مخاطب ہوکے یکبار
ہوا شیرین زبان یون شکر بار

کہ اکدن کنس تنہا بر سر تخت
فلک سے کر رہا تھا شکوہ سخت
وہ نارد دیو رکہہ آئے وہان پر
بہت کی کنس نے تعظیم اٹھکر

کہا نارد نے ای سردار متھرا
نہین ہی آز کچھ تجپر ہویدا
ہزارون جسنے مارے پلتن دیو
وہی ہی کشن یہ فرزند بسدیو

نہین ہی نند کا فرزند موہن
وہی ہی جو کہ کہتے تھو برہمن
وہ دختر تو نے جو پتھر پہ ماری
وہ تھی لڑکی جسودا کی پیاری

ہوا ہی برج مین پیدا جو بلدیو
پسر بسدیو کا وہ بھی ہی بیرو
شکم مین وہ رہنی اوسکو چھپا کر
رہی گوکل مین تیرے ڈر سے جاکر

کہا تھا سب نے پہلے یہ مین نے تحقیق
سچا نا قول میرا تو نے تصدیق
نہین بہتر یہی مگر ہمین خطا ہی
وہ ہوتا ہی جو قسمت مین لکھا ہی

ہوا غمگین یہ سنکر شاہ متھرا
برنگ برق ابر غم مین تڑپا
لگا آگ بہر سیر مسرور
ہوے ناردک ہڑے کفار سے دور

پریشان کنس رنج و درد و غم سے
روان دریا مژگان سے ہمہ
برون خانہ آیا با دل زار
کہا دیوون سے ای یاران غمخوار

زنانا ظلم سے تم نے اوجاڑا
کرو طیار اب جلدی اکھاڑا
غضنفر سی ہوا تم سب ہو خونخوار
کرو آراستہ سامان پیکار

کنہیا مار کے دیوان لاغر
ہوا ہی جنگ و کشتی مین دلاور
بولا اکر آج دیکھون زور اوسکا
زمانے مین بہت ہی شور اوسکا

دلاور مجھسے کہتے ہین زبانی
نہین دنیا مین کوئی اوسکا ثانی
غرض دیوون نے جب یہ حکم پایا
اکھاڑا ایک میدان مین بنایا

چنے ہر جا سر میدان ہیجا
کہین چار آئینہ جوشن کسی جا
ہزارون جنگجو دیوان عزین
زرہ سینون مین سر پر خود زرین

سپر کاندہو پہ ہاتھو مین لیے تیغ
ہوی ہر جا فراہم صوت میغ
بلندی پر بچھایا ایک اورنگ
کہ گردون دیکھکر جسکو ہوا دنگ

پہنکر خود و جوشن شاہ متھرا
ہوا اوس تخت پر خود جلوہ فرما
بچھائین سیکڑون کرسی تہ تخت
سران فوج بیٹھے اونپہ کم بخت

یلان و پہلوان جو جو تھے نامی
جمے اکثر قرینے سے تمامی
کمان اک کھینچکر لائی وہان پر
کہ تھی وہ قوس گردون سی گرانتر

کپل نام ایک ہاتھی تھا سیہ مست
فلک تھا جسکے آگے موبر سے پست
وہ ہاتھی جسکی ہیبت سے دیو کو
پریشان ڈر سے ہو شیرونکا انبوہ

چلا آئی آسمان پر گرد خرطوم
تو جائی گردن پیل فلک گھوم
جو مارے کوہ کو ردون ریزہ کر
گرے روی زمین پر کہا کی چکر

در ناورد پر اوسکو سر راہ
کیا لاکر کھڑا ناخیل گمراہ
یراق جنگ جب یکجا ہوی سب
نظر کی کنس نے چارون طرف تب

وہان پر اک جوان تھا نام اکرور
سعادت سی جبین تھی جسکی پر نور
زبس وہ شخص پیر پارسا تھا
نکوکاری سے مقبول خدا تھا

نظر وہ کنس کو آیا نکو کیش
کہا اوس سے بلطف بیش دربیش
نہین سمجھا ہی میرا یار کوئی
نہین سمجھا مرا غمخوار کوئی

کرون کیا خلق کی تیری مین تعریف
مربی جانکر دیتا ہون تکلیف
پسر جو نند کی ہین کشن و بلرام
مرے دشمن ہین دونون ہر عالم

سنا ہی سب نے تو بھی جانتا ہی
بخوبی تو اونھین پہچانتا ہی
رہ شفقت سی بندرابن مین جا کر
اونھین لا تو کشتی ہے سبب یہان پر

تو مارون اس اکھاڑے مین اونکو آج
کرون سب برج و بندرابن کو تاراج
کرے اتنا اگر تو کام میرا
تو مانون عمر بھر احسان تیرا

رضامندی اگر میری ہی منظور
تو یہ سودا تو میرے سر سے کر دور
کہا اکرور نے ای حاکم ارض
جو جان بخشی ہو تو مین کچہ کرون عرض

ہرن کشب ہرناچھ اور اون
جنھون کے آسمان تھا زیر توسن
حیات و موت و مہر و ماہ و انجم
سمجھون کے اونکے آگے ہوش تھے گم

اونہونکو جسنے مارا رن کے اندر
کیا تو چاہتا ہی اب اوسی سے
یہ سنکر شعلہ آتش ہوا کنس
تپ قہر و غضب سے جل اوٹھا کنس

جو تھے دو چار اوسکا یار و ہمدم
اونھون نے بھی نصیحت کی جو ہیہم
لگے یون اوسکو حرف دوستان تلخ
کہ جیسے فلفل ہندوستان تلخ

جو دیکھا اوسکا یہ اکرور نے طور
کمر باندھی اوسنے برج کی اکرور

ادھیائی سی و ہفتم

جانا اکرور کا طرف بندرابن کے

سحر گہ کاروان اختر و ماہ
ہوا رخصت چڑھا تھا پر شتابی
وہ دیکھونگا قدم چلکر میں اسدم
وہ دیکھونگا قدم میں جسکی نعلین
قدم وہ آج میں دیکھونگا چلکر
بدل ہیں جسکی پابوسی کے مشتاق
غرض اس دھیان میں اکرور تنہا
بٹھایا فرش پر باعز و تکریم
ہوئے اکرور سے ہمدوش اکر
شہ گوکل نے ازبہر ضیافت
کنہیا نے پیام حال ماموں سنکر
قدم بوسی کروں ماموں کی حاصل
رہے قسمت رہے بخت و سعادت
زبون و زشت ہیں سب اوسکے اوصاف
باین جور و جفا و خونفشانی
نہیں ہی رحم جسمیں ایکدم کشش
برا ظالم ہی وہ میں نے سنا ہی
کرو آرام اسجا آج شب بھر

ہوا ایکرروان جب خیل و خرگاہ
چلا شاداں براہ کامیابی
کہ تا پاے جس قدم سے دونون عالم
بھر تھہ نی دلسے کھیں ہر عین
جو کالی ناگ کے سر رکھا ہی
وہ دیکھونگا قدم میں محبت و مشتاق
بوقت شام بندرابن میں پہنچا
جھکایا دور سے سر بہر تعظیم
جھکے تعظیم کو دونون برادر
مہیا کی شہا دنیا کی نعمت
کہا اکرور سے بار ای نور
کروں تازہ خوشی سے غنچہ دل
کہ خوردوں کو میسر ہوے دولت
رعیت کا نہیں کرتا ہی انصاف
کہو کرتا ہی کیونکر ملک رانی
وہ شہ خونریزی میں قصاب سے بیش
عدو کو جلکے سمجھا مار رہا ہی

ہوا بیدار مرد پاک اکرور
کہا دلمیں ہیع اب بخت بیدار
قدم دیکھونگا وہ بی مکر و نیرنگ
ملونگا جاکے سر میں اوس قدم سے
بیاس انتریکہ و مارکنڈیو
غبار پاک وہیں نازک قدم کا
شہ گوکل سے کی جاکر ملاقات
تماشای بیابان میں دیکھکر خوب
غرض جب ہو چکی سب سے ملاقات
قریب آیا غرض جب وقت آرام
بہت مدت سے ہی دلمیں تمنا
ہوئی تائید بخت نیک فرجام
ولے سنتا ہوں میں لوگو سنو اکرور
پریشان خلق ہی اوسکی ستم سے
بہلا جس ملک میں حاکم ہو جلاد
کیا خواہر کے بیٹوں کا عبث خون
کرم مجپر کیا لائے جو تشریف

حضور کنس آیا شاد و مسرور
کہ بر آئی مراد دیدہ زار
ہوا ہی جس سے جاری چشمہ گنگ
جو سپت بل پہ کہا ہی کرم سے
کوبیر و اندر و برہما و مہادیو
کرونگا طوطیاے چشم نم کا
بہت کی نند نے دیکھی مدارات
مکان میں ایک آئی دونون محبوب
ہوا شب باش وہ پیر نکو ذات
کہا تب کنس کا قاصد نے پیغام
کہ دیکھیں شہر متھرا کا تماشا
کہ بھیجا آپ نے ماموں نے پیغام
کہ راجہ کنس ہی از بسکہ مغرور
ستمدیدہ ہیں لاکھوں دونون عالم سے
تعجب ہی بسے وہ ملک آباد
ستمگر کون ہوگا اوس سے افزون
نہیں ہی لطف سے خالی یہ تکلیف
چلونگا ساتھ کل میں بابرادر

ادھیای چہلم

چلنا سری کشن و بلدیو کا طرف متھرا کے اکرور کے ساتھ

سحر گہ جب بعزم سیر کہسار
کیا رتھ قاصد متھرا نے طیار
ادہر سے عرض کی ای شاہ والا
خبر یہ برج و گوکل میں ہوئی عام
قیامت تہا جو انکو ہجر موہن
کسی نے جوش ابر سے

ہوا خورشید رتھ پر جب سوار
لگائے چار گلگوں اوسمیں رہوار
بہت من سے ہی مشتاق شہر متھرا
کہ متھرا کی طرف جاتے ہیں گھنشام
کیا برپا بہون نے شور و شیون
کسی خون چشم تر سے

ہوے بیدار جب دونون برادر
قرینے سے کیا استادہ باہر
اجازت ہو تو اب ہمراہ بلدیو
پر ایہ سنکے بندرابن میں غوغا
جدائی کشن کی تہی ناگوارا
کسی نے پنجہ مژگان سے ہر چشم

بہ رنگ ماہتاب و مہر انور
گئے پیش پدر دونون برادر
میں دیکھ آؤں سیر پر نور بسندیو
کیا سب گوپیوں نے آکے نرغا
ہوئی دل عشق سے سب کے پارا پارا
گیا صد پارہ رخت مردم چشم

رخ سیمین کسی نے ہو کے بیحال / طمانچون سے برنگ زر کیا لال

کوئی مضطر تھی بیحد شکل غم غرق / سحاب تر مین تڑپی جسطرح برق

فراق سیام مین القصہ ہر زن / عنادل کیطرح کرتی تھی شیون

کوئی کہتی تھی با فریاد و افغان / عبث آیا ہی یہ اکرور نادان

کسے لیجائیگا یہ لاابالی / مگر پھر جائیگا رتھ لیکے خالی

چڑھی اندر سے ہی زنجیر گرگان / اوسے کس راہ سے پائیگا نادان

اگر لیجائیگا تو سیام کو ساتھ / تو ہی تیرا گریبان اور ہر اک ہاتھ

بظاہر پیر مرد نیک بین ہی / لٹے باطن مین مار آستین ہی

ابھی ہی خیر پھر جا ای جفاکیش / نکر کچہ خام عقلی کا پس و پیش

کوئی کہتی تھی یہ اکرور دشمن / ملازم کنس کا ہی کوئی رہزن

ہوا ہی سانورا جسدن سے پیدا / بہت یونکو اوس ظالم نے بھیجا

غرض یون کچھ بیان کرتی تھین سیتون / ہوا اسوار زرین رتھ پہ موہن

مچایا گوپیون نے شور اور غل / فغان بلبلان جیسے پئی گل

زبس کی درد و غم سے خونفشانی / ہوئی بی سیام مشکل زندگانی

رگڑتی تھی جبین کوئی قدم سے / کوئی کرتی تھی رہ تر چشم نم سے

نہ تنہا گوپیونکا تھا وہان شور / فغان کرتی تھی مرغ و ماہی و مور

جو دیکھا کشن نے یہ حال اونکا / دیا شفقت سے ہر اک کو دلاسا

رفیق و آشنا و شاہ گوکل / چلے چڑھکر عرابون پر جز و کل

عجب سج دہج سے تھی رام کنہیا / کہے تو ماہ و خور تھی دونون یکجا

بدن مین رام کے نیلی قبا تھی / کہ جس سے روح سوسن کی فنا تھی

در و گوہر سے وہ آویزہ گوش / کہ جس سے عقد پرین کا اوڑے ہوش

گلو مین لعل و در کی وہ حمائل / نہ نکلے کہکشان جسکی مقابل

وہی تھے خوبرو دونون برادر / وہ اوسکا مثل وہ اوسکے برابر

عرابے مین جو تھی اسپان خوش خیز / کیا اونکو روان اکرور نے تیز

نظر آئی جہان تک [illegible] / بچشم زار دیکھا کئے وہ مشتاق

تب غم سے کوئی تھی دل افسردہ / گری روی زمین پر ہو کے مردہ

کسی نے مقنعہ و محرم کی چاک / کیا صد پارہ زیور ہو کے غمناک

بصد زاری کوئی کہتی تھی گلفام / جیونگی کسطرح مین آہ بی سیام

مقام کشن ہی میرا دل زار / گذر اکرور کا اوسجا ہی دشوار

کوئی کہتی تھی ای اکرور خود کام / مری آنکھو مین ہی کاشانہ سیام

کہا اک نازنین نے بیکلی سے / کہ تیری راہ ہی میری گلی سے

کیے پہلے کلام شکر آمیز / نکالا جیب سے اب ہر خونریز

شہ گوکل نے نادانی سے جا / بغل مین اپنی گرگ کہنہ پالا

وگر نہ سنکی بلدیو تنومند / کریگا تجکو مندرا بن مین پابند

کوئی کہتی تھی اسکا جرم کیا ہی / سراپا کنس کا یہ مفسدا ہی

مگر اکرور بھی ہی کوئی شیطان / یہان آیا ہی بنکر شکل انسان

پڑا چلتی ہی اوسکے اک تلاطم / تہ و بالا ہوا انبوہ مردم

کہون کیا گوپیونکی بیقراری / کہ قالب روح کو تھا اونکی بھاری

پکڑتی تھی کوئی رو رو کمر کو / پٹکتی تھی کوئی دامن سے سر کو

زمین پر الغرض سب باتباہی / تڑپتی تھین برنگ ریگ ماہی

دووات ایر بندرابن کشاہا / فراق کشن مین روتے تھے ہر جا

ہوی اسوار رتھ پر دونون بھائی / ہمای فتح نے کی رہنمائی

چلے متھرا کو جب بلرام و موہن / نظر آئے شگون نیک و احسن

تن کہنسیام مین پیراہن زرد / خجالت سے گل صد برگ تھا گرد

جڑاؤ افسر زرین سرون پر / درخشندہ برنگ مہر انور

مرصع نورتن و بازوؤن پر / نہو عقد ثریا جس سے بہتر

کرون مین حسن کا اوسکی بیان کیا / کیا حسن عالم جسنے پیدا

غرض گوکل سے شاہا دونون بھائی / سو متھرا چلے با خوش ادائی

رہین سب گوپیان گوکل مین مجبور / ہوی پروانے گرد شمع سے دور

[illegible] جب نظر سے / غبار رتھ دیکھا چشم تر سے

ہوئی گرد و عرابہ بھی نہاں جب — بسوی خانہ آئیں چشم تر سب
وہاں اکرور نے غوطہ جو مارا — کیا موہن کا دریا میں نظارا
ہوا پھر غوطہ زن دریا میں اکرور — تہ و بالا اوسے دیکھا بدستور
نہیں ہی یہ بشر نور خدا ہی — یہی دارندۂ ارض و سما ہی
شہا اکرور پر جب یہ کہلا راز — ستایش کی سری موہن کا آغاز
چڑھا کر رتھ پہ پھر دونوں برادر — سو متھرا چلا دلشاد و خوشتر
کہ ظالم کنس ہی از بس ستمگار — مبادا کشن کو پونہچا پے آزار
بوقت صبح میں بھی ہونگا داخل — بیاباں میں کرونگا آج منزل
کہا اکرور نے تب دو غم سے — جدا کرتا ہی کیوں مجکو قدم سے
نکر مجکو جدا اپنے قدم سے — چمن کر آج گھر میرا کرم سے

عرابہ دشت سی پونہچا جمن تک — نہائے سب وہاں دریا او تر کر
میاں آب سے نکلا جو باہر — نظر آیا لب جو سیام سندر
ہوا حیرت زدہ اکرور لیکن — کیا حیرت سے یہ اکرور لیکن
خرد بی شبہہ یہ دیتی ہی گواہی — یہی ہی حاکم مہ تا بماہی
غرض وصف و ثنای سیام سندر — کیا اکرور نے حد سی فزونتر
روا رو رتھ قریب شہر پونہچا — وہاں اکرور نے روکا عرابا
کہا موہن نے اے اکرور دانا — یہاں سے پیشتر تم ہو روانا
کہو تم کنس کو آگاہ جا کر — کہ آئے برج سے دونوں برادر
غلام خاص شاہ بحر و بر ہوں — نہیں میں کنس کا پیغامبر ہوں
یہ سنکر خوش ہوئی سی کشن و بلرام — کیا اکرور کو رخصت سر شام

ادھیای چہل و یکم لغایت چہل و چہارم

جانا متھرا میں سری کشن کا اکرور کے ساتھ

شہ انجم نے جب بامہ جبینی — بساط چرخ سے کی مہرہ چینی
فنون شاطری سے کر کی سو گھات — حریف شب کو ششدر میں کیا مات
صفیر عندلیبان سحر سے — جگے سی کشن خواب پر شکر سے
سبک رفتار آگے دونوں بھائی — ظفر کرتی تھی ہر دم پیشوائی
لیے بلدیو ہل موسل وہ بھاری — کہ جسکی کوہ سی تھی ضرب کاری
خراماں مثل مہر و ماہ کامل — ہوئی دروازۂ متھرا پہ داخل
منقش صورت گردوں سراسر — جڑے دیوار و در پر لعل و گوہر
میاں شہر دیکھا قلعۂ زر — حصار چرخ سے سنگیں فزونتر
طلائی برقیں برجوں کے اوپر — چمکتی تھیں برنگ ثابت انور
سمندر سی وہ گہرائی میں بھی خاص — نپایا تھاہ جسکی کوئی غواص
ہر اک جا لعبتان خوبصورت — جوان و مہ لقا و سرو قامت
تماشا سا نور سے یہ جو دیکھا — ہوا شاداب مثل گل سراپا
جو پونہچے سیام متھرا میں داخل — ہوئی مشتاق خلقت شہر کی کل

وہ پھیرا ہر طرف میداں میں گھوڑا — کہ فوج چرخ نے رخ جس سے موڑا
لیے زریں علم با کجکلاہی — ہوا تنہا بسوی غرب راہی
ہوئی بیدار شاہ نند و بلرام — چلے سب جانب متھرا سبک گام
سو درسن چکر دست سیام میں تھا — چمکتا برق ساں ہر گام میں تھا
نظر تھی ہر طرف دونوں کی خوشتر — برنگ ضیغم و شکل غضنفر
نظر آیا عجائب شہر زیبا — عمارت جسکی بوقلموں سراپا
ہر اک بازار و سرکار رشک گلزار — شگفتہ جس سے ہوں دلہای ہزار
بلندی کوہ سے اوسکی زیادہ — نکرتا تھا گماں اوسپر ارادہ
لبالب گرد اوسکی خندق آب — نہ پونہچے جسکی چوڑائی کو تالاب
بگرد قلعہ صحرای مطرا — عنادل جس میں لاکھوں نغمہ پیرا
چمن میں ہر طرف باجندہ و مساز — برنگ بلبلاں تھیں نغمہ پرداز
غرض با خورسندی خوش ادائی — ہوئی متھرا میں داخل دونوں بھائی
سو بازار از بہر تماشا — جوان و پیر دوڑے بے تحاشا

کیا انبوہ خلقت نے سر راہ
زنان ماہ رو و نازک اندام
ہر اک وشن جبین خندہ دہن تھی
پُراندر نیل ایراپت پہ اسوار
نام راجہ ۱۲
خوشی سی ہنس پر اسوار برمھا
چہارم چرخ سی خورشید انور
سری گنیش با صد اضطرابی
غرض مجمع ہوا یہ زیر و بالا
ہوئی دیدار روی سایم سی شاد
نظر آئے مقابل دونون محبوب
جو دیکھا عورتون نے روی موہن
اوہو سمنین جو کہ دانا ترین تھین
جو یہ ہی سبز رنگ و سرو قامت
یہی ہی جسنے مارا پوتنا کو
اسی نے کوہ گوبردھن اوٹھایا
غرض یہ سنکر زنہای نکو زاد
دو رویہ ہر طرف کرتی ہوئی سیر
جو دیکھا سایم نے وہ رخت زرین
سخن وہ گاذر نادان یہ سنکر
یہی کرتا ہی شست و شوی ہمیشا
سدا کرتا ہی جنگل مین شبانی
سنے گا گر یہ تیری چیرہ دستی
گھما کر اوسکو پٹکا بر سر سنگ
وہان آیا اوسی دم ایک خیاط
لیے ہے جو جامۂ و دستار دو چار

ہوئی سب جمع سرداران بیجاہ
ہوئین سب جمع بالاے در و بام
جوان خوب و رشک چمن تھی
لبالب جیب و دامن مین گل نار
فلک پر آئے از بہر تماشا
ہوا موجود زرین رتھ پہ چڑھکر
سبکتر موش پر آئی شتابی
برابر تھے کھڑے ادنی و اعلی
ہوئی زندان و قت سے سب آزاد
وہ اوس سے خوب تھا اس سے وہ تھا خوب
ہوئین شاداب و خندان مثل گلشن
وہ باہم اسطرح جیسے حرف ن تھی
نظر سے جسکی برپا ہی قیامت
دکھائی دونون عالم منہ مین ماکو
یہی جمنا سے کالی ناتھہ لایا
ہوئین نظارہ موہن سے دلشاد
چلے جاتے تھے بی اندیشۂ غیر
کہا گاذر سے با گفتار شیرین
ہوا چین بر جبین جامی سی باہر
غبار جامۂ عصیان سبہونکا
طلب کرتا ہی رخت خسروانی
دکھائیگا تجھے بالا سے پستی
برنگ جامۂ ناپاک بدرنگ
کہ تھا وہ پارسا و مرد محتاط
رفیقون نے کیئے تاراج یکبار

جمے ہر جا پہ اسوار و پیادہ
لگائے مسی اور کھائے ہوئے پان
پڑا جب شب رو غل متھرا کی اندر
سدا شیو گاو نر پر چڑہکی آئی
سری نارد بھی آئی بین لیکر
جھنڈ ہ آہوے طناز بر راہ
مکان سی سیام کا تک ابن شنکر
سر بازار آئی دونون بھائی
نظر آیا جو جلوہ نور حق کا
دل و جان سی ہوئی سب عاشق زار
ہوئین اسطرح جیسے سب محو دیدار
کہ جو یہ لالہ رو و گلبدن ہی
پسر یہ آٹھوان ہی دیوکی کا
زبان اسنے مروڑی ہر تمن کی
فزون ہی نہ ہر مین گو سن مین کم ہی
ادہر بازار مین دونون برادر
ملا رستے مین دہوبی ایک گمراہ
عطا کر مجکو یہ رخت مصفا
نہ سمجھا وہ ہو الخالق یہی ہے
کہا ای طفل نادان اوہ نند
زبس ہی کنس خاقان دلاور
یہ سنکر سانوری کو طیش آیا
اوسے مارا وہ رخت نو لیا چھین
لباس کنس تھا جو بیش و کمتر
کیا درزی کو رخصت دیکی انعام

ہوئی بازار مین کثرت زیادہ
ستارے جنکے دانتو نپر ہون قربان
فرشتون نے کیا مجمع فلک پر
وہ باجا اپنا ڈمرو ساتھ لائے
لب شکر فشان پر نغمۂ تر
تمامی فوج آیا لیکے ہمراہ
چلے طاؤس پر اسوار ہوکر
سبھون نے پانؤن پر کی جبہہ سائی
ہوے سب یک قلم محو تماشا
وفور نشۂ الفت سی سرشار
کہ جیسے نرگس شہلای گلزار
پسر یہ روہنی کا ای بہن ہی
جسودہا نے جسے گوکل مین پالا
بجھائی آتش سوز بدن کی
سنا ہین نے کہ یہ لڑکا ستم ہی
سبکرو مثل مہر و ماہ انور
کہ جاتا تھا لیے پیراہن شاہ
جہان مین نیک ہوگا نام تیرا
سبھون کا رازق برحق یہی ہی
نہین معلوم تجکو اپنا پیوند
کہ جس سے کانپتا ہی مہر انور
پکڑ کر ٹانگ کافر کو گھمایا
ہوا بیجان اوسی دم بس وہ بدبین
کیا زیبا اوسے موہن کے تن پر
چلے آگے وہان سے کشن بلرام

سدا آمان باغبان تہا نیک گوہر
جو دیکہا باغبان نے روی موہن
کنہیا نے اوسے با خاطر شاد
جو تہے ناساز قامت گنج اندام
کمال شوق سے اوسکو بلایا
مجہ ایسی سرشت روی دیشت خم پر
یہ دلمین گفتگو کرتی تہی کوبجا
وہان جاتی تہی وسدم حسب دستور
لگایا تن پہ اونکے صندل تر
ہوے خدمت سے اوسکی شاد موہن
صباحت مین گیا بہتر پری سے
کہا مین کنس سے کرکے ملاقات
کہڑے تہے یہ اوسجا صورت کوہ
کنہیا نے کف نازک سے ناگاہ
کہا انکا حال سنکر شاہ متہرا
بحکم کنس وہ میدان مین آئے
کپل ہاتہی جو وہ در پر کہڑا تہا
غضب سے اوسنے ناگہ صورت سیل
کنہیا دیکہکر وہ پیل بیباک
اوچہلکر ناگہان ماری جو مشت
کنہیا نے وہ پیل سخت ناخن
اوکہاڑے دونون کلے پہاڑ کر دانت
ستمگر سنکے حال پیل پردل
زرہ سی زرہ پوکر وجادو وکید
بہڑا کنہیا سے چانڑور جاہل

گئے اوسکے مکان مین سیام سندر
ہوا پابوس آکر بابسر وتن
کیا مانند سوسن غمسے آزاد
اوسے کہتے تہے کوبجا خاص اور عام
ولے تصدیق کوبری کو نہ آیا
عجب ہے گر فدا ہو وہ سمن بر
کہ پہونچے آپ موہن جا کے اوسجا
ہوئی نظارہ موہن سے مسرور
لٹائے سر پہ گلہای معنبر
عطا اوسکو کیا رخسار روشن
پری نے شرم کہائی کوبری سے
رہونگا گہر مین تیرے رات کی رات
کمانداران نامی کا تہا انبوہ
اوٹہاکر اوسکو توڑا صورت کاہ
زبس ہیبت سے مثل برق کانپا
بہت شاگرد اپنے ساتہ لائے
برنگ کوہ میدان مین اڑا تہا
کیا دونون برادر کیطرف پیل
دلیری سے ہوا دلمین غضبناک
کہ ٹوٹی پیلبان و پیل کی پشت
گہما کر صورت سنگ فلاخن
نکالی جان شکم سے کہینچکر آنت
ہوا عاجز برنگ پیل در گل
کرو دونون برادر قتل یا قید
ہوا بلدیو سے مشتک مقابل

بنایا تہا وہ بہر کنس خونخوار
معطر لالہ وگل کے وہ مالے
وہان تہی کوزہ پشت اک عورت نیک
نظر وہ کوبری موہن کو آئی
کہا ہمدوش جسکی صبح اور شام
زروی خندہ کر آہی اشارا
جو تہی کوبجا کنیز کنس جانسوز
رخ گلرنگ پر وہ سینہ پر داغ
ہوئی وہ طاعت موہن مین مشغول
بدست پاک کی پشت دوتا راست
کہا اوسنے کہ ای محبوب دوران
یہ کہکر دونون بہائی ہیمچا با
اوٹہاتے تہے ولا اور اسکو ہر چند
کمان ٹوٹی تو عالم مین پڑا شور
عجب تہے سنگ تن چانڑور و مشتک
ادہر یہ تیز رو دونون برادر
مہاوت نے کیا اوسکو مقابل
زمین مین سونڈ غصے سے گڑو دی
وو دیتے کو کمر سے باندہکر سخت
کہ فیل فیل بہاگا چہوڑکر فیل
زمین سخت پر پٹکا غضب سے
وہ دندان تو ہی با خوشنمائی
کہا دیوون سے باصد اضطرابی
یہ سنکر مشتک و چانڑور نادان
بہڑے دو دو بہم ہم پنجہ ہم دست

گل و نسرین سے رنگا رنگ کے ہار
گلے مین ساتہ لڑکی کے اوسنے ڈالے
ہزارون سرشت و بہ خلین مہرا یک
بروی خوب شکل دلربائی
ہزارون ہین عشق سان گل اندام
نہو یاقوت سے ہمسنگ خارا
گل و صندل وہ پہونچاتی تہی ہر روز
ہوتی عاشق برنگ بلبل باغ
سیاست کنس کی وہ دیکہی ہول
دیا اوسکو جو کچہ کی اوسنے درخواست
مکان مین میرے ہو تو آج مہمان
وہان آئی کمان رکہی تہی جسجا
نہ ہلتا تہا کمانکا پر کوئی بند
ہوئی وہ لبستہ غیرت سے وہ شہ زور
دلیر و پہلوان شہ زور مردک
گئے میدان مین مانند غضنفر
ہوا وہ کوہ سان رستے مین حائل
نہ آیا ہاتہ پر ہاتہی کے کوئی
غضب سے بر سر فیل سیہ مست
وہ کہینچا صورت صور سرافیل
گرا اوسکے وہ دندان لب سے
چلے کاندہے پہ یہ کہکر دونون بہائی
کرو تدبیر تم کوئی شتابی
مقابل سیام کے آئے خروشان
مثال ضیغم و پیل سیہ مست

سرون سے سر بھرے سینون سے سینے
کسی نے پشت لی گردن کسی نے

کنہیا نے غضب سے آخر کار
کیا چانور کو کشتی مین فی النار

ادھر بلدیو نے مشٹک کو مارا
قیامت کی وہان پر آشکارا

رفیقون نے پکڑ کر سل نسل کو
کیا تفویض حکام اجل کو

کیا نظارہ موہن کا جو یہ حال
ہوئی دلمین ہراسان دیو جابال

اکھاڑا چھوڑکے بیر بھاگے
دلیر و مرد کشتی گیر بھاگے

ہٹے اوسی جا فقط دونون برادر
نہ آیا سامنے کوئی دلاور

فراز تخت پر بیٹھا ہوا کنس
کمال خوف سے گھبرا گیا کنس

دلیرون سے کہا ای غیرت شیر
غضب سے ہو آتشی خاکی سی ہو زیر

کہا تب سیام نے ہو کر غضبناک
کہ آتش جلکی ہو جاتی ہے خود خاک

یہ سنکر گفتگوی سیام سندر
ہوا آتش کا پرکالہ ستمگر

کیا نعرہ برنگ رعد غران
علم کی ہاتھ مین شمشیر بران

زمین سے سیام نے ناگاہ کی جست
سر ظالم پہ مارا زور سے دست

بلندی سے برنگ برج خاکی
زمین پر وہ گرا ہو لینا کی

گرا بیخود تو ٹوٹی نرہ کمر کی
خبر سر کی رہی نہ تاج سر کی

کنہیا نے پکڑ کر موی گیسو
گھسیٹا کنس کو میدان مین ہر سو

پچھاڑا اوسکو اور چھاتی پہ چڑھکر
دکھایا جلوۂ رخسار انور

جو دیکھا اوسنے وہ رخسار پر نور
دل کافر کی تاریکی ہوئی دور

ہوا قید غم ہستی سے آزاد
گیا سوی گلستان جنان شاد

میان خواب خوردہ ظلم پیشہ
جو یاد کشن کرتا تھا ہمیشہ

اوسی باعث سے ای شاہ نکونام
دم آخر ہوا نیک اوسکا انجام

غرض مارا گیا جب کنس کافر
ہوئی شادان ملائک آسمان پر

چلا بزم فلک مین ہر طرف رنگ
لگے بجنے رباب و بربط و چنگ

ہوئی سب بادۂ عشرت سے سرشار
کیا میدان نثار گل سے گلزار

حقیقی کنس کے تھے آٹھ بھائی
ادھونے کی بہت آکر لڑائی

کیا وہ زور بل نے وقت پیکار
کہ مارا اسکو بل موسل سے یکبار

یہ سنکر زوجہ ہای کنس اوباش
مکان سے آئین گریان بر سر لاش

لباس و مقنعہ و معجر کیے چاک
کیے موی سیہ آلودۂ خاک

جو دیکھا کشن نے بیحال غم سے
تشفی سب کی کی راہ کرم سے

عزیز و دوستان کنس مل کر
چمن پر لگئے لاش ستمگر

جلایا قالب مردہ لب آب
بسوی خانہ آئی غم سے بیتاب

غرض ایسی شہ لڑائی جب ہوئی دور
ہوئی سب خلق متھرا شاد و مسرور

عدو کو فتح کر کے کشن و بلدیو
وہان آئی جہان تھے قید بسدیو

جو دیکھا باپ ماں نے روی فرزند
ہوئی جان حزین دونون کی خرسند

نظر آئی جو دونون نور دیدے
ہوی دیدار سے مسرور دیدے

جو تھے پر اشک غم سے دیدۂ زار
ہوئی دونون پسر پر وہ گہربار

کیا یکبار دونون کو ہم آغوش
غم زندان کیا دلسے فراموش

نکلکر خانۂ زندان سے فی الحال
سو کاشانہ آئی فارغ البال

شبستان پدر مین شاد و خوشتر
ہوئی رونق فزا دونون برادر

ادھیای چہل و پنجم ۴۵

تخت نشین ہونا اوگرسین کا بجای کنس کے

سحر گہہ شادمان شاہ دو عالم
بزور اوگرسین آکے باہم

اوسے تاریک زندان سے چھوڑایا
سر تخت شہنشاہی بٹھایا

کمال خرمی سے اوسکے سر پر
بدست پاک رکھا افسر زر

ممالک مین دیا حکم منادی
رعیت کو ہوئی از بسکہ شادی

تمامی پیشہ ور بزاز و بقال
بساطی جوہری صراف و حمال

خفا ہی کنس سے تھے جو کہ ناشاد
ہوئے سب اپنی اپنی جا پہ آباد

جفا و جور و ظلم و رنج و ایذا
موکل تھے جو بازارون مین ہر جا

عدالت مین پہنچے وہ سب گرفتار
کوئی زندان مین کوئی بر سر دار

ہوا معمور ارزانی سے آفاق / ہوئے رنجور و زار و ناتوان عشاق
غرض جب ہیچکا نظم خلافت / کیا جب نند کو متھرا سے رخصت

چلے گوکل کو وہ با بیقراری / ہر اک کی آنکھ سے آنسو تھے جاری
یہان ہے بید پوتی بار ای اب / بلا کر بید خوان برہمن سب

خوشی سے دونون فرزندونکو یکبار / زروی شاستر پہنائی زنار
ہوئی جب شادی زنار بندی / ہوئی دونون کو حاصل سربلندی

ہوئی مادر پدر کو شادمانی / ہوا متھرا مین جشن کامرانی
برہمن ایک سندیپن تہا نامی / کہ تہا سب بید خوانون مین گرامی

بٹھایا پاس اونکے بہر تعلیم / دیا اوسنی سبق با غور و تکرار
جو تہے دونون پدر صاحب حلم / پڑھی آن دونون نے چارون علم

جو پایا مہربان استاد دانا / ہوی ہر اک فن مین دونون یکتا
دبستان مین تہا اک فرد استاد / غم و تشویش مین بیٹہا تہا ناشاد

وہان بہر سبق دونون برادر / گئے با روی رشک ماہ انور
دل استاد کو پایا جو ناشاد / کنہیا نے کہا اے نیک بنیاد

ترا آئینۂ دل رشک اختر / غبار رنج سے کیون ہی مکدر
رخ پر نور کیون افسردہ ہی آج / گل شاداب کیون پژمردہ ہی آج

منقش ہو جو مضمون لوح دل پر / مفصل اوسکے معنی ہو بیان کر
جو ہو لائق مرے اے فخر کونین / بجا لاؤن اوسے بالراس والعین

کرون دل سے زروی فخر و شادی / کہ افضل تر ہی حق اوستاد ہی
کہا استاد نے اے سیام سندر / مری فرزند تہی دو ماہ پیکر

برنگ بلبل و طوطی نواسنج / رخ گلگون تہی اونکے رشک نارنج
سو دار البقا دونون دل افروز / گئے جب سے ترپتا ہون شب و روز

جگہ اس غمسے مثل گل ہی صد لخت / قفس ہی بلبل جان کو تن سخت
زیادہ جیسے بیکل اونکی مان ہی / اوسی کا غم ہی کیا اوسکا بیان ہی

اگر قدرت ہی تو لطف و کرم سے / جلادی تو اونہیں لاکر عدم سے
زر و دولت ہی سب مجکو مہیا / فقط رکہتا ہون بیٹون کی تمنا

جو پاؤن مین سلامت دونون فرزند / دعا دون دل سے تجکو ہو کی خرسند
یہ سنکر ماجرا موہن اوسی دم / گیا تہا سو دریائے اعظم

وہ دریا صورت انسان بنکر / ہوا حاضر حضور سیام سندر
کہا موہن نے اے فرخندہ بنیاد / کہاں ہین دونون فرزندان استاد

ہوی ہین جیسے تجہمین دونون وہ غرق / مرے مرشد کے خواب و خور مین ہی فرق
کہا دونون ہوئے ہین غرق بیشک / خبر مجکو نہین لیکن ہی اب تک

مقیم آب سنکھاسر ہی اک دیو / شکم مین اوسکے دونون ہونگے بیچو
یہ سنکر کشن نے بیخوف و بیتاب / وہین سے جست کی پہونچا تہ آب

میان آب سنکھاسر کو مارا / کیا سب پارہ پارہ پیٹ اوسکا
نپائے طفل ظالم کے شکم مین / تک و دو کی نہایت قعر یم مین

بلا اوسکے شکم مین اک ناقوس / اوسے لیکر نکل آیا وہ مایوس
وہان سے تیز رو وہ صاحب تاج / گیا سوی فلک نے دور ہر مراج

ہوا وہ حکم موہن سے جو آگاہ / گئے پور برہمن دونون ہمراہ
وہان سے لا کے وہ دونون برادر / دیے مرشد کو موہن نے جلا کر

ہوا دلشاد پیر نیک بنیاد / کیا موہن کو رخصت کرکے استاد

ادھیای چہل و ہشتم لغایۃ چہل و ہشتم

جشن کرنا موہن کا ساتھ کوبری کے

شب روشن برنگ صبح امید / فلک پر جلوہ گر تھی بدر و ناہید
عجب عالم تہا پروین پرن کا / فلک تختہ تہا گویا نسترن کا

ثریا سب سے تہا تابش مین فائق / چمن مین جسطرح رنگ شقائق
وہ تابان تہا رخ پر نور عذرا / قمر تہا مثل وامق جسپہ شیدا

چمکتا تہا جو وہ سب سے فزونتر / مزاج فرقدان تہا آسمان پر
وہ تہا ہنگامہ حسن مشتری کا / کہ ہر ستارہ جسکا مشتری تہا

حمل سے نور میں بہرہ دی جا کے
عطارد کا جدا تھا گرم دفتر
وہ شان کہکشان تھی آسمان پر
وہ عالم روشنی میں تھا سہا کا
ہوای سرد و نور ماہ سی سیام
رخ کو سجا جو منظور نظر تھا
خیال آیا جو زلف پر شکن کا
وہ پہنی زرد پوشاک مکلف
ازل سی تہا جو راز دلسی آگاہ
ادہر کو سجا جو تھی از بس پریشان
ہوئی خوش اس خبر سی یون وہ خوشتر
عجائب فرش بچھا و گل و درد
لگائی آئینے ہر طاق و در پر
کیا ہر ہفت پور سر سے تا پا
وہ کھینچی آنکھ میں رمی کی تحریر
غرض بن ٹہن کے بیٹھی گھر میں کو سجا
خرامان خانہ کو سجا میں آئے
جو کو سجا نے رخ پر نور دیکھا
ہوئی صہبا فرحت سے وہ سرشار
طلائی طشت میں مصباح انور
کیا جذب محبت نے جو بی شرم
جو دیکھی ماہ دیہ بحجابی
ہوئی دونون کو حاصل دولت وصل
در افشانی جو کی ابر شرف نے
بکمال کامیابی سے ہوئی شاد

کیا روشن چراغ روی انور
چراغان شہابی تھے منور
کہ تھی کان بدخشان لامکان پر
کہ نور ماہ کا کرتا تھا دعوی
ہوا بیتاب بے محبوب گلفام
ادہر دامان دل الفت نے کھینچا
تو لہرایا دل بیتاب شیدا
کہ پہولی دیدہ نرگس میں سرشف
لیا موہن نے اوسکو اپنے ہمراہ
سراپا چشم مثل نرگس زار
کہ جیسے سنکے مفلس مژدۂ زر
کہ جسکے سامنے ہو چاندنی گرد
کیا آراستہ رشک حلب گھر
بنے کان جواہر وہ سراپا
کہے تو مست کو پہنائی زنجیر
تعشق میں سمی ہن کی شیدا
قمر جسطرح سی جوزا میں آئے
تو قدرت کا نظر آیا تماشا
کہ چہرہ ہو گیا رشک گل نار
اوتارا تار کہ موہن سی خوشتر
کنار و بوس کی صحبت ہوئی گرم
تو کی خاموش اپنی ماہتابی
ہوا دونون کو دلسی بر طرف فصل
در سیماب گون پایا صدف نے
کیا تب گود سی موہن نے آزاد

زحل جوزا سی تہا سر گرم یاری
خوشی سی خانۂ عقرب میں بہرام
کہون کیا روشنی کا وہ تلاطم
برنگ شعلہ تھی روشن دری
جو دیکھا جلوۂ ماہ جہانتاب
جو آئی یاد چشم شوخ دلدار
شتابی سر پہ رکھا افسر زر
انیس غمگسار و یار دمساز
چلا بیتاب سی کوی جانان
سنا اوسنے کہ وہ محبوب یکتا
کیا ترتیب مہمان خانہ با مل
کیے روشن چراغ و شمع ہر جا
سراپا پہنی پوشاک زر افشان
کہون کیا اوسکا میں حسن پر افسون
کیے مسی سے نیلم لعل ذی الحجال
ادہر سے سیام او وہ ہو کو لیے ساتھ
شبستا نمین جو آئی اوسکے موہن
ہوئی دیدار سے فرحت بہت میں
کہون کیا فرہی آئی جو تن پر
بٹہایا فرش گل پر با تجمل
ہوی معشوق و عاشق دونون ہمخوشتر
ہوا جو اتصال شمس و ناہید
سعید و سنج عشرت سے ہوئی وہ
غرض جب غنچۂ امید کو سجا
کہا کو سجا نی اے سر بائیہ ناز

برنگ شاہدان ترکتازی
بہم تھا با حسینان گل اندام
کہ تھا خورشید نور ماہ میں گم
روان تھی مشکبو باد بہاری
نہ لایا فرقت دلدار کی تاب
خدنگ شوق دل سی ہو گیا پار
ہوا شرمندہ جس سے مہر انور
بنام نیک اودھو واقف راز
کہ بلبل جسطرح سوی گلستان
ادہر آتا ہی با شوق و تمنا
بچھائی فرش نور پر مشکبو گل
ستارونکا فلک پر جیسے جلوا
برنگ نو عروسان گلستان
کہ پریون سی ہوئی خوبی میں افزون
جو کھایا پان ہیرونکو کیا لال
برنگ دستہ گل ہاتہ میں ہاتہ
ہوا وہ مثل برج ماہ روشن
نہ پہولی وہ سمائی پیرہن میں
کہ مستسقی ہو جیسے کوئی لاغر
چمن میں جسطرح جیسے خسرو گل
کیا سوسن نے نسرین کو ہم آغوش
بر آئی دونون مشتاقون کی امید
توانا گنج وصلت سے ہوئی وہ
نسیم وصل موہن سے ہوا وا
کیا ہی تو نے کر مجکو سرافراز

برنگ ماہ نو وہیں چند روز   شبستان میں رہی ہو جلوہ افروز
یہ سنکر از رہ کشف و کرامت   گیا وعدہ ہوئی گہنسیام رخصت
وہاں سے شادمان ہمراہ اودھو   سو دولت سرا آیا وہ خوشخو

ادھیای چہل و نہم لغایۃ پنجاہم

اناجرہ سندہ راجہ کا واسطے انتقام کنس کے بموجب طلب ودھیای کشن

شہنشاہ جہان تھا اک جراسندہ   عمل تھا ہند سے ظالم کا تا سندہ
وہ تھا کنس ستمگر کا یگانہ   بہت کہتا تھا اخراج و خزانہ
میان جنگ اہل تاج و شمشیر   کیے تھے اوسنے لاکھون بار تسخیر
نہ تھا شاہون مین کوئی اوسکا ہمسر   سر نخوت وہ رکھتا تھا فلک پر
ہرن کشت سے تھا ظالم زیادہ   ہرن تا بچہ اوسکا تھا ادنی پیادہ
یہان جب وجہ ہای کنس خونخوار   ہوئین بی شوہر و بی خانمان خوار
خرد و شان غمسے بادلہای ناشاد   گئین اوسکے حضور از بہر فریاد
وہان وہ رو کے باحال تباہی   کہا ای رونق اکلیل شاہی
عجب وہ طفل خرد و شوخ کمسن   بظاہر لاغر و فربہ بباطن
یکے بارو سرخ و یک سیہ فام   بنی آدم بنام کشن و بلرام
اونھون نے دشت بندرابن سے آکر   کیا متھرا مین برپا شور محشر
قوی عفریت کیسی کنس سروار   کیا میدان مین سبکو قتل یکبار
وہ ظالم سرگذشت کنس سنکر   ہوا آب غضب مین غرق تا سر
رہی اوسکو نہ تاب و اب آرام   دیے لشکر کو اپنے جلد احکام
ہوئی فوج ستمگر جلد طیار   فراہم سب ہوئے ساماں پیکار
وہ توپین عد غران جنسے شرارے   وہ بھیجے توپ کہ جنسے کوہ ہل جائے
رسالے شہسوارون کے وہ جنگی   لیے ہاتھونمین تلوارین جو تنگی
تلنگے جو قواعد مین تھے مشتاق   کہ جن پر فوج سنگین کا تھا اطلاق
اونہون کے غول تھے یون تا بصد گوش   سرون پر کلغیان مانند طاوس
شتر نالین وہ تھین جنکی صدا سے   صدای الامان آئی سما سے
غرض اسطرح لیکر فوج جرار   چلا وہ جانب متھرا ستمگار
پڑی نقارے پر وقت سفر چوب   شکست آکر ہوئی لشکر کی اسکر
روا رو عنقریب شہر متھرا   وہ ظالم ایک ہی پل مین پہونچا
جو گھیرا شہر کو لشکر نے آکر   قیامت ہو گئی برپا وہان پر
رعیت نے یہ سنکر شور و غوغا   کیا جنگل مین جا کر اپنا ماوا
ہوئے آگاہ جسدم کشن و بلرام   کہ آیا کافر شیطان ناکام
تسلی اوگرسین شاہ کی کر   سو میدان چلا کشن دلاور
اودھر تھا مجمع دیوان ابتر   ادھر یکدل ہم دونون برادر
نمایان جب ہوئے میدانمین یہ شیر   لیا اون گرگ ادون نے اونکو گھیر
جھکا دونون نے یون میدانمین ان کی   کہ مہر و ماہ پر جس طرح بادل
ستمگارون نے تلوارین علم کین   کمانین ہر طرف میدانمین خم کین
میان عرصہ بھیجا وہ بیپیر   لگے کرنے غضب سے بارش تیر
ہوا یہ غلغلہ توپونکا اوسجا   کہ شور حشر تھا میدانمین برپا
صدای توپ سے جنبش مین تھے کوہ   وحوش و طیر کو تھا سخت اندوہ
سحاب آسا تھی ہر سو بارش تیر   چمکتی تھی برنگ برق شمشیر
جو تھے دونون قوی وہ شیر بر سے   نہ تھا غم اونکو کچھ تیر و تبر سے
کیا ڈر توپ کا نہ خوف شمشیر   پلے میدانمین دونون صورت شیر
کنہیا نے بزور بازو و دست   کیے میدانمین لاکھون جنگجو پست
ادھر بلدیو نے موسل سے یکبار   کیے لاکھون کے تن سے سر سبکبار
چلا موسل تو میدانمین پڑا غل   گرین توپین ہوا ہو مہتابیان گل
کمان تیر و ترکش سبکے توڑے   تنون سے جی لونسے ہوش چھوٹے
جو بھاگی بدحواسی زن و مرد   ہوئی ٹکرا کے باہم خاک پر سرد
پڑے حشرات میدانمین جو یکبار   تو بولے طنز سے لشکر کو سرا
لڑائی ہمد ہوئی در دو اندوہ   کہ باشد جشن یاران مرگ انبوہ

ولی تھی ضرب جس کی جو کاری ۔ نہ تھی ان کے دلوں کو استواری
سو دو رستم جگر کی پر آتش تیز ۔ اونہوں سے کہتی تھی بگریز بگریز
رہے جو شہ سواری سے گرفتار ۔ پھنسے وہ مرگ کے پنجے میں ناچار
لیے تیر و کمان و گرز و شمشیر ۔ خروشاں ان میں آیا صورت شیر
اودہر دونوں وہ یکتای زمانہ ۔ کریں جو زہرۂ ضیغم نشانہ
اگرچہ مالک دنیا سے ای شاہ ۔ نہ تاب گفتگو رکھتا تھا گمراہ
کیے خم کھینچکر گوشے کمان کے ۔ کیے پرواز تیر جانستان کے
کیا سر ایک تیر آسمان دوز ۔ زیادہ برق سے تھا جو جگر سوز
نشان و نیزہ و نقارہ و کوس ۔ ہوے سب پل میں اشتر سے من و س
گیا سوے مکان با رنج و خواری ۔ ہوئی شاہ کو نہیں حاصل شہ سواری

جماتے تھے قدم سردار ہر چند ۔ دلاتے تھے نمک کی سب کو سوگند
غرض یہ دیکھکر سوزندہ آفت ۔ جو بھاگے لیگئے وہ جان سلامت
رہا میدان میں جب تنہا جراسندھ ۔ برای جنگ خود آیا جراسندھ
کیا نعرہ بہ رنگ رعد یکبار ۔ ثوابت ہوگئے سب ہلکے سیار
دلیری سے ہوے جس دم مقابل ۔ بکمال رعب سے کانپا وہ بزدل
ولے نخوت سے اوسنے لاف مارا ۔ کیا زور و توان سب آشکارا
کیا حملہ اوٹھا گرز بھاری ۔ ہوی غصے میں تب ہمسر اراری
سر کافر پہ لایا وہ جو ارابہ ۔ گرائی برق و توڑا عرابہ
نہ لایا تاب ضرب تیر خونریز ۔ بھگایا عرصۂ ہیجا سے شبدیز
پھری موہن بصد فیروزی و فتح ۔ ہوئی خلقت کو حاصل عشرت و فرح
یوں ہی آیا گیا وہ سترہ بار ۔ نہ جیتا کشن سے لیکن جفا کار

ادھیای پنجاہ و یکم لغایۃ پنجاہ و دوم

آنا جراسندھ کا اٹھارویں مرتبہ کال جمن کو لیکر واسطے لڑائی کے اور ہونا سری کشن کا مکان دوارکا بیچ سمندر کے اور جانا وہاں اونکا

جو ہی آگاہ اسرار سخن سے ۔ خبر دیتا ہی یوں ان کہن سے
جب آیا پھر سوے متھرا جراسندھ ۔ جمن کو ساتھ تب لایا جراسندھ
ہزاروں جنگجو لایا وہ نامرد ۔ نہ تھا کچھ جانفشانی بن جنہیں درد
کنھیا نے کہا بلدیو سے تب ۔ ہراساں ساکنان شہر ہیں سب
سمندر میں جو ہو اون کی عمارت ۔ تو حاصل ہو انہیں جائی حفاظت
شتابی بسوکرمان کو بولا کر ۔ کیا ارشاد دیکر سیم و گوہر
مرصع قصر ہوں لعل و گہر کے ۔ گل افشاں نقش ہوں دیوار و در کے
غرض معمار دانا بسوکرمان ۔ بحکم شام سندر شاد و فرحان
بنائی اوسنے رنگین وہ عمارت ۔ کہ جیسے مثنوی کی ہو عبارت
طلائی برج مینا کا سارے ۔ منقش روزن و دیوار سارے
تمنے سے ہر اک جا باغ و بستان ۔ بنائے غیرت گلزار رضوان
بنائے حوض و طبل اور میلخانے ۔ کہ جنمیں سیم و زر کی تھی اڑانے

کہ متھرا میں سری ہری ہیں بصد ناز ۔ رہا چندی بعشرت جلوہ پرداز
بہت سردار لایا اپنے ہمراہ ۔ جو تھے اوس کافر بد کی نکو خواہ
غرض آیا جمن جب سوی متھرا ۔ پڑا چاروں طرف میدان میں غوغا
قباحت حق میں انکے اب یہاں ہے ۔ نہیں بست ستمگر سے اماں ہے
رعایا کی تسلی کر کے فی الحال ۔ لڑیں دشمن سے ہم تم فارغ البال
کہ بحر شور میں با طرح رنگین ۔ بناؤ جلد جا کر قصر زرین
عمارت ہیگی ہو رشک گلزار ۔ مکان سقف نگارنگ بازار
لب دریای اعظم اوسنے جا کر ۔ بنایا شہر بوقلموں سراسر
منقش خانہ و دلچسپ بازار ۔ جڑاؤ لال و دُر سے سقف و دیوار
ستون در مرصع لال و در سے ۔ منور قبہ زر ماہ و خور سے
وہ نہریں سنگ مرمر کی صفا ۔ لبالب آب حیواں سے سراپا
غرض اک پل میں اوسنے بصفائی ۔ بنایا شہر سرتاپا طلائی

ہوا جب شہر زرین بنکی طیار
میان حام فرمایا یہ ارشاد
غرض یہ کہکے ای شاہ زمانہ
ہوئی جب خلق شہر اسی تشفی
جمن نے عارض مہ من جو دیکہا
تن سابق ذکی تہی اوسکی علامت
غرض وہ دیکہکر رخسار موہن
زبس وہ نون مین تہا اک ہاتہ کا فرق
ولے تہا یہ خیال خام اوسکا
شعاب کوہ مین اک پیر مچکند
جمن نے دیکہکر وہ جامہ زرد
یہ کہکر زور سے ماری اوسی لات
کہا شہ نے کہ ای پیر خردمند
کہا اک یان وہاتا بادشہ تہا
ہوا محنت سے جب بیطاقت و تاب
دعا نے اوسکی پائی تہی جو تاثیر
دکہایا جلوہ رخسار پر نور
نکلکر کوہ سے تب سیام سندر
نشان و نیزہ و توپ و خزانہ
میان راہ تہا اک کوہ اوسجا
بگرد کوہ ہیزم کر کے انبار
ہوا دلشاد سوی خانہ راہی
سبک و شادمان منزل بہ منزل
جو کی بہائی کی شادی بہ تجمل
کہا شہ نے کہ ای سکہدیو دانا

خبر بولا سری موہن سے معاً
کہ کلجگ کی عمل مین آدمی زاد
وہان کی خلق تہہ راست روانہ
دکہائی سیام نے اپنی تجلی
گرا بیہوش و بیخود ہوکی شیدا
بدولت جسکی پائی اب یہ دولت
کہان و تیر دوڑا لیکے دشمن
پسینے مین تہی وہ تر بیا غش
ہوا کب ہاتہ مین آتی ہی شاہا
میان خواب تہا مدت سے خرسند
کہا ای کودکی بی شرم و نامرد
جگا وہ صدمہ پاسی نکو ذات
بیان کر مجہسے تہا یہ کون مچکند
پسر اوسکا یہ شاہا رشک مہ تہا
لیا کہسار مین تب گوشہ خواب
جگاتے ہی جلا وہ مرد بی پیر
گیا مچکند کو دلشاد و مسرور
ملے بلدیو سے دلشاد ہوکر
گیا دارا وتی کو سب روانہ
کہ تہا وہ یازدہ فرسنگ اونچا
لگا دی ہر طرف سے آگ یکبار
تمامی لیکے سردار و سپاہی
ہوی خوش دوارکا مین جاکے داخل
سرود و رقص سے شادان ہوی کل
کہا تونے جو مجمل یہ فسانہ

ہوی یہ سنکی شادان کشن و بلرام
جو آئیگا طواف دوارکا کو
سری موہن کی قدرت سے شتاب
شتابی شہر تہا اسنے نکلکر
زہی قسمت ہی طاعت جمن کی
نہیں طاعت کی محنت رائیگان ہے
پچہاڑی وہ اگاڑی سیام سندر
تصور اوسکو تہا اب جیتے پکڑا
دوا دو الغرض اک پلمین جو شتر
دوپٹہ زرد ڈالا اوسپہ اپنا
میان جنگ سی تو ہوگی روپوش
نظر جسدم پڑی اوسکی جمن پر
تماشا چہوڑکر باغ جنان کا
ستمگارونکی کہودی اوسنی بنیاد
دم خفتن کہا ای ایزد پاک
غرض جب جلگیا وہ مرد ناداں
شہ مچکند ہوکر غم سے آزاد
بہم دونون برادر نی بیکبار
یہ سنکر وہ جراسندہ ستمگار
چڑہے دونون برادر اوسپہ باہم
ہوئی جب مشتعل آتش فروزتر
ادہر دلشاد دونون کشن و بلرام
شہ ریوت کی دختر ماہ سیما
ہوا خود لائق شادی جو شاہا
نہیں دل کی مرے اس سے نشان ہی

زبان سے اپنی رکہا دوارکا نام
وہ جائیگا بہشت جانفزا کو
میان دوارکا داخل ہوی سب
سو میدان گئے دونون برادر
کہ دیکہی پر تو حق کی تجلی
گئی قالب مین ہو پہل یکمان سے
ذنب سی جون دبی خورشید انور
ہوا موقوف کوئی دم مین جہگڑا
بسوی کوہ پہونچی سیام سندر
ہوا خود کوہ مین پنہان اوسجا
ہوا مائل بسوی خواب خرگوش
ہوا کدم مین خاکستر وہ جلکر
ہوا کیون مبتلائی خواب اسجا
سخاوت سی کیا عالم کو دلشاد
جگائی جو مجہے وہ جلکی ہو خاک
ہوا تب کوہ سی موہن نمایان
گیا سی بدر کا اسدم کو شاد
ملائی خاک و خونمین فوج کفار
تعاقب کو گیا موہن سے یکبار
ہوا ممین وہ ظالم شاد و خرم
وہ سمجہا جل گئے دونون برادر
زمین پر کوہ سی کودی سبکگام
گیا بلدیو سے پیوند اوسکا
گیا رکمن سے جاکر جا یہ اپنا
فسانہ رکمنی کا داستان ہی

مفصل یہ فسانہ ای نکونام

ادھیائی پنجاہ وسوم بنایۃ پنجاہ وپنجم
بیچ بیان کیفیت بیاہ رکمنی کے

بیان آغاز سے کرتا بانجام

خوش الحان ہے مطرب شیرین ترانہ
رعیت عدل سے رکھتا تھا وہ شاد
زبس وہ شاہ نامی تھا جہان مین
جوان ایک اوسکی تھی دختر گل اندام
قد نازک شبیہ نارون تھا
ہوئی وہ غایبانہ عاشق سیام
بھلایا یاد مین اوسکی خور و خواب
رکم اوسکا ولے فرزند اکبر
جو ہی سسپال شاہ ملک دولت
پی گوسالہ رہتا ہے ہمیشہ
برابر جاہ وحشمت مین ہی سسپال
غرض اسطرح کی نادان نے تقریر
صدای کوس و قرنا تا فلک تھی
وہ آتشبازی و آرایش نو
ہزارون پیل از بہر سواری
شتر اسوار وہ باز رفشان ساز
عجب کیفیت تخت روان تھی
برات آئی سنا رکمن نی جسدم
جو تھی وہ عاشق رخسار موہن
عنادل عشق گل مین چشم تر تھی
نہو پروانہ کی مد سے تسلی
زبس کی آتش غم نے ترقی
اشارہ سے بولایا اوسکو نزدیک

لب نی سے یہ گاتا ہی فسانہ
جہان تھا اوسکی فیاضی سے آباد
کہ گل جسطرح سے ہو گلستان مین
حسین مہ پارہ پیکر رکمنی نام
رخ پر نور شمع انجمن تھا
تصور زلف کا اوسکو ہوا دام
ہوئی مضطر برنگ حسرت دل بی تاب
کنھیا سے نتھا راضی ستمگر
کرینگے اوس سے ہم خواہر کی نسبت
شبانی کا سدا رکھتا ہی پیشہ
اوسی سے کیجیے نسبت بہر حال
کہ ٹھہرایا اوسی سے عقد ہمشیر
کہون کیا جو نشانونکی چمک تھی
کہ تھا گلزار جنت جسکا پرتو
کسی ہر ایک پر زرین عماری
طلائی جنکے گہنے تھی خوش آواز
کہ جسپر ہر طوائف نغمہ خوان تھی
ہوئی وہ مبتلای آفت غم
ہوئی نالان پی دیدار موہن
کہان سنبل اوسے مد نظر ہے
نہ دیکھی شمع کی جب تک تجلی
نپایا چشمہ آب تشفی
کہا ای غمگسار روز تاریک

بدر اک شہر ہی مشہور عالم
سپاہ و لشکر و مال و خزانہ
پسر تھے پانچ اوسکی چیت چالاک
معنبر زلف اوسکی مشک چین سے
وہ دختر تھی جو خوبی مین یگانہ
اوسکا نام تھا ہر دم زبان پر
بدر مادر تھی رکمن کی رضامند
پدر سے اپنے کہتا تھا غضب سے
کنھیا کو حسب سے ہم ہین آگاہ
بیرون ہی یہ ہمارے خاندان سے
کرو ایسی جگہ پر عقد خواہر
بروز نیک و تاریخ نکوفال
وہ تھی پر شور شہنائی کی آواز
جواہر سے مرصع اوسکی تھی چوپال
ہزارون اسپ گلگون تیز رفتار
براتی سب مغرق پہنے جوڑے
غرض اسطرح پر نوشاہ سسپال
وصال سیام کی تھی وہ جو مشتاق
ملے ہی عاشق شمشاد قمری
ہما کا آشیانہ آسمان ہے
ہوئی رکمن نہایت غم سے خونبار
ہوئی جب سخت درد و غم سے مضطر
مرا محبوب ہی وہ کشن موہن

وہان اک بادشہ تھا نام بھیکم
بہت رکھتا تھا وہ شاہانہ
برنگ بچہ ضرغام سفاک
درخشان ماہ نو جیسے جبین سے
سنا اوسنے کنھیا کا فسانہ
سدا تھی گوش اوسکی داستان پہ
کہ کیجے سانورے سے اسکا پیوند
کرینگے ہم نہ نسبت کم نسب سے
کہ رہتا ہی سدا سوی چراگاہ
کہ کیجے عقد خواہر کا شبان سے
ہنوز تا خندہ زن خویش و برادر
چلا دلشاد دولہ بنکی سسپال
کہ گوش مردم کر ہو گئے باز
طلائی تخت سر تا پا تھی معقول
کہ جسکے زین زرین تھے گہربار
سواری مین صبا سے تیز گھوڑے
قریب شہر پہونچا شاد و خوشحال
ہوا آنا اوسی سسپال کا شاق
نہو طوبی سے ہر گز شاد قمری
اوسے خوش بوم کی صحبت کہان ہی
نظر آیا نہ کوئی یار غمخوار
برہمن ایک دیکھا پیر لاغر
مہ و خور نور سے ہین جسکی روشن

اگرچہ ہر جگہ وہ جلوہ گر ہی
کہ تیرے عشق مین ای شاہ عالم
اوسے ہی صحبت سیماب سی عار
تری فرقت مین نالان خواب سے ہی
غضب ہی جو کہ ہو صید غضنفر
اگر کچھ عشق کی ہی دلمین تاثیر
توقف ناروا ہی تا بہ امکان
اگر لائیگا تو موہن کو جا کر
یہ سنکر عاشق شیدا کا پیغام
شتابی کشن سے دربان نے کی عرض
قدمبوسی کا تیری مدعا ہے
بولا کر لیگیا اوسکو بہ تعظیم
کنھیا نی بھی حسن رکمنی کا
ہمیشہ بیکلی سے بہر دیدار
زبانی سنکر وصف زلف جانان
سدا مشتاق روی مہ لقا تھا
پہنکر جامۂ نور زعفرانی
برہمن کو بٹھایا پاس رتھ پر
برادر ساتھ اپنے لیکے لشکر
کبھی نیچے کبھی تھی بر سر بام
جو دیکھا مژدۂ قاصد ہوئی شاد
کہون کیا جو ہوئی اوس گل کو شادی
ہوی سب مرد و زن مشتاق دیدار
کہا دولہا ہی یہ رکمن کے لایق
جگہ باغ مطرا مین اوسے دی

ولیکن دوارکا مین اوسکا گھر ہی
گرفتار غضب ہی دخت بھیکم
تری الفت کا دم بھرتی ہی ہر بار
زیادہ مضطرب سیماب سے ہی
پڑے گر کشن کی آنکھ اوسپر
تو چلنے مین نکیجے آج تاخیر
کہ ہی تاخیر مین طالب کا نقصان
تو دونگی تجکو گنج لال و گوہر
ہوا قاصد روانہ کام ناکام
کہ ای فرمانروای اختر و ارض
نہین معلوم کیا اوسکی دعا ہے
قدم دھوئی بہت کی اوسکی تکریم
سنا تھا بارہا یارون سے چرچا
برنگ نرگس شہلا تھا بیدار
سدا تھا صورت سنبل پریشان
زبان پر ورد نام دلربا تھا
مرصع سر پہ رکھکے تاج خسروانی
چلا سوی رہ مقصود خوشتر
عقب مین کشن کے بھو سنجا سکتبر
نظر تھی سوی قاصد صبح و شام
ہوئی دام غم ہجران سی آزاد
مبارک اسطرح کی گل کو شادی
قدوم گل سے جیسے بلبل زار
نہین خوبی مین کوئی اوس سے فایق
ضیافت کو بہت نعمت روان کی

رہ لطف و کرم سے ای نگا
محبت مین تری مرتی ہی با
تراہی ہیان گر ہی جانب
غم ہجران سے ہی از بسکہ مضطر
نہو اس غم سے کیونکر سینہ پر داغ
کرو ممتاز عاشق کو کرم سے
نہین اس کام مین واجب ہی سستی
کرونگی زر سے مالامال تجھکو
سنکر وہ قاصد شیرین شمائل
دوان آیا ہی کندن پور سی قاصد
کنھیا برہمن کا نام سنکر
رہ شفقت سی پوچھا حال سارا
محبت تھی اوسی بھی غائبانہ
نگاہ شوخ کی تعریف سنکر
فدای قامت بیساختہ تھا
ہوا یہ سنکے مژدہ بیخود و خواب
ہوا بیتاب زرین رتھ پہ اسوار
ہوا سی تھے جو گھوڑے رتھ کی طیار
یہان کرتی تھی رکمن انتظاری
کہ ناگہ دور سے وہ قاصد آیا
بزیر بام آئی وہ خوش اطوار
ہوئی شہر بدر مین یہ خبر عام
عذار سیام سندر جسنے دیکھا
سنا بھیکم نی آیا سیام سندر
شہا اوسنی حسب رسم دیرین

ہا جان کی جانی غنیمت
نکو آب موصل
ابھاگا

کہ چھینے صید
چھڑا او پنجۂ اہل ستم سے
کہ دولت ہی بچالا کی
دوشالہ دونگی اور رومال سچی
ہوا وہ دوارکا مین جاکر داخل
بظاہر برہمن ہی پیر
خود آیا بہر استقبال
کیا سب برہمن نے آشکا
اوسیکا لب پہ تھا ہر دم فسانہ
خدنگ عشق رکھتا تھا جگر
برنگ فاختہ دل باختہ تھا
توقف کی بلایا سانورا آ
سراپا آرزوی وصل دلدار
وہ پہونچی اوڑکے کندن
زیادہ دمبدم تھی بیقراری
نظر رکمن کو آیا چیت
دیا قاصد نے آکر مژدہ
کہ آئے دوارکا سے کشن
ہوا جان و جگر سے
کیا دلشاد استقبال
بصد شان و شکوہ

خوش الحان ہے مطرب شیرین ترانہ
رعیت عدل سے رکہتا تہا وہ شاد
زبس وہ شاہ نامی تہا جہان مین
جوان ایک اوسکی تہی دخت گل اندام
قد نازک شبیہ نارون تہا
ہوئی وہ غایبانہ عاشق سیام
بھلایا یاد مین اوسکی خور و خواب
رکم اوسکا وہ لے فرزند اکبر
جو ہی سسپال شاہ ملک و دولت
پی گوسالہ رہتا ہے ہمیشہ
برابر جاہ و حشمت مین ہی سسپال
غرض اسطرح کی نادان نے تقریر
صدای کوس و قرنا تا فلک تہی
وہ آتشبازی و آرایش نو
ہزارون پیل از بہر سواری
شتر اسوار وہ با زرفشان ساز
عجب کیفیت تخت روان تہی
برات آئی سنا رکمن نے جسدم
جو تہی وہ عاشق رخسار موہن
عنادل عشق گل مین چشم تر ہی
نہو پروانہ کی مرنے سے تسلی
زبس کی آتش غم نے ترقی
اشارہ سے بولایا اوسکو نزدیک

لب نی سے یگانہ ہی فسانہ
جہان تہا اوسکی فیاضی سے آباد
کہ گل جسطرح سے ہو بوستان مین
حسین مہ پارہ پیکر روکمنی نام
رخ پرنور شمع انجمن تہا
تصور زلف کا اوسکو ہوا دام
ہوئی مضطر برنگ حسرت دل آب
کنہیا سے نہ تہا راضی ستمگر
کرینگے اوس سے ہم خواہر کی نسبت
شبانی کا سدا رکہتا ہی پیشہ
اوسی سے کیجیے نسبت بہر حال
کہ ٹہرایا اوسی سے عقد ہمشیر
کہون کیا جو نشانونکی چمک تہی
کہ تہا گلزار جنت جسکا پرتو
کسی ہر ایک پر زرین عماری
طلائی جنکے گہنے تہے خوش آئند
کہ جسپر ہر طوائف نغمہ خوان تہی
ہوئی وہ مبتلای آفت غم
ہوئی نالان پی دیدار موہن
کہان سنبل اوسے مد نظر ہے
نہ دیکھی شمع کی جب تک تجلی
نپایا چشمۂ آب تشفی
کہا ای غمگسار روز تاریک

بدر اک شہر ہی مشہور عالم
سپاہ و لشکر و مال و خزانہ
پسر تھے پانچ اوسکی چست و چالاک
معنبر زلف اوسکی مشک چین سے
وہ دختر تہی جو خوبی مین یگانہ
اوسکا نام تہا ہر دم زبان پر
پدر و مادر تہی رکمن کی رضامند
پدر سے اپنے کہتا تہا غضب سے
کنہیا کو حسب سے ہم ہین آگاہ
برون ہی یہ ہمارے خاندان سے
کرو ایسی جگہ پر عقد خواہر
بروز نیک و تاریخ نکو فال
وہ تہی پرشور شہنائی کی آواز
جواہر سے مرصع اوسکی تہی جہول
ہزارون اسپ گلگون تیز رفتار
براتی سب مغرق پہنے جوڑے
غرض اسطرح پر نوشاہ سسپال
وصال سیام کی تہی جو مشتاق
بلے ہی عاشق شمشاد قمری
ہما کا آشیانہ آسمان ہے
ہوئی رکمن نہایت غمسے خونبار
ہوئی جب سخت درد و غم سے مضطر
مرا محبوب ہی وہ کشن موہن

وہان اک بادشہ تہا نام بہیکم
بہت کہتا تہا وہ شاہ زمانہ
برنگ غنچہ ضرغام سفاک
درخشان ماہ نو چین جبین سے
سنا اوسنے کنہیا کا فسانہ
سدا تہی گوش اوسکی داستان پر
کہ کیجے سانورے سے اسکا پیوند
کرینگے ہم نہ نسبت کم نسب سے
کہ رہتا ہی سدا اسو جپر آگاہ
کہ کیجے عقد خواہر کا شبان سے
سنون تا خندہ زن خویش و برادر
چلا دلشاد دولہ بنکی سسپال
کہ گوش مردم کر ہو گئے باز
طلائی تخت سرتاپا تہی معقول
کہ جسکے زین زرین تہے گہربار
سواری مین صبا سے تیز گہوڑے
قریب شہر پہونچا شاد و خوشحال
ہوا آنا اوسی سسپال کا شاق
نہو طوطی سے ہرگز شاد قمری
اوسے خوش بوم کی صحبت کہان ہی
نظر آیا نہ کوئی یار غمخوار
برہمن ایک دیکہا پیر لاغر
مہ و خور نور سے ہین جسکی روشن

اگرچہ ہر جگہ وہ جلوہ گر ہی
کہ تیرے عشق مین ای شاہ عالم
اوسے ہی صحبت سیماب سی عام
تری فرقت مین نالان خواب سے ہی
غضب ہی جو کہ ہو صید غضنفر
اگر کچہ عشق کی ہی دلمین تاثیر
توقف نا روا ہی تا بہ امکان
اگر لائیگا تو ہو مین گو جا کر
یہ سنکر عاشق شیدا کا پیغام
شتابی کشن سے دربان نے کی عرض
قدمبوسی کا تیری مدعا ہے
بولا کر لیگیا اوسکو بہ تعظیم
کنہیا نے بہی حسن کمنی کا
ہمیشہ بیکلی سے ہر دیدار
زبانی سنکر وصف زلف جانان
سدا مشتاق روی مہ لقا تہا
پہنکر جامۂ نور عفرانی
برہمن کو بٹہایا پاس رتہ پر
برادر ساتہہ اپنے لیکے لشکر
کبہی نیچے کبہی تہی بر سر بام
جو دیکہا بشرہ قاصد ہوئی شاد
کہون کیا جو ہوئی اوس گل کو شادی
ہوی سب مردوزن مشتاق دیدار
کہا دولہا ہی یہ رکمن کے لایق
جگہ باغ مطرا مین اوسے دی

ولیکن دوارکا مین اوسکا گہر ہی
گرفتار غضب ہی دخت بہیکم
تری الفت کا دم بہرتی ہی ہر بار
زیادہ مضطرب سیماب سے ہی
پڑے گرگ کہن کی آنکہہ اوسپر
تو چلنے مین نکیجے آج تاخیر
کہ ہی تاخیر مین طالب کا نقصان
تو دونگی تجکو گنج لال و گوہر
ہوا قاصد روانہ کامناکام
کہ ای فرمانروای اختر و ارض
نہین معلوم کیا اوسکی دعا ہے
قدم دہو دی بہت کی اوسکی تکریم
سناتہا بارہا یارون سے چرچا
برنگ نرگس شہلا تہا بیدار
سدا تہا صورت سنبل پریشان
زبان پرورونام دلربا تہا
مرصع سر کہکے تاج خسروانی
چلا سوی رہ مقصود خوشتر
عقب مین کشن کے پہونچا سکتر
نظر تہی سوی قاصد صبح و شام
ہوئی دام غم ہجران سی آزاد
مبارک اسطرح کی گل کو شادی
قدوم گل سے جیسے بلبل زار
نہین خوبی مین کوئی اوسے فایق
ضیافت کو بہت نعمت روان کی

رہ لطف و کرم سے ای نکونام
محبت مین تری ہوتی ہی پامال
تراہی ہیان گرہی جانب دیر
غم ہجران سے ہی ازبسکہ مضطر
نہو اس غم سے کیونکر سینہ پر داغ
کرہ ممتاز عاشق کو کرم سے
نہین اس کام مین واجب ہی سستی
کرونگی زر سے مالامال تجکو
سبکرو قاصد شیرین شمایل
دوان آیا ہی کندن پور سے قاصد
کنہیا برہمن کا نام سنکر
رہ شفقت سی پوچہا حال سارا
محبت تہی اوسی بہی غائبانہ
نگاہ شوخ کی تعریف سنکر
فدای قامت بیساختہ تہا
ہوا یہ سنکے مژدہ بیخور و خواب
ہوا بیتاب زرین رتہ پہ اسوار
ہوا سی تہے جو گہوڑے رتہ کی لیکر
یہان کرتی تہی رکمن انتظاری
کہ ناگہ دور سے وہ قاصد یار
بزیر بام آئی وہ خوش اطوار
ہوئی شہر بدر مین یہ خبر عام
عذار سیام سندر جسنے دیکہا
سنا بہیکم نے آیا سیام سندر
شتہا اوس زحسب رسم دیرین

وہان بہی جان کی جانی غنیمت
لیے جاتا ہی او
سونکو آب وصل
تری ہی یاد گر ہی صحبت
ابہاگا
جرس نالان ہی اوسکی بیکلی پر
کہ چہینے صید کبک کوہ سے زاغ
چہڑا و پنجۂ اہل ستم سے
کہ دولت ہی بچالا کی وہ بیتہ
دوشالہ دونگی اور رومال سنجاب
ہوا وہ دوارکا مین جا کر داخل
بظاہر برہمن ہی پیر دانا
خود آیا بہر استقبال
کیا سب برہمن نے آشنا
اوسیکا لب پہ تہا ہر دم فسانہ
خدنگ عشق رکہتا تہا جگر
برنگ فاختہ دل باختہ تہا
توقف کی نہ لایا سانورا تاب
سراپا آرزوی وصل دلدار
وہ پہونچی اوڑسے کندن کی نگر
زیادہ دمبدم تہی بیقراری
نظر رکمن کو آیا چیت و چالاک
دیا قاصد نے اکرام مژدہ
کہ آئے دوارکا سے کشن و بلدیو
ہوا جان و جگر سے اوسپہ شیدا
کیا دل شاد استقبال
بصد شان و شکوہ و دبدبہ

سلام

مفصل یہ فسانہ ای نکو نا سیما
ازبرای حفظ ہمشیر

خوش الحانو نکا ہر اک جا مورچہ تھا
وہ جاتی تھی بظاہر جانب دیر
قدم رکھتی تھی رک رک کر زمین پر
جہان تھا دل نظر بھی اوسطرف تھی
جو تھا نیلوفری رنگ رخ سیام
قد نازک برنگ سرو نوخیز
صدا پازیب کی تھی وہ قیامت
مکان گورجا تھا شہر سی دور
کہ ای حاجت روای اہل امید
اوسی کی عشق مین ہی بیقرار ہی
کہا گرجا کی ہنسکر کیون ہی بیتاب
صدای گورسنکر شادمان تر
میان فوج وہ رشک قمر تھی
دلیرانہ میان فوج پل کر
پڑا غل فوج مین ای شاہ والا
میان باغ روکا ہودج زر
کہون کیا جو وہان پر مضحکہ تھا
جب آہستہ رہ گم سپاہ ملکہ
کمانون پر چڑھائی سب نی رودے
گرے موہن پہ بدبخت زبون کار
کہنیا سنکے شور بد نہاد ان
کمند آہنی اہل کفا پر
گرے سب خاک و خون مین اکثر قاتل

چلین یہ کسن کو لیکر سوی گرجا
کیے ہمراہ لاکھون اہل شمشیر
وہان چلنی سی عاجز مورچہ تھا
دلی تھا حال عشق سیام مین غیر
کہ تا ہو دیر آئی سیام سندر
کیے تو دیدہ و دل سی حلف تھی
دل بیتاب کو تھا اوس سے آرام
معنبر گیسوی مشکین دلاویز
بپا ہر گام پر کرتی تھی آفت
ہوئی داخل وہان دلشاد و مسرور
پرستش تیری مین کرتی ہون جاوید
اوسیکی دمبدم ہی انتظاری
دعا کی مین نے تیری دلسی ایجاب
چلی سوی مکان وہ نازپرور
زمین پر پانون گردون پر نظر تھی
لیا آغوش مین یہ کسن کو خوشتر
لیے جاتا ہی شیر نر غزالا
کیا سپاہ کو آگاہ جاکر
کہ لب پر ہر بشر کے قہقہہ تھا
بسوی کشن دوڑی لیکے لشکر
کہ جسکو دیکھکر نامرد رو دے
ہزارون تیر مارے ملکے یکبار
چلا شیرانہ سو ہی گرگ زادان
اوبھنین کو جا کے لیتی صورت مار
کوئی کشتہ سراپا کوئی نسبمل

ہر اک رنگین قبا تھی صورت گل
مکان شاہ سے تا دیر گرجا
سپہ کی بیچ مین جاتی تھی رکمن
نظر دزدیدہ سوی دلربا تھی
نظر جلباب عارض سی روان تھی
تسلی کے لیے وہ رشک لالہ
لباس زرفشانی تن پہ زیبا
حنا سے پای نازک کا وہ نکھار
غرض اسطرح سی وہ ماہ پیکر
پرستش کی خوشی سی گورجا کی
عیان تجپر مرا راز نہان ہے
اگر تو مہربان ہی دلسے مجپر
وہی ہوگا جو تیرا مدعا ہے
ملا تک چرخ پر مردم زمین پر
کہ ناگہ سیام نی بیخوف و بیباک
بٹھایا ہودج گوہر فشان مین
یہ سنکر راجہ دوڑے بہ یلغار
خبر جب انجمن مین یہ ہوئی عام
ہوا سپاہ سنکر غمسے بیتاب
کیا گرد عرابہ جات کے نرغا
ہوئین مہتابیان تیغ تفنگی روشن
میانون سے گہسیٹے سب نے خنجر
پڑی اونپر جو چشم جادوانہ
کچہ ایسی بات پر آئے وہ ظالم
برادر لیکے پل مین بل جو یکجا

ہر اک نغمہ سرا تھی مثل بلبل
سیاہ بادشاہی تھی دورویا
سہانا راگ گاتی تھی ہر اک زن
وصال سیام کی دلمین دعا تھی
بظاہر گرچہ پردی مین نہان تھی
لیے گلہای نیلوفر کا ہالہ
مرصع زیور زرین سراپا
کہ برگ گل سی ہو جیسے بہار رنگ
بشوق آرزوی وصل دلبر
جبین رکھکر زمین پر یہ دعا کی
کہ دلبر میرا دلدار جہان ہے
تو حاصل ہو وصال سیام سندر
کہ میرا قول بے مکر و ریا ہے
دورویہ زیر و بالا جمع لشکر
صف گردان لشکر آگی کی چابک
جہان اوترا تھا لایا اوس مکان مین
ہزارون ناوک انداز و کماندار
کہ رہزن لیگیا حور دلارام
خجالت سی ہوا سر تا قدم آب
کیا شور قیامت جسنے برپا
بڑھائے ناوک اندازون نے توسن
اوڑائے توسن جنگی ہوا پر
ہوی تیرون کے اپنے وہ نشانہ
لگی تلوار چلنے اوس مین باہم
پڑا فوج عدو مین شور و غوغا

گھبایا موسل سنگین سنبھل کر
گرا این چرخ سے تو مین پر
جو پائی گولہ اندازون نے فرصت
خلاصی جان کی جانی غنیمت

ہوی گردون کے گرد ہو خوش آب
توانائی کے تن سے اوڑ گئی تاب
نہ لایا خیل دشمن تاب موسل
ہوئی آتش سبھونکو آب موسل

ہوا سب لشکر سسپال برہم
موی کوگورتی زخمی کو مرہم
یہ حالت دیکھکر سسپال بھاگا
دولھن کا چھوڑکر سکھیان بھاگا

رکمن نے سنکے حال فوج سسپال
پی خواہر گیا موہن کے دنبال
مقابل سیلم کے آیا وہ پرخشم
ہی قہر و غضب سے لال کر چشم

کہا ای کودک بی شرم و بی دید
چلا سبجوف لیکر میری ہمشیر
نہین معلوم تجھکو زور میرا
کہ ہی زور آورون مین شور میرا

کسی سے حال میرے زور کا پوچھ
اوکھاڑی مین نے اکثر شیر کی مونچھ
بہت پیل دمان مین نے پچھاڑے
بہت شیرون کے کلّے مین نے پھاڑے

نہین نامرد مین مانند سسپال
نہ موڑون منہ اگر ہو دیو و جال
غرض جب یون کہا کم ذات بارہا
ہوئی موہن کو نخوت ناگوارا

لڑی تیر و تیغ و دودم سے
ہوی آمادہ کشتی رکم سے
جو گھر جانی مین عجلت تھی یہان پر
کیا ظالم کو پہلے پیچ مین زیر

کمال مردمی سے اوسکو پکڑا
کمند آہنی مین کسکے جکڑا
بلایا ایک چابکدست حجام
کہا حجام سے ای نیک فرجام

بنا اسکے بروت و ریش کے بال
کہ بار غم سے ہو یہ فارغ البال
جو تھا حجام اپنی فن مین استاد
بجا لایا کنہیا کا وہ ارشاد

بنائی موی ریش و سر تمامی
دیا گویا اوسے خط غلامی
بنائی ایسی ماموں کی حجامت
کہ ہو جسطرح میمون کی شباہت

جہانتک تھا رکم کا مال و لشکر
کیا بلدیو نے غارت سراسر
حضور سیام سندر شاد آئے
بہت مال و خزانہ لوٹ لائے

رکم کی دیکھکر وہ شکل میمون
ہنسے بلدیو دلمین جد سے افزون
کہا موہن سے ای عالم کے محبوب
دیا انعام سالے کو بہت خوب

اسی پاداش کے تھا یہ سزاوار
اسی انعام کا تھا یہ طلبگار
رکم عاجز تھا اپنی زندگی سے
جھکائی فرق تھا شرمندگی سے

بہت کی جبکہ رکمن نے شفاعت
کیا آزاد تب اوسکو سلامت
رہا شرمندگی سے وہ اوسیجا
ہوا اسوی مکان رخصت کنہیا

شہ بھیکم نے بہر نیک امداد
دیا اسباب شادی ہوکے دلشاد
کنہیا شادمان منزل بمنزل
ہوی اپنی مکان مین جا کے داخل

وہان جا پہنچی موہن کے دلشاد
کیا شادی سے مہمان خانہ آباد
کیا ترتیب سب شادی کا سامان
ہوی خویش و برادر آکے مہمان

زرہ دی بید حکم برہمن سے
کیا پیوند نسرین نسترن سے
ہوا آغاز رود و نغمہ و رقص
ہوا مشغول راگ و رنگ ہر شخص

نوای نغمہ نو کو بکو تھے
صدای شادیانہ چار سو تھے
تمامی مطرب و رقاص و قوال
در و یاقوت و گوہر سے ہوی لال

ہوا رکمن کا شاہا اسطرح بیاہ
ہوا شادان عروس غنچہ نوشاہ
سنی دلسے جو کوئی یہ فسانہ
ادہیہ حاصل ہو عیش جاودانہ

ادہیای پنجاہ و ششم

بیاہ دوسرا موہن کا ساتھ ستبھاما کے

سری سکھدیو دانشمند دوران
ہوا یون لعل لب سے گوہر افشان
کہ تھا اک شاہ نامی ستراجیت
نیاتا تھا کوئی اوس سے کبھی جیت

بہت کی دلسے اوسنی یاد مہر
کرم سے مہر نے کی اوسپہ تب مہر
دیا اوسکو زری مہربانی
منور وہ سے لعل یمانی

عجب وہ لعل تھا ماہ جہانتاب
کہ تھا عالم مین ثانی اوسکا نایاب
شب تاریک مین مہتاب انور
سحاب نور مین خورشید خاور

جسی حاصل ہوئی وہ لعل رخشان
زر افشان نو بنو پیراہن و رخت
جو چمکا بزم میں وہ لعل خوشرنگ
کوئی بولا کہ یہ عکس شفق ہی
کوئی بولا نہ مہر و مشتری ہی
کسی نی عرض کی ای سام سندر
یہ لعل بے بہا ہی ماہ عالم
زر و سیم و گہر ہوا اس سے حاصل
ہوا وہ لالچی یہ سنکے بیزار
اسی سے رنگ روی لعل پر ہی
اسے کیا لعل و گوہر کی ہی خواہش
وہان تھا بیر سین اوسکا برادر
وہان اک شیر نر نے اوسکو مارا
ہوئی اوس شیر سے کشتی جو باہم
حسین اوس خرس کی تھی ایک دختر
دیا وہ لعل اوسکو جا کی فی الحال
ہوا شبہہ یہ اوسکو آشکارا
تمامی شہر میں چرچا ہوا عام
کنہیا نے کیا تب دلمیں آہنگ
ہوا معلوم لعل فتنہ کا رنگ
ہوئی جو بین اوس سے نہایت جنگ
شہ خرسان نے ہارا ہی گرامی
عروس لعل روئی لعل انور
کمال شرم سے وہ پیکر قوت
عروس لعل لب گو پر میں لایا

مہیا ہوا اوسے گنج فراوان
میسر ہوا اوسے بی دولت و بخت
ہوئی احباب موہن دیکھکر دنگ
کہ جس سے رنگ روی مہر فق ہی
کف موہن کی یہ انگشتری ہی
قدمبوسی کو آیا مہر انور
یہان لایا ہی ستراجیت اسدم
نہ ان رشک قمر ہوا اس سے حاصل
کیا اوس لعل کے دینے سے انکار
اسی سے آب و تاب مہر گہر ہی
فقط مد نظر ہی آزمائش
دیا وہ لعل اوسکو شادمان تر
اوٹھا کر لیگیا وہ سنگ پارا
ہوا غالب شہا خرس دلاور
کہ جسکے لب تھی لعل تر سے بہتر
خوشی سے اوسکا چہرہ ہو گیا لال
کہ بہر لعل اوسی موہن نے مارا
کنہیا کو کیا کافر نے بدنام
کہ لاؤن لعل تب ہی نام اور ننگ
کہ آکر جامونت اب لیگیا سنگ
تب آیا ہاتھ وہ لعل گران سنگ
وہ دختر دی اوسی بہر غلامی
بسوی خانہ آیا شاد بیکر
ہوا ازروی خجلت زرد یاقوت
جبین سے داغ غم کا مٹا پایا

مکان میں جسکی ہو وہ لعل یکتا
غرض اک روز ستراجیت آیا
کوئی بولا کہ ہی یہ پرتو برق
کوئی بولا کہ ہی یہ مہرہ مار
نصب ہی اوسمیں جو لعل جہانتاب
کہا موہن نے ای یاران دلجو
دیا ہی خسرو خاور نے اسکو
یہ کہکر وصف لعل رخشان کا
نسمجھا سنگدل یہ دلمیں شاہا
جہان تک لعل و گوہر کان میں ہی
زبان غیرت سے اوسکی ہوگئی لال
برادر لیکے وہ لعل درخشان
قضارا جامونت شاہ خرسان
کیا خون اسد سے لعلگون جنگ
فزون رنگت میں وہ یاقوت سے تھی
شہا بہائی کی ستراجیت نے جب
نظر آئی جو اوسکو صورت یاس
ہوا جب متہم وہ دزدی میں ہرز
غرض پہونچا وہان جا کر کنہیا
جو موہن نے سراغ لعل پایا
جو دختر خرس کی تھی رشک گلشن
جو پائی لاڑلی وہ لعل سے خوب
مشقت کرکے لایا لعل موہن
ہوا موہن عروس نو سے ہمدوش
جو ستراجیت نے دیکھا یہ اعجاز

ہزاروں سیر زر ہو روز پیدا
وہ لعل نو حضور سیام لایا
کہ تابش جسکی ہی از غرب تا شرق
کہ تاب مہر ہی جس سے نمودار
درخشندہ ہی اوسکی ہر طرف آب
نہ ہی خورشید انور یہ نہ ہی ماہ
گہر اسطرحکا ملتا ہی کسکو
سری موہن نے اوس نادان سے مانگا
کہ سنگ و لعل ہین سب اوس سے پیدا
ازل سے اسکے سب امکان میں ہین
وہ لیکر لعل بہاگا گھر کو فی الحال
شکار افگن گیا سوی نیستان
وہان آیا پی سیر نیستان
مکان کو لیگیا وہ لعل خوشرنگ
عیان تھا نام اوسکا جامونت
نپائی کچھ خبر غمگین ہوا جب
ہوا آمادہ کہانے پر وہ اوس شب
لگے سب خندہ کرنے مرد اور زن
پڑی تھی بیر سین و شیر جس جا
گیا سوی مکان خرس تنہا
ہوئی وہ عاشق رخسار موہن
ہوئی موہن کے دلکو بسکہ مرغوب
کیا خم دی کے ستراجیت کو تن
غم تہمت کیا دل سے فراموش
کیا موہن کو فرزندی میں ممتاز

عطا کی دخت اپنی ست بھاماں ۔ دیا شادی میں وہ لعل درخشاں
زمرد گون جو جوہر اوسکا دکھایا ۔ تو پایا یار بخت سعد اپنا
شہا اکدن بسوی ہستنا پور ۔ گئے بلدیو و موہن شاد و مسرور
کہ ستراجیت نے پہر لعل اپنی پایا ۔ کیا وقت طلب موہن سے انکار
تو لاؤں مار کے وہ لعل رنگین ۔ کروں با نندنی اوسکو غمگین
سنا جب ست بھاماں نے یہ احوال ۔ شتابان آئی خون سے چشم تر لال
ہوئی دلگیر موہن سنکے یہ حال ۔ شتابی پہونچی ست ہنوان دنبال
جب آئی دوارکا میں با غم و یاس ۔ تو جانا لعل ہی اکرور کے پاس
مٹایا نام و ننگ پارسائی ۔ سفیدی میں لگائی یہ سیاہی
طمع سے بحر و بر میں مرغ و ماہی ۔ اسیر دام ہو خواہی نخواہی
کہا شرمندگی سے دلمیں افسوس ۔ ہوا سے کشن کا اکرور مدہوس
کیا رو رو کی عذر بیگناہی ۔ شفاعت داور محشر سے چاہی
دکھا کر ست بھاماں کو او سیام ۔ دیا اکرور کو پہر شاد و خرم

ہوا پائی کشن نے وہ ماہ پارہ ۔ ہوا از رنگ جبین شک ستارہ
ہوا اوس لعل لب سے شاد از بس ۔ کیا وہ لعل ستراجت کو واپس
وہاں تھا ایک جابو دوست مہوان ۔ کہا اکرور سے اوسنے یہ پنہان
زبس کی حیلہ جوئی خام کاری ۔ اگر ہو مصلحت از راہ یاری
غرض مارا اوسے دہنوان نے جاکر ۔ دیا اکرور کو وہ لعل انور
کہا حال پدر موہن سے رو کر ۔ کہ آفت پھر لعل آئی پدر پر
گیا بیجان اوسی متھرا میں جاکر ۔ نیا پایا بس اوسکے لعل انور
ہوی یہ بات سنکر خشمگین سیام ۔ کہ کیا اکرور ناداں نے کیا کام
مثل مشہور ہی دنیا میں ہی سچ ۔ کہ چشم عاقلاں سیتاہی لالچ
غرض اکرور نے پائی خبر جب ۔ کہ راز لعل جانا سیام نے سب
وہ لعل بے بہار کہا قدم پر ۔ ثنا ہی سیام کی با دیدۂ تر
خداوندی سے بخشی اوسکی تقصیر ۔ لیا اوس سے وہ لعل ماہ تنویر
سنے جو کوئی یہ افسانہ پاک ۔ رہے وہ تہمت دزدی سے بیباک

ادہیای پنجاہ و ہفتم ۵۷

بیان بیاہ چوتھی سری کشن کا ساتھہ کالندری دختر جمنا کے

شہا اک روز موہن شاد و مسرور ۔ گئے دوراوتی سے ہستنا پور
بشکل سہدیو ارجن بھیم دانا ۔ برادر چار تھے اوسکے توانا
جو درجودھن تھا عموزاد بھائی ۔ ہمیشہ اوس سے رہتی تھی لڑائی
حواس خمسہ اونکے منتشر تھے ۔ ہمیشہ مبتلای شور و شر تھے
کہ و مہ نی خوشی کی آشکارا ۔ ادا کی رسم تعظیم و مدارا
وہاں سے ایکدن ارجن کے ہمراہ ۔ گئے بہر شکار و سیر آگاہ
پیا پانی ہوی سیراب دونوں ۔ ہوی سیراں کنار آب دونوں
کہوں کیا آب تاب روی تاباں ۔ کہ ہر جاں سنج دیتا تھا مرجاں
نظیر چشمۂ حیواں ہی تھا ۔ برنگ موج گیسو پر شکن تھا
نہ دیکھا صبر کے دریا کا ساحل ۔ پھنسے گرداب غم میں کشتی دل

جد ہشتر تھا وہاں کا راجہ نامی ۔ جہاں تھا اوسکی قبضے میں تمامی
سہم پانچوں تھے مثل پنج انگشت ۔ دکھاتی تھی نہ دشمن کو کبھی پشت
اذیت اوس سے پاتے تھے جو ہر دم ۔ وہ تھے پانچوں اسیر پنجۂ غم
جو دیکھا کشن کو شاداں ہوئے سب ۔ شگفتہ مثل گل خنداں ہوئے سب
تشفی کشن نے کی سبکی یکبار ۔ رہے دو چار دن اوسجا بتکرار
ہوی جب تشنہ لب صحرا کے اندر ۔ گئے بیتاب دریای جمن پر
ہر وی آب دیکھی ایک دختر ۔ کہ ہر دنداں تھا جسکا رشک گوہر
عجب تیغ نگہ میں اوسکی تہی آب ۔ کہ جسسے ہر دم آتی تھی بیتاب
جو دیکھی سیام نے وہ دختر پاک ۔ گریباں شکیبائی کیا چاک
کہا ارجن سے باصد بیقراری ۔ کہ جا کر تم زراہ انکساری

کرو نام و نسب تحقیق اسکا
کہ دل سینے مین لہراتا ہی میرا

اگر کس ور پاکی تو روشن جہد ہی
گہر پر تیرے دندان گو شرف ہی

کہا اوسنے کہ ہو منمین بخت خورشید
محبت کشن کی رکہتی ہون جاوید

سنا مین نے کہ دریای جمن پر
برای سیر آتا ہی وہ اکثر

زن پاکیزہ ہون مین پاک گوہر
گیا اوسکے تعشق مین نہ شوہر

ہوا یہ مژدہ سنکر یون وہ سیراب
کہے تو جو مین آیا جا کے پہر اب

جو آئی ہاتہ وہ فرخندہ پیکر
اوڑا یار تھہ زمین سے آسمان پر

میان سبزہ اوسمین تا بکسیال
رہا ہمدوش جانان شاد و خوشحال

دیے دو سیب گلگون تیز رفتار
جو تھے مثل ہوا اوڑنے پہ طیار

عروس نو کو لیکر شاد و مسرور
وہان سے آئے سوی ہستناپور

جو ارجن نے ضمیر کشن پایا
کہا اوس حشیمہ خوبی سی شاہا

تو کر نام و نسب سے اپنے آگاہ
کہ ہی بے آبرو آگے ترے ماہ

نہین ہی مجکو اک دم صبر و آرام
مرا مشہور ہی کالندری نام

اوسی گوہر کی جست و جو مین ہر روز
شناور آب مین ہون ہی دل افروز

شہا ارجن نے سنکر اوسکی گفتار
کہا موہن سے آ کر مژدۂ یار

گیا بیتاب نزد شاہد پاک
لیا شفقت سی بر مین اوسکو بیباک

روا رو آسمان پر صورت باد
وہ پہونچے بوستان اندر مین شاد

پرستش کی وہان آتش کی ہر روز
عطا کی اوسنے یک قوس عدو سوز

کنہیا نے کمان و اسپ لیکر
دیے ارجن کو با لطف مکرر

جد ہستر سے ضیا لیکر سبکرو
مکان مین آئے با محبوبۂ نو

ادہیای پنجاہ و ہشتم ۵۸

بیچ بیان پانچوین بیاہ سی کشن کے

اودیتی شہر مین تہا ایک راجا
صبیہ اوسکی تھی اک متر بیدا

کرونگی سا نوری سے بیاہ اپنا
رہونگی ورنہ بی شوہر ہمیشا

بلائی سیکڑون مہمان و شاہی
دیا موہن کو سب شاہان شادی

کیا تھا عہد اوسنے بھی یہ دلمین
کہ تا آتش ہی میری آب و گلمین

پدر نے سنکے یہ اقرار دختر
کیا عقد اوسکا موہن کو بولا کر

دیا دہ نو کا باہم ہات مین ہاتہ
صبیہ کو کیا داماد کے ساتھ

کنہیا لیکے محبوب دلاویز
سو دولت سرا آیا سبک خیز

ادہیای پنجاہ و نہم ۵۹

بیچ بیان چھٹوین بیاہ سی کشن کے

دلا دنیا عجب عشرت سرا ہی
کہ ہر نعمت یہان کی جانفزا ہی

میسر ہی جسے مستور گلفام
ہمیشہ ہین مبارک اوسکی ایام

کہ دیکہو کشن پا این گنج شہوار
زن نو کے رہے ہر دم طلبگار

میان شہر کوسل پور شاہا
بڑا عالی نسب اک بادشہ تہا

جمال و حسن مین تھی وہ جو یکتا
اوسے مادر پدر رکہتی تھے سیتا

تنومند و قوی بازو و پر خشم
ملاتا تہا نہ اوسنے شیر نر چشم

ہوا کو چھونے دیتے تھی نہ وہ دم
نہ رکہتے تھی زمین پر وہ کبھی سم

اوسے دو دختر شیرین شمائل
نہوز نہار عہد شاہ باطل

اگرچہ اسکی ہر نعمت ہی اول
ولے ہی لذت زن سب سے افضل

ہزارون نعمتین ہون گرچہ حاصل
نپائے خط ولے بی زن کبھی دل

زن نو ہی بلی شاہون کو زیبا
ہزارون ہون نہین ہی تو سبھی بیجا

نہان رکہتا تہا وہ اک دخت گلگون
کہ جیسے درج مین ہو در مکنون

توانا سات رکہتا تہا وہ نرگاو
سنان سے تیز تر تھی شاخ ہر گاو

ذرا سی چھیڑنے مین غضب تھے
کہون کیا وہ غضب آلود سب تھے

کیا تہا شاہ نے محکم یہ اقرار
کہ ساتون بیل ناتھے جو بیکبار

سنا شاہون نے جب یہ عہد اوسکا
سب آئے فوج و لشکر لیکے اوسجا

شمال و مشرق و غرب و دکن کر	سب آئے تاجور چین و ختن سے	کنہیا بھی ہوا یہ سنکے مشتاق	کہ لائے جفت چلکر تاکہ وہ طاق
زر افشان پیرہن پہنا معطر	چلا سہرہ پر وہ زریں تاج رکھکر	مثال مہر زریں تھا یہ تنہا	ہوا اسوار کوسل پور میں پہنچا
جمال سیام جب سیتا نے دیکھا	ہوئی جان و جگر سے اوسپہ شیدا	ہوئی گو دلمیں الفت ستیا نوری کی	ولے پابند اقرار پدر تھے
ہوئی جب جمع سب شاہان نامی	ہوا تب حرف زن شاہ گرامی	جسے ہو زور بازو وہ جہاندار	توانا گاو تھے سات یکبار
جو اوسمیں گاو دی تھی گاو پیکر	گئے گاو و بنگئے گاو صورت خر	بلائے شاخ گاوں نے جو یکبار	گرے دھم سے زمیں پر شکل دیو آئے
رہ قدرت سے موہن نے اوسجا	بنائیں سات شکلیں اپنی شاہا	بہر صورت وہ تھیں کرگی گرفتار	رسن بینی میں کی ساتوں کی یکبار
کیا ایفای شرط شاہ کوسل	مہم سخت آسانی سے کی حل	شہ کوسل نے حسب شرط اقرار	عطا کی کشن کو دختر نکوکار
ہزاروں اسپ و پیل و گاو و مادہ	دئے لعل و گہر حد سے زیادہ	ہزاروں تھے دئے اسباب و زر	ہزاروں میں کنیزیں ماہ پیکر
کیا رخصت یہ دیکہ سب سرانجام	خوشی سے ساتھہ کی دختر گل اندام	کنہیا ایسکے جو ر نازپرور	بسوی دوارکا آیا سبکتر
ہوا محبوبۂ نو سے ہم آغوش			غم محنت کیا دلسے فراموش

ادہیای شصتم

بیچ بیان ساتوین بیاہ سی کشن کے

شہا کیرت تہا اک راے نکونام	خدا اوس نے دی تہی اوسکو دختر گلفام	بنام بھدرا وہ نامور تہی	جمال و حسن میں رشک قمر تہی
وصال سیام کی تہی وہ بہی مشتاق	جدائی میں تہی اوسکی زندگی شاق	پدر نے سیام سندر کو بولا کر	رضا سے دی وہ دختر نازپرور

بیاہ آٹھواں ہی کشن کا

مدر میں ایک تہا رای خردور	قمروش ایک تہی نیک اوسکا دختر	بنام لچھنا مشہور تہی وہ	دل گھنسیام کو منظور تہی وہ
پدر کو اوسکے لکھا نامۂ شوق	سعادت یا سمجہا اوسکو ما فوق	تمامی بد خواہوں نے رضا دی	بولا کر سیام کو کی اوس نے شادی
کہے مین نے یہ آٹھوں بیاہ ایشام	سنو سولہ ہزار اک سو آٹ بیاہ	اوٹھیں یکبار لایا وہ نکو زاد	قفس میں لائے طائر جیسے صیاد
سنے یہ نغمہ دلسے جو نکو ذات			رہے شادی سے کامیں اوسکی کرد آت

ادہیای شصت و یکم

بیچ بیان سولہ ہزار ایک سو رانی کی ساتہ کشن کے

شہا اکدن عروس نازک اندام	کہ جسکا ست بھامان نیک تہا نام	لیے تہا ساتو رابہ میں او سے تنگ	شگفتہ خرمی سے لب تھے گلرنگ
نشاط و عیش کا دیکھا جو ہنگام	ہوئی یوں شکر افشاں وہ گل اندام	کہ شاہا مجکو مدت سے ہی افسوس	نہیں دیکھی ہیں میں نے نخل فردوس
اگر تو لی چلے ای سیام سندر	تو لاؤں نخل طوبی کا گل تر	جو کی محبوب شیریں لب نے یہ قال	دل و جان سے کیا موہن نے اقبال
ہوا وقت سحر عنقا پہ اسوار	بہائی پاس عرض مہر دلدار	اوڑا رہوار اوج آسمان پر	ہوا عنقا نظر سے وہ سبکپر
حصار سنگ دیکھا اک سر راہ	نگہبان روز و شب جسکی [illegible]	فلک سے اوسکا تہا ہر برج اونچا	نہ تہا جانی کا اوسمیں کسی کو پہنچا
عجب وہ قلعہ مستحکم بنا تہا	تہا افتادہ [illegible] سے گرنا تہا	کہا استوار سے وہ خوش تر	نہ رکہتا تہا غم آفات محشر

بگرد قلعہ تھی وہ تین خندق
لبالب دوسری خندق مین تھا آب
پرندون کے وہان جلتے تھے شہپر
ملائک خوف سے ظالم کی جاوید
جہان بیزار تھا اوسکی جفا سے
سمن بر دختران ماہ پیکر
ہمیشہ اونسے وہ عشرت طلب تھا
جو دیکھا کشن نے وہ چمن و زمین
یہ کہکر سیام نے گھوڑا کیا خیز
گئے پھر عنقریب خندق آب
گڑہی اوسجگہ اے شاہ ذیہوش
سجایا جا کے زیر قلعہ ناقوس
نہین یہ کہتی ہین قدرت یہ ملاک
وہ خندق آتش افشی کی پرسوز
تفنگ و تیر سے ظالم نے یکبار
وہ تھا سردار افواج شیاطین
مچایا دیو نے میدان مین غوغا
پر عقاب ماری تیغ بی زنگ
مثال برق وہ میدان مین چمکا
سپر تھے ساتھ اوسکے ساتہ زمین
حضور کشن آئی اپنی جنگ
یہان تک تیر مارے فارغ البال
کہنیا دیکھکر تیرونکا طوفان
پڑا عکس سودرسن چکر جیسے
غرض فوج جن عفریت شیطان

سمندر کا کلیجہ جس سے تھا شق
زمین پر تھی جسکی گہرائی نہ پایاب
گذر انسان کا مشکل اوس جگہ پر
فلک پر کانپتے تھے مثل خورشید
نہ تھی ہیبت اوسکی قہر خدا سے
کہ تھین سولہ ہزار اک سو برابر
ہمیشہ اونپہ سو رنج و تعب تھا
کہا جب ہی استیصال بد بین
گئے پہلے قریب آتش تیز
سودرسن سے کیا وہ آب نایاب
کیے اگنی ہزارون مار کر نوش
میان خواب تھا وہ دیو سالوس
جو آئین بخطر اسجا یکایک
یہ کیونکر پھاند کر آیا سیہ روز
کیا ہنگامہ محشر نمودار
دیے تھے سر اوسے خلاق نے تیس
کیا آشوب رستاخیز برپا
بنا طاوس غقا ہو کے کلنگ
جلایا آخر مین ہستی عدو کا
غضب کا زور رکہتی تھی وہ تن مین
تفنگ و تیر سے میدان کیا تنگ
کہ سینہ ہوگیا گردونکا غربال
ہوا غصے مین آیا سوی میدان
اوڑا وہ صورت باروت جلکر
بہارو مین ہوئی رست جا کی مہان

فروزان ایک مین تھی آتش تیز
ہزارون سیر تہین یار فسون
وہان حاکم تھا بہوماسر جفا کا
ہزارون دیو و جن تھے اوسکے نوکر
دیے تھے پانچ سر اوسکو خدا نے
شہان ہند و چین سے کر دی پیکار
مشیت سے و لیکن سب وہ پریشان
ستمگر کو سزا دینا روا ہی
بجھائی بارش باران سے آتش
شتابی سیام سندر نے بجہایا
کیا وہ طلسم یکقلم صاف
کہا حیرت سے یہ کیسی قدرت
یہان دیوان ظالم کا ہی بھیر
ہزارون دیو لیکر اپنے ہمراہ
وزیر بہوم تھا نرسنگہ اک دیو
بڑھا آگے وہ لیکر گرز بھاری
حضور سیام آیا صورت شیر
جو دیکھا سیام نے یہ حال مرکب
ہوا نرسنگہ جب میدان مین بیجان
پدر کے غم مین ہو کر وہ غضبناک
پسر بانا دگر تھے سیکڑون کا
جو تھے وہ جنگجو جنگ آزمودہ
سودرسن چکر سے وہ جنگ دیکھا
جلون کی شست مین تشبیہ کیا تم
سنایا حال بہوماسر نے جو دم

کہ تا اوج فلک تھی شعلہ انگیز
کہ جنکے زہر سے نیلا تھا گردون
ستم سے جسکے تھی ہر چشم خونبار
بہت رکھتا تھا گنج لعل و گوہر
کیا تھا پائمال کر و فر قضا نے
مکان مین اپنے لایا تھا ستمگار
ہوئین دست ستمگر سے نہ عریان
کہ مجرم کے لیے واجب سزا ہی
ہوا دل سرد سنکر دیو سرکش
وہان سے خندق ماران پہ پہنچا
گیا تب صاحب غقا نہ فن
جو آئے پار خندق کے سلامت
یہان کیا آدمی رکھتا ہی ہمت
حضور سیام آیا دیو گمراہ
کہ تھا اہل جفا و صاحب ریو
کہا مشکل ہی مجھسے رستگاری
علم کی ہات مین کافر نے شمشیر
اجازت دی سودرسن چکر کو تب
پراگندہ ہوی سب دیو شیطان
لبالب خون سے آنکھین صورت تاک
نظر آتے ہین اب تک جیسے سوراخ
بنایا آسمان تیرون کا تودہ
گئے سب کے جدا سر تن سے یکبار
سب نے تھے تودہ انگشت ہا تہی
ہوا آباج نوک ناوک غم

خدنگ آہ کھینچا دل نے از بس
ہزاروں گرد ہوا رو پیادہ
کوئی نازان تھا اپنی دست و پا پر
غرض اسطرح کا لاکھوں وہ نامرد
ہوئی توپوں سے آتشبار سرکش
کسی نے دوڑ کر بندوق کی سر
وہ قدرت رزمگہ میں کی نمودار
چڑھے چلے کمانداروں کے اوپر
تباہی لشکر اعدا میں آئی
جو تھا ہاتھی پہ بھوماسر ستمگر
ہوا جب قتل بھوماسر پڑا غل
اسیر درد و غم شام و سحر تھیں
جو تھیں وہ طالب دیدار موہن
جو پایا عاشقی میں انکو صادق
منگا کر معہ رتھ و سکھیاں زرکار
چہار و شصت پیل کوہ پیکر
ہزاروں ابر رنگی تھے سیہ پیل
ہزاروں تیز رو اسپان نوخیز
وہاں سے سیام سندر ست بھاما
ادب سے عرض کی اے شاہ والا
ہوئی دلشاد کشن وست بھاما
اوسکے سایہ سیراب میں سیام

کیے سر جانب چرخ مقوس
کوئی کھینچے کمان کوئی کتارہ
کوئی کہتا تھا میں جیون نر وہ شیر
رواں تھے چار سو جو دشت ناورد
گیا برپا وہاں طوفان آتش
کسی نے سر پہ مارا جا کے خنجر
گری ہاتھوں سے سرداروں کی ہتیار
دوال کوس شب ہونے لگی تر
سدرسن چکر نے آفت مچائی
گرائی اوسکے پانچوں کاٹ کر سر
فرشتوں نے لٹائی شوق سے گل
پریشان خاطر و خستہ جگر تھیں
ہوئیں خوش دیکھکر رخسار موہن
کیا موہن نے سب سے عقد وا حق
جداگانہ سبھونکو کر کے اسوار
سفیدی شاہ سے رنگت میں یکسر
قد و قامت میں جو تھے کوہ تمثیل
ہزاروں تھے بھی تیغ زنی کی گھریز
گئے سوئے مکان اندر شادان
جو فرماؤ کروں فوراً مہیا
چلے سایہ میں اوسکی شاد و خندان

منگایا پیل جسکے چار دندان
کوئی بندوق کا تڑاکہ سے شیر
سنی ہو گی نہ یہ کیفیت نغز
یکایک آگے میدان میں وہ دون بخت
بہم ہو کر وہ پیدل سب نے ملکر
جو دیکھی سیام نے اونکی دلیری
تفنگ و تیغ انکو ہوئے وہ ضعف نالے
لڑے گھوڑے پہ گرے ہو کے زین سے
گرا جسپر ز رنگ برق جانسوز
گرائیوں پیل سے دیو زبوں کا
جو تھیں سولہ ہزار اک سو وہ مستور
وہ سنکر قتل بھوماسر کا احوال
کیا اظہار سوز بیقراری
وصال کشن کی تھیں وہ جو طالب
کیا سوئے مکان سبکو روانہ
اونہوں کا پیل ایراپت تھا سرا
طلائی پانوں میں ہر اک کے زنجیر
یہ بھیجا دوارکا کو سارا اسباب
شہ روحانیاں نے شاد ہو کر
بحکم سیام اندر ہو کے پابوس
ہوئی داخل خوشی سے دوارکا میں

چلا خود چڑھ کے کافر سوئے میدان
کوئی کھینچے ہوئے بے خوف شمشیر
ثنا کرتے تھے اپنی سب بہم غیر
بھڑے سب کشن سے با سینہ سخت
کیا یکبار حملہ سانورے پر
عنان خنگ سوئے جنگ پھیری
کہ چلنا ہو گیا دشوار جانی
ہوئی بیخود نہ اوٹھے پھر زمین سے
ہوا انگشت پس جا کر وہ تہ زور
کہ جیسے کوہ سے حصن گرانبار
محاق غم میں مثل ماہ پر نور
حضور کشن آئیں فارغ البال
محبت سے بہت کی اشکباری
سبھوں کی دل کی بر لائے مطالب
بجایا آسمان نے شادیانہ
کہ جسکے چار دندان تھے گرانبار
ہر اک کے دانت میں سونے کی تحریر
ہوئے خوش دیکھکر موہن کے احباب
جبین بندگی رکھی قدم پر
لی آیا نزد بھاماں نخل فردوس
لگایا نخل وہ بستان سرا میں
ہوئے مشغول جشن عیش و آرام

جشن کرنا سری کشن کا ساتھ سولہ ہزار ایک سو آٹھ رانیوں کے
اور پیدا ہونا دس دس لڑکوں کا ایک ایک رانی سے

بیان کرتا ہے راوی خوش اطوار
جداگانہ ہر رنگ باغ رضوان

کتاب آسمانی سے یہ اخبار
بنائے سب کی خاطر طاق و ایوان

کہ جب فارغ ہوئے بیاہوں سے موہن
مرصع ہر مکان کی سقف و دیوار

ہوا ایوان گل اندامون سے گلشن
نگار و نقش سے ہر خانہ گلزار

خوشی تھے وہ عجب جنت سے مکانات | خوشی سے سیام سندر انہیں دن رات
جو تھیں آٹھ ازواج دل افروز | کیا کرتے تھے اونسے جشن نوروز
کبھی ہمراہ رکمن شاد و خوشحال | سرود و رقص کا رکھتے تھے اشغال
کبھی بزم طرب میں شاد و خندان | ترنم ساز تھے باست بھاماں
کبھی ساتھ جاموتی سے ہم آغوش | کبھی کالندری رکھتی تھی مدہوش
کبھی متبا سے باشوق و تمنا | کنار و بوس کا تھا گرم چرچا
کبھی ان لب بلب تھی چھینا سے | کلام عشق سے تھے ناز و ادا سے
کبھی ساتھ بھدرا کے عشوہ انگیز | لبوں پر تھے کلام شکر آمیز
کبھی تھی متر ویندا سے سخن سنج | کہ صورت جسکی تھی دافع غم و رنج
کبھی سولہ ہزار اک سو کے ہمراہ | کہ تھیں وہ حسن میں سب غیرت ماہ
خوشی سے نغمہ پرور تھے شب و روز | برنگ عندلیبان دل افروز
ہمیشہ با عروسان دلارام | یوں ہی مشغول جشن عیش تھے سیام
ہوا جب گرم جشن عیش ازبس | پسر پیدا ہوئے ہر زوج سے دس

ادھیای شصت و دوم

بیچ بیان کیفیت پسران رکمن کے

جو ہیں فرزند رکمن سے بعالم | بیان کرتا ہوں پہلے انکے میں نام
جہاں میں ہے پردمن مشہور ہر یک | دوم ہے چارو دیشن دلبر نیک
سدرسن اک خلق میں ہے شاہ مشہور | سوم فرزند رشک ماہ پر نور
چہارم چارو ندیہ نیک سیرت | سچارو اور ہیں پنجم خوبصورت
ششم تھا چارو رشک ماہ پر نور | دگر تھا بھدر چارو شاہ مشہور
قمر وش چارو چند عالم آرا | پسر ہشتم تھا ظاہر رکمنی کا
سچارو ای شاہ جو رشک قمر تھا | نہم وہ چارو تھا دسواں پسر تھا

بیان پسران ست بھاماں

پسر ست بھاماں کے شہا جان | یکی بھان و سو بھان اور سر بھان
دگر پر بھان و بگر بھان ماہ | چندر بھان برہد بھان بھگوان ہے
جو ہیں پرتھ بھان اور بھان مشہور | سری بھان و منین ہے با چہرہ پر نور

بیان پسران جاموتی

پسر تھے جاموتی کی جو گلفام | بیان کرتا ہوں شاہا انکے میں نام
کہ سانب و سومتر ای شاہ دیگر | سوم ہے پرجیت رشک ماہ انور
چہارم نام کند ہاری ہے مشہور | دگر ست جیت ہے با چہرہ پر نور
ششم ہے سہستر جیت مشہور عالم | دگر ہے ... ای شاہ اعظم
دگر فرزند ہشتم بسومان ہے | سند رو رسکہ مشہور جہاں ہے
دہم ہے کیرت فرزند خوش آئین | کہ اہل ہند کا تھا حامی دین

بیان فرزندان ستیا

سو آب نام فرزندان ستیا | یکی ہے بیر دیگر چندر زیبا
سو ستین ای شہ سوم سند چہارم | چھترگہ ای شہ ششم ہے نیک مردم
سری آن بیک اس پر تہم تھا ہا | دگر ہے رشک سن با روی رعنا

بیان پسران کالندری

پسر کالندری کی نازک اندام | کہ شہہ گنہری جسکا خلق میں نام
ہری خوش دیکھکر جسکو خرد گل | دگر بھی سانت رشع بر ان ہا
بتر شاہ و سبھا ہی اور دوجہ بکل | شاہی نام سے جسکے قضا بس

بیان پسران بھدرا

پسر مشہور تھے جو بھدرا کے | جگہ میں صاحب رضو سہا کے
یکی سنگرام جیت ای شاہ والا | دوم ہے برہسین رشک لالا
سوم تھا شور فرزند دلاور | دگر سر من سے ہرن بار و ہو انور
پسر ارجیت شاہا پانچواں ہے | ششم جی سندر عالیمکاں ہے

بیان پسران لچھمنا

سو بھدر و ہم شو ابو نام دیگر | تکل پسر دہم ظاہر ہی خوشتر

شہنشہ لچھمن کے جو پسر تھے / اداؤ حسن مین شک قمر تھے
چنانچہ بیر بل اور دہنک ہی نام / مہا سکت اور سبز ورج بھی تہا نام
بر کہہ تھا ایک سا بردان جگر تھا / سوم ونہر تھا سکہ بل سیم تہا
دہم ہی بیر اجبت اشی وجو تھا / زمانے مین عیان با نام نیکو

بیان پیدا ان متر بیدا

پسر تھے متر بیدا کی یہ مشہور / بر کہہ تھے اور بر کہہ باروی پرنور
اٹل بھی اور کرودہ ور دمن نام / زمانے مین مہا سنز تھی عام
جو ناتی ان مین تھم تھے ... / دہم مہنو تھا ہر دل کو پیارا
غرض اسطرح اولاد کنہیا / ہوئی چھپن کرور او بیاہ ہوا
ہوئی جب جو انمرد و جوانسال / ہوئی علم و ہنر سے فارغ البال
خوشی سے کرشن نے تب اے شہنشاہ / لکھے بیٹون کی پوتون کو وہان جا
کہا شہ نے کہ اے پیر نکو فال / بیان کر پردمن کے بیاہ کا حال

ادھیای شصت و سوم

بیان بیاہ پردمن پسر کلان سری کشن کا

لب شیرین سے سکھدیو خردمند / ہوا شکر فشان یون با شکر خند
تن سابق مین وہ منظور عالم / بنام کام تھا مشہور عالم
دعا سے تھی اوسکی عورت کو شتابا / کہ جب دواپر مین کشن اوتار لیگا
وہی یہ پردمن پیدا ہوا شاہ / سخن یہ پورہ ہین اس معنی آگاہ
کہین پیدا ہوئی تھی رتی نام / بہ بالای نکو روی دلارام
سنا جب پردمن کا یہ فسانہ / ہوا دشمن ستمگار زمانہ
سمندر مین چھپا کر اوسکو ڈالا / شکم مین اپنے اک ماہی نے پالا
وہان صیاد اک آیا قضا را / میان آب اوسنے جال مارا
وہ ماہی کھینچ کر دریا سے صیاد / حضور دیو لایا با دل شاد
شکم سے یون ہوا اوسکے وہ پیدا / کہ مہ ہو برج ماہی سے ہویدا
رہ شفقت سے سمبر نے وہ لڑکا / برای پرورش کامن کو بخشا
کہا نارد نے آکر اوس سے اگر / تن سابق کا یہ تیرا ہی شوہر
اسے شوہر سمجھنا ہے تامل / فدا اس گل پہ ہونا مثل بلبل
کلام نارد دانا سے آفاق / ہوئی سنکر دل و جان سے وہ مشتاق
ہوئی پروانہ شمع رخ شہ / گیا طوق گلو شوہر کا گیسو
ہوا جب وہ سہی قامت جو نہال / کیا سمبر کی خون سے تیغ کو لال
ہوا داخل مکان مین جا کے دلشاد / چمن مین جسطرح جیسے سرو شمشاد

کہ رکمن کا جو تھا فرزند مشہور / بنام پردمن با روی پرنور
ثریا مین دعای شیو سے کیبار / ہوا تھا خاک جلکر وہ نکوکار
تن انسان مین ہوگا تیرا شوہر / ہویدا صلب موہن سے مقرر
قوی تن دیو سمبر نام تھا اک / ازل سے تھا وہ بدبین شخص نیک
ہوا پروانہ اسکے رخ پہ کافر / اوڑا لایا وہ رشک شمع جا کر
گیا اک روز اوڑ کر دوارکا کو / اوٹھا لایا نہان اوس لڑکا کو
رہا نو ماہ ماہی کی شکم مین / نہ پہونچا اوسکو خطرہ موج یم مین
پھنسی ماہی وہ اسی شاہ نخوت / کہ جسکے حمل مین تھا ماہ انور
تراشی جبکہ سمبر نے وہ ماہی / ہوا پیدا وہ ماہ برج شاہی
جو دیکھی رشک مہ سمبر نے وہ شکل / ہوا بیہوش بھولا شرب اے راکل
جو دیکھا کامنی نے اوسکا رخسار / ہوئی سو دل سے او دیر عاشق زار
کہا کیا یہ پورنا مور ہے / سدا شیو کی دعا کا یہ اثر ہے
یہ لڑکا مارکے سمبر کو آکر / تجھے لیجائیگا ای نیک باطن
لگی دن رات کرنے خدمت شوہر / کہ ہے بہبود تیری طاعت شوہر
خیال زلف و رخ شام و سحر تھا / گل و سنبل سدا مد نظر تھا
زر و گنج و عروس ماہ پیکر / ہوا راہی بسوی خانہ لشکر
جو پایا اپنا گل ہمدوش لالا / ہوئی ماں باپ کو شادی دو بالا

کیا فرزند کا اوس دخت سے بیاہ
ہوی ہمدوش باہم زہرہ و ماہ
کیا رود و غنا کا ساز و ساماں
تواضع سے کیے دلشاد مہماں

بیان دوسرے بیاہ پردمن پسر کشن کا
کہ جس سے انرودہ پیدا ہوے

پریچھت نے کہا پھر اے سخندان
کہ تو ہی قبلہ ارباب عرفان
تو ہی واقف ہے روایات کہن سے
بیان کر اب لب شکر شکن سے

ہوا پھر پردمن کا بیاہ کیونکر
رکم نے کسطرح دی اپنی دختر
کہا سکھدیو نے ای شاہ دانا
لکھا ہی بیاس نے یوں یہ فسانا

رکم تھا سیام سندر کا جو سالا
سپہدار جہان سردار والا
نہ جیتا تھا جو موہن سے وہ جنگ
گیا گھر کو نہ از راہ غم و ننگ

کیا مادر پدر کو اپنے آزاد
کیا اک شہر نو میدانمیں آباد
بنایا قلعہ اوسمیں سخت محکم
بلندی میں نظیر چرخ چارم

وہاں رہتا تھا وہ آسی ستمگار
صبیہ اوسکی تھی اک رشک گلزار
ہوئی بالغ تو اوسنے پھیر شادی
جہاں میں چار جانب کی منادی

ہوی شاہان عالم جمع اوسجا
جوانان وغا مردان ہیجا
دلاور پردمن نے کی صف بر
یہ سنکر ماجرا پہونچا وہاں پر

ڈرے اوس شیر سے سب مثل روباہ
رکم نے دی وہ دخت نازنین بیاہ
کلنگ اک شہر ہی وہ جیکا حاکم
رکم سے دوستی رکھتا تھا محکم

وہ تھا بزم عروسی میں جو موجود
ہوا اس بیاہ سے ظالم نہ خوشنود
رکم سے مصلحت کی اوسنے ملکر
کہ جیتیں کھیل کر بلدیو سے زر

بہت ہم جانتے ہیں جعلسازی
نہ جیتے کا کوئی بلدیو بازی
جو زر ہارینگے وہ دونون برادر
تو عاجز ہوںگے شکل زد ششدر

رہے ہے جگ میں اتیرا اگرچہ قائم
تو پچھے میں بہینیں اعدای ظالم
غرض اونکو دغا بازون نے بہکا
کیا مقلوب ہر بازی میں پاسا

یہ کچی اور وہ دونوں تھے پکے
حریفوں نے نہ چھوڑے انکے چھکے
ہزاروں بازیاں جیتے وہ یکلخت
ہوی مردود خنداں دلمیں کمبخت

قضارا رام جیتے ایک بازی
چلی ہر گز نہ اونکی جعلسازی
مناسب ہے جواری کو دلاسا
کہ اکدن منقلب ہوتا ہی پاسا

جدہشٹر نے جو دولت اپنی ہاری
تو پھر کی صبر سے پانسے کی یاری
پھر ابلرام کا پانسہ جو خوشتر
ہوی دونوں وہ بے ایمان کافر

یعنی بلدہر سے ازظلم ہوگئے سب
وہ نا انصاف باہم ہوگئے سب
ہوا برگشتہ پھر زر جو ایمان
کیا جنگ و جدل کا سب نے ساماں

ہوی بلدیو تب دلمیں غضبناک
لیا موسل تو کانپا عالم خاک
رکم کا سر کیا پہلے دو پارا
پھر اوس کافر نے موسل جاکی مارا

گئے سوی عدم دونوں وہ اک ساتھ
غم و افسوس سے ملتے ہوی ہاتھ
رہے باقی جو اونکے یار غمخوار
گئے پیچھے وہ لیکر پشت پر راہ

وہاں سے لیکے دولہ اور دولہن کو
خوش آئے رام و کشن اپنے وطن کو
کیا ساماں یہاں بزم طرب کا
حق شادی دیا شادی سے سب کا

ہوی دولہ دولہن جیت نون یکجا
ہوا انرودہ پسر اک ماہ پیدا

ادھیای شصت و چہارم
بیاہ ہونا انرودہ پسر پردمن بن کشن کا

پریچھت نے کہا اے پیر دانا
تو مجھپر مہرباں ہی میں نے جانا
لے نزد حکیماں جا کے بیمار
بیان کرتا ہی اپنا رنج سو بار

نہیں ہوتی ہی حکما کو گرانی
دوا کرتے ہیں باصد مہربانی
مجھے اسطرح ہر دم تجھسے ہی آس
دوا میرے مرض کی ہی ترے پاس

عطا کر دست شفقت سے وہ تبرید
کہ جس سے آئے مجھ بیمار کو نید
بیان کر شادی انرودہ کا حال
یہ ہی بہتر یہی ہے ای کہن سال

کہ کیونکر سیاہ لاؤں گلشن میں ہوں
کہ بانی شہر کلان فرزند بل کا
ہر اک بازو میں تیغ ہاتھی کا تھا زور
مہ و خور مشتری بہرام کیوان
شبستانمین تھی اوسکی اک دختر
سراپا قد تھا اوسکا رشک طوبیٰ
ہوا سے زلف لہراتی تھی ہر بار
میان خواب نوشین وہ سکونا گاہ
کلاہ رکھے ہوے کج با صفائی
جو بارا دلمین بحر عشق نی جوش
نہ وہ گیسو نہ وہ رخسار دیکھا
ہوا آگاہ ہے پنہان محبت باغ
جو اوٹھی خواب نوشین سے ناکام
خیال عارض انور مین ہر دم
رہی غرق عشق سے تھی وہ خبردار
مشہور یکہ و فن سے وہ خردمند
طریق عاشقی مین تھی وہ استاد
ہمیشہ بر سر مہر و وفا تھی
رخ گلگون ترا کیون آج ہی زرد
ستایا یا کسی نی کچھ کہا ہے
اگر ہو درد تو بخشون دوا مین
جو یون دایہ نے پوچھا از رہ درد
مجھے کہنا ہے تجھسے سخت معیوب
طپش سینے مین سوزش ہے جگر مین
سنا جب چتر لیکھا نی یہ احوال

سدا شیو کیون لڑے ہمراز ہو دشمن
تھلکا دہر مین تھا جسکی تب کا
مقابل اوسکی تھا پیل دمان مور
عطارد زہرہ اوسکی زیر فرمان
گلستان مین محبت صورت گل
اوسے مادر پدر رکھتے تھے اوکھا
پریشان جس طرح سنبل کی ہون تار
نظر آیا جوان اک غیرت ماہ
سراپا جس سے ظاہر کج ادائی
یہ چاہا اوسنے ہوون مس گل سے ہمدوش
نہ وہ سنبل نہ وہ گلزار دیکھا
فروزان دل لیے حیرت کا ہوا داغ
ہوئی وہ صبح اوسکو صورت شام
لگا دلمین بھڑکنے شعلہ غم
سدا کرتی تھی عاشق اوسکا دیدار
لگائی خرقہ گردون مین پیوند
کرے دلشاد چاہی جسکو ناشاد
براہ نیک ہر دم رہنما تھی
دل نازک مین ہی کسواسطے درد
گل عارض یہ کیون مرجھا رہا ہے
کرون فی الفور تدبیر شفا مین
تو بولی کھینچکر اوکہا دم سرد
نظر اک خواب مین آیا ہی محبوب
برنگ برق دل بیکل ہی بر مین
تسلی دیکی کھینچین چند اشکال

کہا سکھدیو نی سن ای شہنشاہ
سدا شیو کی بہت کی اونی طاعت
مقام تخت تھا اوسکا بنارس
جہان تک صاحب تیغ و علم تھے
نہ تھا خوبی مین کوئی خوب اوس سے
شب مہتاب مین اکدن وہ گلفام
شمیم گیسوے مشکین ہوا پر
سہی قد سبز رنگ و سنبلین مو
جو دیکھا روے رشک ماہ کامل
یکا یک چونک اوٹھی وہ پری وش
ہوئی خواب پریشان سے پریشان
نہ دیکھا جبکہ وہ ماہ شبینہ
ہوا باران کا عالم چشم تر مین
کو مانند اک تھا وزیر اوسکی پدر کا
ضمیر عشقبازان جانتی تھی
اوڑا لائی پرستان سے پری کو
وہ تھی مشاطہ اوکہا انسل سے
جو دایہ نی اوسے دلگیر دیکھا
پریشان کیون ہے زلف مشکبو ہی
نہین مخفی کوئی مجھسے ترا راز
دگر آسیب ہو جن و پری کا
نہ درد دل نہ آسیب پری ہے
تعشق مین اوسکی یہ جنون ہے
نہین ہے وصل جانان زندگی ہی
جدا گانہ ہر اک صورت قلم کی

کرون اس صورت سے ہو اس مغنی کی آگاہ
ہزار اوسکو ہوئی بازو عنایات
وہان وہ سلطنت کرتا تھا اسر
سب اوسکو زیر توقیع و قلم تھے
پری تھی حسن مین محبوب اوس سے
ادا و ناز سے کرتی تھی آرام
دماغ عرش مین تھی عطر پرور
عیان گیسو کی چین سے مشک کی بو
ہوئی مشتاق با صد دیدہ دل
نظر آیا نہ وہ رخسار دلکش
پریشان حال اوٹھی وہ پریشان
نظر خورشید آیا داغ سینہ
طپش تھی برق کی بخت جگر مین
صبیبہ اوسکی تھی اک چتر لیکھا
وفا و ناز کو پہچانتی تھی
نکالے برج مہ سے مشتری کو
اوسے رکھتی تھی خوش حسن عمل سے
رہ دلداری و شفقت سے پوچھا
شکستہ کس الم سے رنگ رو ہی
حقیقت مجھسے کہہ ای مایہ ناز
تو لکھون نقش تیری بہتری کا
نہ افسون ہی نہ سحر سامری ہے
درون سینہ حال ذوالنون ہے
یہ کہنا تجھسے مان شرمندگی ہی
ہرن کی اندر کی شیو کی ہمر کی

گوہر و نار دو سنگا و برہما
جو اوکھا نے دیکھا اپنا محبوب
مرقع سب اوکھا کو دکھایا
ہر اک اقلیم کے شاہوں کی تصویر
شبیہ کشن دیکھی بلہ با غور
شبیہ خسروانہ پردمن کی
جو دیکھا جلوۂ رخسار جانان
ہوا تب چترلیکھا پر ہویدا
اوڑی یہ کہکے اوج آسمان پر
وہ سوتا تھا پلنگ زرفشان پر
ہوئی بیدار آہٹ سے جو اوکھا
بلائین اوسنے تب لی کہولکر زلف
تحیر سے لگا تکنے در و بام
جو دیکھا یار کو اوکھا نے دلگیر
بلایا ہے تجھے مین نے یہان پر
گل رخ سے تری ای شاہ خوبان
پیئین ہم تم بہم صہبای عشرت
جو آیا بے مشقت ہاتھ وہ گنج
جو صحبت گرم تھی ہر روز و ہر شب
اونہیں مین تھا جو بڑا اک افسر
گلستان حرم ای صاحب تاج
خلاصہ یہ کہ دخت پاک گوہر
بلائی سیکڑون گردان ناہی
دلاور جنگجو انرودہ تنہا
لگا بڑھ بڑھکے کرنے تیغ رانی

گنیش و شبن کی تصویر زیبا
ہوئی صورت کوئی اوسکو نہ مرغوب
اودھر بھی ملتفت اوسکو نہ پایا
جدا کین صفحۂ دیبا پہ تحریر
نقاب شرم کھینچا رخ پہ فی الفور
حریر زر پہ تب دایہ نے کھینچی
ہوئی جان و جگر سے اوسپہ قربان
کہ یہ بلبل اسی گل پہ ہے شیدا
ہوئی وارد کنہیا کی مکان پر
اوٹھا لائی وہان سے اپنے سر پر
کیا نظارہ روے دلربا کا
جگایا اوسکو باتین پیار کی کین
ہوا آنکھوں کا عالم مثل بادام
لب شکر شکن سے کی یہ تقریر
چنون تا باغ عشرت سے گل تر
ہوا رشک چمن میرا شبستان
کہ ہے وصل عزیزان بس غنیمت
لگا تاراج کرنے بےغم و رنج
تو دربان گوش بر آواز تھے سب
کہا اونسے یہ باہر سے جاکر
کیا گلچین نامحرم نے تاراج
ہوئی ہے مبتلای غیر شوہر
کہ تھے جنگ آزمودہ وہ تمامی
وہان اوکھا سے جو سر کھیلتا تھا
برنگ ابر ترکی خونفشانی

مہ و اختر کی سب شکلین بنائین
جو دایہ نے بنایا نقش مطلب
وہان پہر اوسنے بار ای گرامی
نظر جدہ جنیون پر اوسنے جب کی
ہوئی تب چترلیکھا شاد و خندان
لکھی انرودہ کی تصویر زیبا
ہوئی شورش دل بیتاب کی سر
تشفی کی کیا دایہ نے قرار
شب مہتاب مین انرودہ گلفام
وہان پر رکھدیا اوسکو سلامت
ہوئی حیرت زدہ وہ غیرت ماہ
مکان غیر کف اوسنے جو دیکھا
کہا دلمین کہ یہ کیا ماجرا ہے
کہ ای دریای حسن و چشمۂ ناز
کرون نظارۂ رخسار گلرنگ
محبت کر وطن کی اب فراموش
غرض انرودہ شنکر اوسکی گفتار
غرض جب قصر اوکھا مین شب و روز
جو شام و صبح لاتی تھین کنیزین
کہ شاہا کیا کہین ہیہات ہیہات
درون طاق کاخ خسروانہ
سنی یہ بات باناسر نے جسدم
حصار قصر گھیرا جاکے ہر سو
جو دیکھا دشمنونکا اوسنے یہ رنگ
کسیکے گرز مارا بر سر فرق

حریر نو پہ اوکھا کو دکھائین
جن و شیطان کی کھینچین جو تب سب
بشر کی صورتین کھینچین تمامی
نگاہ شرم سے ہر شکل دیکھی
ہوا ظاہر اوسے اسرار پنہان
کہ جو اوکھا کو منظور نظر تھا
ہوا گلگون وہ عارض جو کہ تھا زرد
کہ لاتی ہون مین جاکر تیرا دلدار
زرافشان قصر مین کرتا تھا آرام
جہان سوتی تھی اوکھا سرو قامت
کیا تب جلد سے دایہ نے آگاہ
ہوا حیرت سے اوس گلرو کو سکتا
کہان آیا مین یہ کسکی سرا ہے
مین ہون تیری قتیل چشم فتان
کہ دل غمسے برنگ غنچہ ہے تنگ
خوشی ہے کہ تو ہے مجھسے ہمدم ہم آغوش
ہوا دام محبت مین گرفتار
ہوا وہ ماہ خوبی جلوہ افروز
نظر مین کہتی تھے دربان و کنیزین
سہین بنتی ہے کچھ کہتی ہوئی بات
کیا زاغ سیہ نے آشیانہ
ہوا افروختہ غصے سے ظالم
چلے اندر یلان آتشین خو
دلیری سے ہوا آمادۂ جنگ
کیا اوسکو سراپا خون مین غرق

کیا اک وار مین سو سو کا چورنگ
و دیوان تھا جنگ مین یون وہ دلاور
تگاپو کرتے تھے کفار ہر چند
تھکے تیر افگنون کے بازو و دست
غرض دیوون کے پنجے مین پھنسا جب
ضعیف و زار و لاغر ہو گیا وہ
ہوئی غمسے پریشان مثل گیسو
غم دوری سے آیا خواب مین فرق
کہون کیا بیخودی و بیکسی کی
فغان و آہ و نالہ دمبدم تھا
کہ جب سے گردش چرخ کہن سے
بہت پیک صبا نے کی تگاپو
پدر حیران تھا مادر نوحہ گر تھی
وہ بانا سُر جو حاکم ہی وہان کا
جو دیکھا اونکو بانا سُر نے ہمدم
کہنیا پردمن بلدیو نے بچایا
ہوا اور وہان جب جاگی لشکر
کماندار و سوار و نیزہ بردار
ہوے باہم مقابل دونون لشکر
جوانون نے بہت کی جانفشانی
لگی ایسی ہوا کی اونکو او جھٹ
کیا برپا وہ تیرون نے تلاطم
جو دیکھا فوج کا حال خرابی
جو بھاگے ہیبت موسل سے اظلم
گرا اک چوٹ مین موسل کی سو سو

نچھوڑا اسپ دیوون مین یون تنگ
نیستان مین ہو جیسے ضیغم نر
نہ ہاتھ آتا تھا ہوتا تھا نہ پابند
ہوی مانند تیر بے نشان پست
اسیر غم ہوا وہ نوجوان تب
پری کی جیسے بیر ہو گیا وہ
اوڑا چہرے سے رنگ غازہ رو
ہوئی تا فرق آب اشک مین غرق
خبر تن کی رہی اوسکو نہ سر کی
عجب انرودہ کا اوکھا کو غم تھا
ہوا وہ سرو غائب اوس چمن سے
پتا اوسکا نپایا صورت بو
ہا تش سخت دل شام و سحر تھی
ہوئی ہی اوسکی دختر اوسپہ شیدا
کیا محبس مین اوسکو قید محکم
چلے فوج گران سب لیکے ہمراہ
ہوا آگاہ بانا سُر ستمگر
یلان و پہلوانان گرد خونخوار
لگے تیر و تبر چلنے برابر
دکھائی اپنی میدان مین جوانی
ادہر مین چرخ کہاتی رگمین دہڑ
تہ و بالا ہوی ہیبت سے مردم
لیا بلدیو نے موسل شتابی
ہزارون مرگئی ٹکرا کے باہم
ملادی خاک مین سب لیکے تگ و دو

ہزارون گر دو اک پل مین گئے گرد
نہ خنجر کارگر ہوتا تھا نے تیر
کمند افگن گرفتار غضب تھے
کیے سو سو طرح کے مکر اور کید
برس گذرے یہان انرودہ کو جب
سنا اوکھا نے جب یہ حال محبوب
کیا پہنے لباس زعفرانی
ہوئی سودا زدہ وہ اس خبر سے
کیا اوسنے طعام و آب کو ترک
غرض دونون پہنچنے غم مین او سجا
بہت مادر پدر نے جستجو کی
عزیز و یار سب اندوہگین تھے
کہا ناگاہ نارد من نے آکر
اوسیکی خبر لکھا دایہ پیر
ہوی یہ کہکے نارد من روانہ
گئی نادل فوج کی تھی مثل بادل
فراہم کی تمامی فوج جنگی
ہزارون پیل جنگی مست خونریز
بھڑے طرفین سے باہم جوانمرد
اوڑی لاشہ پر ناوک جو لیکر
گرے جو خاک پر زخمی دلاور
کسیکا رہ گیا دہڑ اوڑ گیا سر
پلے دیوون کے دل مین ہیجا با
پڑی موسل کی جسپر ضرب کاری
پڑی انپر وہ دشمن مین تباہی

ملادے خاک مین لاکہون جوانمرد
شناور تھا میان آب شمشیر
کمند فکر مین پابند سب تھے
کمند سحر مین آخر کیا قید
رہا وہ قید خانے مین گرفتار
ہوی اوسکے حواس و ہوش مسلوب
ہوا گلرنگ چہرہ زعفرانی
سخن کرنے لگی دیوار و در سے
جگر مین درد پہلو نے کیا ترک
کہون احوال اب شہ دوارکا کا
نپائی بو کہین اوس لالہ رو کی
تعجب مین تمامی ہمنشین تھے
کہ ہی شہر بنارس مین وہ دلبر
اوٹھا لیکر گئی ہی وقت شبگیر
ہوا مشہور اوسجا یہ فسانہ
زمین پر جنگی چلنے سے تھا ہلچل
ہوئی انبوہ سے میدان مین تنگی
ہزاران توپہای آتش انگیز
سر و سینہ تھا وقف زخم [illegible]
گرے تیغ نہ پہونچے وہ فلک تک
زمین مین رہ گئے غیرت سے گڑکر
کسیکا سر زمین پہ تہ فلک تک
کہا یا جا کے موسل نے تماشا
ہوئی اوسکی جہان سے رستگاری
نظر آئے نہ میدان مین سپاہی

جو بانا سر نے دیکھی یہ خرابی
جو شیو کا وہ مرید دیرینہ تھا
بلایا ہر طرف سے اپنا لشکر
کوئی دو بینی و دو گوش کوئی
ہزاروں دست و پا و سر کسیکے
فراہم جب ہوا یہ آ کے لشکر
زمین پر تیز رو باد صبا سے
چڑھے وہ موش پر طاؤس پر وہ
دلاور سوام کاتک بھی مچایا
لگی دونوں میں چلنے تیغ پر تیغ
ہوئے شیو سیام سندر سے مقابل
کنھیا سے یہ کی شنکر نے تقریر
کہا موہن نے سچ ہے ای مہاراج
گڑھی ہے بل سے میرے اسکے خیز
خوشی سے جائیے گھر کو سلامت
کیا غصے سے سر تیر جگر دوز
گیا سر شیو نے پھر تیر ہوائی
ہوئی اودھم سدا شیو زمین محجوب
ہوا لشکر پریشان ہو کر مایوس
بہم اوج فلک پر قہقہے تھے
ہوا محجوب خود آیا ستمگر
خروشاں بن میں تھا وہ صورت پیل
سو درسن چکر تھا از بسکہ خونریز
تجھے اب اسکی جانبخشی روا ہے
دہن میں انز ودہ واو کہا کو بلا کر

حضور شیو گیا با اضطرابی
بداں منظور اوسکا مدعا تھا
پشاچ و بھوت آئے زشت پیکر
سراپا صورت خرگوش کوئی
ہزاروں سینگ تھے سر پر کسیکے
بجا ڈمرو ہوئے اسوار شنکر
سبکتر اوج گردوں پر ہما سے
لیے شمشیر وہ باندھے سپر وہ
چلا رن میں برنگ شیر تنہا
تقاطر تھا اوسکا صورت میغ
ہوئے سرشار کین مردان کامل
کہ تم ہو نوجوان میں ہوں کہن پیر
ولیکن سامنا میدان میں ہے آج
سو درسن چکر ہے ترسول سے تیز
کوئی کرتا ہے ظالم کی اعانت
کہ تھا وہ صورت آتش جہانسوز
قیامت جسنے میدان میں دکھائی
نظر آیا شکست بد کا اسلوب
اوڑایا سوام کاتک نے بھی جلا و آس
لیے روماں مونہ پر ہنس رہے تھے
ہزاروں تیر موہن پر کیے سر
کہ جیسے حشر میں صور سرافیل
ہوا دنبال کافر آتش انگیز
کہ یہ میرا مرید با صفا ہے
سدا شیو کی زروی پند جو شتر

کہا رو رو کے حال جنگ سارا
ہوئے طیار شیو بہر اعانت
کوئی بے دست و پا بے سر تھا کوئی
کوئی ہمشکل اسپ و صورت پیل
بہت آنکھیں کسیکے کوئی بے چشم
وہ گاؤ نادیہ زیب سواری
گنیش و سوام کاتک دونوں بھائی
ہوئے داخل وہاں با فوج و لشکر
بہادر تھا جو وہ ہر تیغ زن سے
بھڑے بلدیو سے گنیش جا کر
چلا میدان میں جب شنکر کا ترسول
جہاندیدہ ہو تم میں جنگ آزمودہ
جواں کو پیر سے نسبت نہیں ہے
سلاح اسکا کوئی ہمدم نہیں یار
ولی شیو کو جو تھا اوسکا بہت پاس
کنھیا نے کیا سر تیر آبی
خدنگ کو یہ تب موہن نے مارا
جو ہاری الاماں آخر پکارے
سپاہی بھاگتے تھے شیو کی ہر جا
قدم جب فوج شنکر نے اوٹھایا
سو بلدیو جاتا تھا کبھی وہ
یہ دیکھا حال ظالم کشن نے جب
جو دیکھی شیو نے بانا سر پہ آفت
پذیرا عرض کی موہن نے شیو کی
کیا دونوں کا باہم عقد شادان

کیا درد و غم دل آشکارا
کہ واجب ہے مریدوں کی شفاعت
مثال سگ شبیہ خر تھا کوئی
کوئی ہمشکل پلنگ و شیر تمثیل
کوئی خنداں دہن تھا کوئی پر خشم
پری سی جسکی صورت تھی پیاری
عیاں چہرہ سے جنکے خوش ادائی
پڑا غل ہر طرف میدان کے اندر
ہوا جا کر مقابل پردمن سے
لگے چلنے بہم ترسول و خنجر
سو درسن چکر تب ستہ گیا بھول
نہیں دیکھا ہے تمنے تیر و تو وہ
کمان کو تیر سے سبقت نہیں ہے
کرا سکے خم کام ہم نہیں ہے
کلام کشن جانے خورد الماس
وہ لایا جا کے آتش پر خرابی
چلا جس سے ہوا کا کچھ نہ یارا
بھلا صاحب سے بندہ کیوں نہ ہارے
تماشا دیکھتے تھے اندر و برہما
بہت افسوس شنکر سر نے کھایا
حضور سیام آتا تھا کبھی وہ
سو درسن چکر بارہ اقہر سے تب
کنھیا سے کہا ای نیک سیرت
سو درسن چکر سے اوسکو امان دی
ہوئے کیلاس کو رخصت ثنا خواں

خوشی سے دوارکا مین سب آئے
بہو بیٹے کو اپنی ساتھ لائے

ہوئی سب خلق دنیا شاد و آباد
ہوئی دولہ دولہن ہمدوش دلشاد

ادہیای شصت و پنجم لغایۃ شصت و ششم

نکالنا سری کشن کا گرگٹ کو کنوئین سے اور نجات اوسکی قالب گرگٹ سے

سری سکھدیو دانای زمانہ
ہوا پھر بانی شرح فسانہ

پڑا تھا ایک گرگٹ اوسمین بھاری
بنا تا تھا وہان سے رستگاری

تھے جب کرشن کے فرزند دلبر
گئے گلگشت صحرا کو وہانپر

جو دیکھا غم سے اوسکا حال ابتر
تو آیا رحم اوسکی بے بسی پر

نکالا چاہ سے لیکن وہ حربا
غم و محنت سے سب کا رنگ بدلا

نکالا چاہ سے گرگٹ کو فی الفور
عجائب اور غرائب تم سنو اور

مرصع تاج شاہی زینت سر
لباس پرنیان زیبا بدن پر

کہا شاہ رگھوک نامور کا
مین ہون فرزند نامی ای کنہیا

بہت یاقوت و گوہر مین نے بخشے
بہت گنجینۂ زر مین نے بخشے

سحر گہ ہر کے پاکیزہ ہمہ تن
عطا کرتا تھا با خیل برہمن

بوقت صبح نادانی سے وہ گای
عطا کی دوسرے کو ای نکو رای

جو دیکھی اوسنے اپنی گاو مادہ
ہوا وہ خشمگین حد سے زیادہ

بہت کی مین نے ادنی اونکی منت
بہت دیتا تھا اونکو گنج و دولت

گیا اوس گاو کو دونون نے آزاد
دعا ہی بد مجھے دی ہو کی ناشاد

کمال قہر سے بولے دھرم راج
لکھا ہی بد مین اے صاحب تاج

ہوئی تعذیر وجب اس سے تم پر
رہو تم قالب حربا مین جاکر

ہوا اوسدن سے مین حربا کی صورت
پھنسا چاہ الم مین بی عقوبت

یہ کہکر وہ چڑھا تخت روان پر
گیا مداح اوج آسمان پر

سخاوت مین بھی ہوتی ہے شقاوت
سمجھکر چاہیے کرنا سخاوت

کریگا اپنی بخشش کا جو مذکور
رہیگا سالہا دوزخ مین مقہور

ہلائی خیر کرنے مین جو انگشت
رہین جد اوسکی دوزخ مین چہل پشت

پریچھیت سے کہا ای صاحب جاہ
میان دشت تھا ز آب کی چاہ

بہت ویران سیہ ہان تھا شعلہ انگیز
کنوان تھا چشم تر سے اوسکی لبریز

نظر آیا وہ گرگٹ چاہ کے بیچ
کہ تھا وہ چاہ تیرہ راہ کے بیچ

رسن لاکر ز راہ غمگساری
بہت تدبیر کی با استواری

کہا تب کرشن سے یہ حال جاکر
شتابی آئی اوسجا سیام سندر

نکلتے ہی کنوئین سے ای نکوکار
ہوا وہ صورت انسان نمودار

ثنا خوان وہ زبان کام و لب سے
گرا پاؤن پر کنہیا پر ادب سے

سخاوت تھا ہمیشہ کام میرا
سخاوت مین بڑا تھا نام میرا

ہزارون گاو مادہ شیر دہ دی
مڈھا سونا ہر اک کی شاخ و سم مین

جو پہلی دی چکا اک گاو خوشتر
گریزان آئی پھر اپنی جگہ پر

برہمن وہ کہ پہلے جسکو دی تھی
میان سایلان حاضر تھا وہ بھی

ہوا رستے مین اوس سے گرم پیکار
مری پاس آئے دونون سخت بیزار

عوض مین ایک کے دیتا تھا سو گاوی
کہا مانا نہ پر دونون نے ای وای

غرض جسدم کہ مین حکم قضا سے
گیا سوی جنان دار البقا سے

کہ بخشی چیز جو بخشے مکرر
وہ ماخوذ عقوبت ہو مقرر

ظہور کرشن جب دنیا مین ہوگا
رہا ہوگا وہ تیرا جسم حربا

ہوئی تیری بدولت اب رہائی
رہونگا خلد مین مین با صفائی

غرض وہ مغفرت پاکر گیا جب
کنہیا نے کہا احباب سے سب

جو شے کیجیے برہمن کو کچھ بھی تقسیم
نہ لیجے پھر اگر ہو تخت و دیہیم

برہمن کا جو لیوی جبر سے مال
رہے نار سقر مین سالہا سال

یہ کہکر کرشن آئی دوارکا مین
ہوی مشغول نی رو دولت آئینا

ادہیای شصت و ہفتم

جانا بلدیو کا طرف بندرابن کی دوارکا سے واسطے ملاقات نند
اور جسودھا کی اور آنا قاصد بنارس کا واسطے طلب جنگ کے

شکر گفتار راوی خرد مند ۔ حدیث تازہ کرتا ہے قلم بند
کہ اک دن اے شہ فرخندہ تقدیر ۔ ہوئی یاد وطن میں رام دلگیر
اجازت کشن سے لیکر دم صبح ۔ گئے وہ سوے بندرابن بصد فرح
وہاں مادر پدر سے کی ملاقات ۔ ہوئے دیدار سے خوش وہ نکوذات
تمامی گوپیاں عاشق سیام ۔ ہوئیں خوش دیکھکر رخسار بلرام
ہر اک نے اشتیاق دل سے شاہا ۔ سری موہن کا اونسے حال پوچھا
سنایا اپنا حال بیقراری ۔ دکھائی چشم تر کی اشکباری
غرض میں کیا کہوں بیکل وہ سب تھیں ۔ فراق دلربا میں جان بلب تھیں
رہے بیش از دو ماہ بلرام ۔ بسوے خانہ آئے پھر باآرام
شہا کاشی میں تھا اک راجہ بدکیش ۔ جہاں تھا اوسکی بیدادی سے دلریش
جو تھا وہ بدگہر بدبین و حاسد ۔ حضور کشن بھیجا اوسنے قاصد
کہا قاصد نے خم ہوکر کہ اے سیام ۔ شہ کاشی نے بھیجا ہے یہ پیغام
یہاں ہے باسدیو اب نام میرا ۔ وہاں یہ نام رکھا کسنے تیرا
گدا سنکھ و پدم چکر سدرسن ۔ دکھوں کوستب جو لعل روشن
مری قبضے میں ہیں پانچوں ازل سے ۔ تجھے حاصل ہوئیں ہیں آج کل سے
شبستان میں مری ہیں آٹھ رانی ۔ نہیں جسکا کوئی عالم میں ثانی
صداقت میری کہتی ہیں صنادید ۔ مگر ساحر ہے تو کرتا ہے تقلید
مناسب ہے کہ کر یہ نام موقوف ۔ عیاں کر نام وہ ہی جو کہ معروف
وگرنہ آکے میں سب چھین لونگا ۔ جو مانگیگا تو اک کملی نہ دونگا
تمامی مکر و فن ہوگا ترا فاش ۔ کہ پیش خور نکھولے آنکھ خفاش
سنی جب ہمنشینوں نے اوسکی یہ بات ۔ ہنسے آپس میں ملکر وہ نکوذات
کہا موہن نے یاروں سے کہ خاموش ۔ تمہارا آج ہی یارو کہاں ہوش
بڑا ہی عیب ہنسنا انجمن میں ۔ خصوصاً بادشاہوں کی سخن میں
کسیکی بات میں ہنسنا نہیں خوب ۔ کہ ہنسنا بیمحل ہے سخت معیوب
نہیں ہر بات میں ہنستے ہیں دانا ۔ سبک کہتا ہے ضاحک کو زمانا
غرض یہ کہکے یاروں سے کنہیا ۔ ہوا یوں قاصد پنڈہر سے گویا
کہ کہنا یہ جواب اے قاصد خام ۔ کہ اظہار ہوا مجھپر ترا نام
نہ تھا آگہ ترے سنکھ و پدم سے ۔ نہ تھا ماہر ترے چکر و دو دم سے
وہ دیکھونگا ترے سب میں ہتیار ۔ کہ کیا جوہر دکھاتی ہیں دم کار
نہیں اس کام میں اب ہے تاخیر ۔ کہ خود رہبر ہوئی ہے تیری تقدیر
کیا قاصد کو یہ کہکر روانہ ۔ گیا وہ نزد پنڈہر جا یگانہ
کہا جا کر جواب کشن موہن ۔ کیا راز نہاں سب اوسپہ روشن

ادھیای شصت و ہشتم

آنا راجہ پنڈہر کا کاشی سے واسطے مقابلہ کشن کی با فوج گران

سنا پیغام پنڈہر نے یہ جسدم ۔ کیا کافر نے اک لشکر فراہم
شقی تھا ایک بھومر کا بھائی ۔ اوسی پنڈہر سے تھی اوسکی آشنائی
سپاہ بیکران وہ لیکے کافر ۔ ہوا اوس سے شریک حال پنڈہر
چلا پنڈہر پڑا چاروں طرف شور ۔ جلو میں تھے ہزاروں فیل شہ زور
نظر آیا کنہیا کو جو پنڈہر ۔ تو دیکھا سر پہ اوسکے افسر زر
نمایاں چار بازو مثل باخہ ۔ کہے تو تھا درخت چار شاخہ
لیے ہاتھوں میں اپنے چار ہتیار ۔ گدا سنکھ و پدم اور چکر خونخوار
اوسی ہمشکل پایا سیام نے جب ۔ کیا اک خندہ شیریں وہاں تب
بجایا سنکھ بازو سے چمکا ۔ جلا وہ برق ساں آتش سے چمکا
کیے صد پارہ چاروں اوسکے ہتیار ۔ ہوا مکار تب لڑنے سے بیکار

بہت لشکر نی اوسکی سرنی کی — دلیرون نے بہت شیر افگنی کی
نہ کام آئی کمان ہرچند کھینچی — ہوئی پر طائر ناوک کو قینچی

سودرسن چکر نے سبکو و باہیر — کیا اک پل مین خاکستر جلا کر
کیے پنڈہر کے چارون ہاتہ دو دو — کیا تن سے جدا فرق جفا جو

ہوا سب منہزم میدان سے لشکر — کیے سب قتل اوسکے یار و یاور
سدچھن نام تہا پنڈہر کا بیٹا — وہ تہا تاب و توانائی مین یکتا

ہوا مرگ پدر سے سخت دلگیر — بہت کی اوسنے پھر جنگ تدبیر
نہ جیتا کشن سے لیکن وہ کافر — پرستش شیو کی تب کی اوسی جا کر

فروزان پھر جگ کی اوسنے آتش — ہوا اوس سے عیان اک گاو سرکش
برنگ کوہ تہا وہ سخت پیکر — سنان سے تیز تر دو شاخ سر پر

سراپا خونفشان خونریز و خونخوار — مہی قہر و غضب سے مست سرشار
نکلکر آگ سے کی اوسنے اک جست — ہوا گویا وہ یون گاو زبردست

کہ ای شاہ سدچھن صاحب نام — کہان ہے تہا ہی تیرا خصم ناکام
کرون جا کر اوسے مین پارہ پارا — ملاؤن خاک مین شہر اوسکا سارا

سدچھن نے اوسے باکامیابی — بسوی دوارکا بہیجا شتابی
گیا وہ گاو دیو جب دوارکا مین — ہوا محشر بپا ارض و سما مین

میان دوارکا شور و شغف سے — لگائی آگ اوسنے ہر طرف سے
لگے جلنے تو بہاگے سب ہراسان — کہا موہن سے آیا کوئی شیطان

رہ اعجاز سے موہن نے جانا — کیا چکر سودرسن تب روانہ
جو دیکھی اوسنے روشن آتش چکر — گیا سب بہول اپنا جادو و مکر

زبس ہیبت سے اپنا جان لیکر — گیا بہوکہا سدچھن کے مکان پر
جو تہا وہ بہونک کی سختی سے بہو آتش — سدچھن کو کیا یکبارگی نوش

حقیقت مین یہی افسونگر کا معمول — ہوا غالب عدو پر تو ہی مقبول
پہر اگر راہ سے مایوس ہو کر — تو افسون گر کو خطرہ ہی مقرر

ہوا جب وہ غرض بیست افسونسے — اوٹھا شور خوشی نیکون سے بر کان سے

ادہیای شصت و نہم ۶۹

آنا دوند نام بندر کا واسطے بدلا لینے سدچھن کے اور مارا جانا اوسکا بلدیو کے ہاتہ سے

بنام دوند تہا اک شوخ میمون — سدچھن کا مصاحب تہا وہ ملعون
ہوا آگہ جو مرگ ہمنشین سے — چلا سے غصے مین اپنی سرزمین سے

کیا رستے مین برپا شور اوسنے — کیا ہر دام و دد پر زور اوسنے
سر و بازو سے بے اندوہ اوسنے — اوکہاڑی پیڑ پہوڑی کوہ اوسنے

ستایا راستے مین جسکو دیکہا — میان دوارکا اک پل مین پہنچا
وہان ای پادشاہ عالم آرا — کیا جا کر عجب اوسنے تماشا

کہ ہر عورت کو ستے سے اوٹھا کر — سولایا غیر شوہر کے برابر
ڈبوئے سیکڑون دریا مین مردم — کیے لڑکے ہزارون دشت مین گم

ستایا عابدون کو بے نہایت — پریشان سب کیا سامان طاعت
گل و گلشن وہان کے سب اوجاڑ ہی — لباس کہنہ و نو سبکی پہاڑے

سنا بلدیو نے آئے سبکتر — پکڑ کر دم اوسی پٹکا زمین پر
گرا دندان نما وہ بر سر خاک — پٹکنے سر ہوا حسرت سے ناپاک

ہوئی مرنے سے اوسکے شاد خلقت — سر نو سے ہوئی آباد خلقت

ادہیای ہفتادم

بیچ بیان بیاہ ہونے سانب پسر کشن کے

شہا ہی ہند مین اک ہستنا پور — کہ جسکا نام اب دہلی ہی مشہور
وہان کا راے درجودہن تہا خود رای — وہ تہا خودکام و خودبین خود آرای

ہمیشہ منحرف گہنسیام سے تہا — ہمیشہ تنگ اوسکی نام سے تہا
صبیہ اوسکی تہی اک غیرت حور — کہ جسکے دیکھنے سے رنج ہو دور

جو دیکھی نوجوان وہ دختر بکر
یہ مژدہ سنکے سرداران عالم
پسر سی کشن کا بھی تھا وہان سانت
لگی تھی جو لگن اوس شمع رو سے
لیا بر مین اوسے بیخوف یکبار
نپائے دیکھنے دیدار جانی
یون ہی کرتے رہی سب قیل اور قال
سنا بھیکم پتامہ نے جو یہ حال
ہمارے خاندان کی ننگ دختر
حسب کی اوسکے ظاہر ہی نشانی
کیا دنبال ابن کشن یکبار
کیا پابند غل زندان مین لاکر
کہا بلدیو نی ای شاہ کونین
کرونگا جا کے در جودھن کو تفہیم
محبت اور خویشی مین ہو دو بین
غرض بلدیو دانا شاد و مسرور
ہوی دلشاد در جودھن سے ہمدوش
کہا کی سانت نی تقصیر بیجا
کہا بلدیو نے یہ سب بجا ہے
سوا اسکے بہت مدت سے اشیاہ
بزرگانہ کرو اب اوسپہ الطاف
غرض بلدیو کی یہ سنکے گفتار
بہت گھوڑی دیے با زین و زیور
ہزاروں حقہ یاقوت گوہر
وہ آئی دوارکا مین شاد و خوشتر

ہوئی شادی کی اوسکی تب اونسے فکر
ہوئی بزم عروسی مین فراہم
کہ تہا مدت سی اوسکا دخت پر دل
اوسی جانب تہین آنکھین چار سو سے
بٹھایا رتھ مین ہانکی تیز رہوار
ہوئی نازل بلای آسمانی
گیا ڈر سی نہ کوئی اوسکے دنبال
ہوا سینہ خدنگ غم سے پامال
زبردستی سی لیجائے اوڑا کر
کہ کرتے ہین بزرگ اوسکی شتابی
سر میدان چلا دونو نہین ہتیار
سواروں کا کیا پہرہ مقرر
نہون رنج پسر سی آپ نے چین
کریگا حکم وہ صاحب کا تسلیم
کہ بیٹا آپ کا اونسے کیا خویش
ہوی راہی بسوی ہستناپور
ہوی ہر اک کہو مدہ سے ہم آغوش
کیا سارے جہانمین مجکو رسوا
بلاشک وہ سزاوار سزا ہے
ہمارے آپکے الفت ہی بخواہ
کرو سینہ غبار رنج سے صاف
کیا بہیکم کو راضی چار ناچار
بہت ہاتھی دیے با ہودج زر
ہزاروں نافہ ہای مشک اذفر

کیے چار و نظرف قاصد روانہ
کہا جس سے صبیہ ہو رضامند
نہ بن پڑتی تہی کوئی اوس سے تدبیر
جو روی دلربا بے پردہ دیکھا
ہوئی عشاق حیرت مین تمامی
رہی ہمرنگ بوی گل کی مشتاق
لب حسرت سے کاٹی دست افسوس
کہا افسوس قوم جدو کا لڑکا
جہانمین یہ ہویدا ہی سبہون پر
یہ کہکر کی اونہون نی فوج رانی
بہت جنگ و جدل سے آخر کار
سنا جب کشن نی یہ حال فرزند
مین جاتا ہون بسوی ہستناپور
قرابت ہی ہماری اسکی محکم
نہین کچھ قید کر دینی خطر ہے
وہان بہیکم سے کی جا کر ملاقات
جب آیا سانت کی شادی کا مذکور
مناسب ہے کہ دیجے اوسکو تقدیر
ہٹے سی لیکن ز راہ جود و شفقت
نہین دونون طرف سے کچھ جدائی
تمہین واجب ہی اوسکی سرفرازی
وہین دی واہ دولہن کو اونی خرسند
ہزاروں تحفہ دیے با ساز زرین
دیا اسباب ہر رنگی میہمانی

مرتب گھر مین کی بزم شہانہ
کرون مضبوط اوس سے اوسکا پیوند
ہمیشہ عشق مین تھا اوسکی دلگیر
اوٹھا ابتیاب محفل سے وہ شیدا
کہا قسمت نے کی بروقت حامی
اوڑا کر لیگیا گلچین قزاق
گئے سب اپنی اپنی گھر کو مایوس
خصوصاً خرس حیوان کانسا
کہ جادون کو رو سے ہین فروتر
بصد شان و شکوہ خسروانی
وہ لایا کر کی دونوں کو گرفتار
ہوا دلمین نہایت نارضامند
کرونگا وہ جو ہی صاحب کو منظور
ہوا رشتہ بنا یہ اور قائم
خسر ہی طفل کا جا ہی پدر ہے
بہت کی اونسے تعظیم و مدارات
ہوا بیزار اسکی رای مغرور
کرے اسطرح تا کوئی نہ تقصیر
سدا کرتے ہین چھوٹو پر عنایت
برنگ جان و دل ہی آشنائی
پدر تم فی الحقیقت ہو مجازی
کیا ہمراہ بلدیو خرسند
دیے تہے ملا کی طاقی اطلس چین
کیا رخصت اونہین با شادمانی
ہوا شادان نہایت سانب سندر

ادھیای ہفتاد و یکم

اشتباہ ہونا نارد کا دیکھکر سامان عشرت کنہیا کا اور بعد آزمایش کے شرمندہ ہونا نارد کا

کہا سکھدیو نے ای نیک خصلت
سناؤن تجکو اک شہنامۂ نو

کہ صدہا زوج و تنہا سام سندر
ادا کرتا ہی صحبت اونکی کیونکر

مگر ہی صاحب اعجاز کوئی
توانا یا ہی فسون ساز کوئی

اگر ساحر ہی تو ہوگا وہ مجذوب
وگر صاحب ہی تو اپنا ہی محبوب

پی راحت فرا ہین خوش آئین
کہ دلکش جسکے تہی نغمات رنگین

کنہیا نے جو نارد من کو دیکھا
اوٹھے تعظیم کو اوسکے سراپا

بہت وکمن نے کی نارد کی خدمت
ہوئی دلشاد تب موہن سے رخصت

وہان دیکھا فراہم ایک دربار
ہزارون در پہ دیکھی جمع سردار

گل و رود و غنا کا طور دیکھا
وہان کچھ اور اسجا اور دیکھا

کنہیا نے یہان سے شاد ہوکر
بہت تعظیم کی نارد کی خوشتر

سبک رو نغمۂ شیرین زبان پر
گیا وہ جاموتی کی مکان پر

عجب زیبا مکان خسروانے
لگے ہر در پہ پردے پرنیانی

لگے آیینے ہر جا با صفائی
ہویدا جس سے تہی ساری خدائی

وہان گھنشیام کو با خندہ و ناز
صنم کی ساتھ دیکھا جلوہ پرداز

نیا ہر قصر و دولتخانہ دیکھا
ہر اک جا جلوۂ جانانہ دیکھا

کہین ہمدوش دیکھا چھمنا سے
کہین فارغ نظر آئے جہان سے

کہین دیکھا لیے دو چار دلبر
خوشی ہی کھیلتے ہین آپ چوسر

کہین دیکھا بزیر نار و نارنج
برنگ بلبل شیدا نوا سنج

نظر آئے کہین طاعت مین مشغول
کہین خفتے تھے پوجا کی لیے پھول

پوران بید کا چرچا کہین تھا
تدارک اگ گیری کا کہین تھا

جہان دیکھے ترانے تھے خوشی سے
نہ دیکھا رنج و غم دلگیر کسی کے

کیا تجویز یہ باہم مکان ہین
مقرر ان گھرونمین گھر کیا ہین

نہانی ہر مکانمین جاکے دیکھا
نہ تپ دیکھی نہ پایا کوئی کوچا

کہ اک دن نارد دانا کو شاہا
ہوا یہ وہم نادانی سے پیدا

نہین ہی یہ مجال آدمی زاد
کرے تنہا ہزارون زوج کو شاد

مناسب ہی اسکا لینا امتحان ہے
کہ ساحر سے خرابی جہان ہے

غرض نارد یہ اپنے دلمین کہکر
ہوئی وارد مکان رکمنی پر

زبان پہ نغمۂ عشق الٰہی
جبین پر صندل و شان عیان ہے

بٹھایا تخت زرین پر باعزاز
کیا ارباب قربت مین سرافراز

وہان سے ہو کے رخصت وہ نکوزاد
مکان ست بھامان پر گیا شاد

وہان مع ہین بعد شان مباہی
نظر آئے فراز تخت شاہی

ہر اک شی کا وہان ہے شاہ والا
نظر آیا یہان عالم نرالا

تماشا دیکھکر رود و غنا کا
ہوا رخصت وہان سے پیر دانا

وہان کچھ اور ہی سامان دیکھا
منقش زر سے ہر ایوان دیکھا

فروزان ہر طرف بلور کی جھاڑ
کہے تو تھے سراپا نور کی جھاڑ

مرصع ہر ستون جو بام و در تھے
کہون کیا مین کہ وہ سونے کی گھر تھے

غرض اسطرح سے نارد وہان پر
گئے بہر تماشا ہر مکان پر

وہی ہر برج مین نور قمر تھا
وہی خورشید ہر جا جلوہ گر تھا

کہین دیکھا چمن مین بلبل شاد
لیے ہمراہ خوبان پریزاد

کہین دیکھا آب جو ہر سو شام
نو ہار کھیلتے ہین با دلارام

کہین دیکھا بزیر سرو شمشاد
ترانہ عشق کا گاتی تھے دلشاد

کسی جا دیکھتے تھے جنگ فیلان
کہین پڑھتے تھے مکتوب دلیلان

نظر آیا ہر اک جا جلوہ سیام
سری نارد کو ای شاہ خوش انجام

جو نارد من نے دیکھا یہ تماشا
ہوے حیران بہت دلمین وہ شاہا

اودھر سے ہر مکانمین آگے موہن
نہ دیکھا ہی مجھے رخسار روشن

ہوے محجوب نارد تب جو ہنسے سیام
کہا شیرین زبان سے ای نکو نام

کرے کسو سے طی وہ کام ہشیار | کہ حاصل ہو پشیمانی پس کار
تمہین بخشا ہی ایمن نے کشف و اعجاز | نجانا تمنے قدرت کا مرے راز
بہت مشکلین ہین میری تمہی ان فروز | مہ شب ہین ان جہانمین مہر روز

تعجب ہی کہ تم ایسا دل آگاہ | طریق عقل و دانش سے ہو گمراہ
وہ جا ہی کون مین جسجا نہین ہون | کہان ای پیر دانا مین نہین ہون
غرض نا رہ ہوے سر در گریبان | گیا عذر اور ہوے رخصت ثنا خوان

ادھیای ہفتاد و دوم لغایۃ ہفتاد و پنجم

بیان جراسندہ کی لڑائی کا اور مارا جانا اوسکا بھیم سین کے ہاتہ اشارے سے کنہیا کے اور پورا ہونا جگ جدھشٹر کا

کلید گنج اسرار نہانی | سری سکھدیو دانای معانی
مخاطب ہو کے پھر شاہ جہان سے | بیان یہ نقل کی شیرین زبان سے
کہ اکدن دوارکا سے شیام سندر | گیا پھر ملاقات جدھشٹر
جدھشٹر نے براہ شادمانی | بہت کی جان و دل سے میہمانی
کہا ای جلوۂ نور الٰہی | جو فرمائی کرون مین جشن شاہی
بھرے گھر امرا آفاق سے آج | عدو کو دون شکست اور دوست کو تاج
کہا موہن نے بی قتل جراسند | نہو آباد ہرگز کشور ہند
یہ کہکر کشن نے اودہو سے پوچھا | کہ کیا ہی اب صلاح قتل اعدا
کہا اودہو نے تم ہو خوب آگاہ | کہ دست بھیم مین ہی مرگ بدخواہ
نہو گا زیر وہ گردن کشی سے | نہ مارا جائیگا ہرگز کسی سے
اگر تم بھیم و ارجن تینون ملکر | بشکل براہمن پیر و لاغر
مکان پر اوسکے جاکر حاجتین بات | کہ کشتی گیر ہو وہ بھیم کے سات
جوانمردی ہی اوسمین کچہ ہی بد | سوال عابدان کرتا نہین رد
کریگا بھیم سے کشتی گوارا | اشارے سے تری ہوگا دو پارا
صلاح نیک اودہو نے جب دی | مبدل شکل تینون نے وہین کی
بنے تینون برہمن ای جہاندار | گلے مین سب نے ڈالا اپنے زنار
لگایا صندل رنگین جبین پر | کیے ژولیدہ مو روی جبین پر
ہوی راہی سوی ملک جراسند | چلے پھر تماشا مردم ہند
گئے اوسکے مکان پر جب یہ درویش | وہ آیا جو دو لطف و مہر سے پیش
کہا سنکر جو کچھ ہو تمکو درکار | زر و لعل و در و یاقوت و دینار
ہوا یون اونسے گویا شیام سندر | نہین درکار ہمکو لعل و گوہر
جوانمردی کو سنکر آئی سجا | فقط ہی جنگ کی ہمکو تمنا
جسے فرمای تو ہم مین سی شاہا | مقابل تجھسے ہو میدان مین تنہا
اگر ہی قول کا اپنے جوانمرد | تو کر میدان مین ہمسے جنگ بیدرد
ہوا یہ سنکی وہ ای شاہ ناچار | کہ تھا وہ صدق کو پابند اقرار
کہا موہن سے از راہ تکبر | نہین ہی تو مری کشتی کے درخور
سدا کرتا ہی تو کار شبانی | تجھے کیا یاد جنگ خسروانی
بھگایا تجکو مین نے سترہ بار | نہین لڑتا ہون مین خائف سے زنہار
مقابل میری ارجن بھی ہی نامرد | کہ ہی مانند بیماران یہ خود زرد
مگر ہی بھیم ظاہر مین توانا | نہین ہی زور باطن ہار جانا
تمہارا مین نے جانا مکر اور فن | کرو اب ور تم شکل برہمن
یہ کہکر گرز دو اونسے منگائے | بہم دونون جوان میدان مین آئے
ہوئی دونون سی دار و گیر باہم | بھرے غصے سے دونون شیر باہم
نہ تھی تاب و توان مین کم و بیشتر | نہ لے جاتا تھا دونو مین کوئی بیشتر
کبھی غالب تھا وہ یہ کبھی زیر | کبھی روباہ یہ وہ تھا کبھی شیر
ہزارون گرز ٹوٹے اور خنجر | نہ آئی ضرب اونکے دست و پا پر
کہ ات بھیم نے موہن سے پنہان | کہ جاتی ہی مری اب جنگ بیجان
ہوی اعضا مری ہو ٹوٹ سب چور | نہین ہی اب مجھے لڑنے کا مقدور

بتاؤ آج مجھکو کوئی الدیل
جو دیکھا سا فوری نے بھیم ہارا
دوبارہ کر اسے تو صورت کٹا
دم کشتی سے پچھاڑا اوسکو اٹھا لہ
پسر تھا نیک اوسکا نام سہدیو
کنھیا نے تسلی اوسکو دیکر
رہا سب کو کیا موہن نے یکبار
جدہشٹر نے بحکم کشن و بلرام
بشت شت و بھرگ و پارا سرپر رام
ہر اک اقلیم کے رایان نامی
ہوا آغاز رقص و رنگ ہر جا
کنھیا نے با لطاف کماہی
ہوئی حکام عالم اوسکے محکوم
جلا وہ آتش قہر و غضب سے
ہزارون برہمن نامی یہان تھے
برہمن کی نہ جانی قدر تو نے
نہوگا خیر ہرگز اسکا انجام
مخالف جسکے ہوئی دلگیر عابد
ہوئی ارجن سے موہن مانع جنگ
سو درسن چکر سے موہن نے مارا
شہا اس رمز کے معنی ہین اجل
ہزنا چہ اور ہوئی گشت ہرن وہ
نپائی مغفرت اون وحشیون تن مین
جہان تک خلق تھی دنیا مین آباد
فقیرون کو لٹائے لعل و گوہر

ناما تختہ زر تخت حباب
گیا تنکا اوٹھا کر اک دوبارا
نہین ہی اور راہ مرگ بدخواہ
گیا فوراً دوپارہ صورت کاہ
پدر سے اپنے تھا وہ بسکہ بیزار
بٹھایا لطف سے تخت پدر پر
گئے شہرون کو اپنی وہ سبہا سے
کیا سب جشن شاہی کا سر انجام
وہ آئی کرک نارد منی تھی عام
ہوئی سب جمع با فوج تمامی
لگے بجنے رباب و چنگ ہر جا
جدہشٹر کو دیا دیہیم شاہی
رعیت کا ہوا تابندہ مقسوم
اوٹھا اندوہگین بزم طرب سے
ہزارون صاحب طبل و نشان تھے
عطا کی کم نسب کو صدر تو نے
خلاف شاستر تو نے کیا کام
اوٹھے غمگین جوان و پیر عابد
ہوا اس بات سے سسپال دلتنگ
تن ظالم سے بار سر اوتارا
ہوئی سسپال سے موہن بکید گرو صل
ہوئی لنکا مین راون حکمران وہ
ہوئی اب جاکی موہن کے درشن مین
ہوئی سسپال کے مرنے سے دلشاد
دئی شاہونکو زرین تخت و افسر

ارجن بھیم موجود
دکھا کر بھیم کو ڈالا زمین پر
جو تھا بھیم قوی لاور بسکہ دانا
ہوا بیجان اوسی ساعت جرا سند
ہوا اوسکو پدر کا گرچہ افسوس
ہزارون شاہ نامی مثل خورشید
وہان سے بھیم و ارجن سیام سندر
برہمن سب ہوئی تھی آکر فراہم
کپل منی آترا کوسک سو گھچھین
ہوئی کثرت جدہشٹر کی مکان مین
جدہشٹر نے بہت فرح و طرب سے
جو پایا اوسنے لطف کشن سے راج
شہا اوس بزم مین سسپال بھی تھا
جدہشٹر سے کہا ای شاہ نادان
کیا تو نے کسیکا کچھہ نہ اعزاز
خوشی کی کام مین ہی سب پہ روشن
غرض سسپال نے جب آگے کہی بات
ہوئی یہ سنکے ارجن بھیم بیزار
رہ خشم و خصومت سے سر عام
نکلکر تن سے اوسکا شعلہ جان
زمان پاستان مین جی تجی نام
ہوئی دو آپر مین پہر دونون زبوں حال
غرض مارا گیا اسجا تو سسپال
جدہشٹر بزم مین پا بردی روشن
کئی دن تک ہا سامان عشرت

گیا ایسا کہ دنیا ہی آفاق
کنھیا کا اشارا اوسنے صاف
پڑا غوغا میان کشور ہند
ہوا لیکن کنھیا کا وہ پابوس
بہت مدت سے تھے اوسکے یہان قید
جدہشٹر کے یہان آئے مظفر
بھرد واج و گہت و بیاس و گوتم
سب آئے اور جتنے تھے برہمن
ہجوم گل ہو جیسے بوستان مین
پرستش کی کنھیا کی ادب سے
ہوا شاہان عالم کا وہ سرتاج
نہ خوش آیا اوسے اوج کنھیا
مین ہون عقل و خرد پر تیری حیران
کیا طفل شبان کو تو نے ممتاز
کہ کیجے پہلے تعظیم برہمن
بہت کی کشن موہن کی اہانت
ہوئی سسپال سے سرگرم پیکار
ہزارون بد لفظ اوسنے دشنام
ہوا سینہ مین منی ہین کے پنہان
نگہبان در فردوس تھے عام
بنام دنت بکر شاہ سسپال
کھونگا دنت کا مین آگے احوال
ہوا تخت سبھی پر جلوہ افگن
دی خلعت کیا ہر اک کو رخصت

کرے کسو بہلی وہ کام جو پیشتر
تمھین بخشتا ہے

ادھیائے شانتی کاری الت دوم

جدہ سہمر کا بنا کر کام آئے

بیان جنگ سال نام راجہ دوست سیپال کا اور
مارا جانا سال اور دنت بکر اور سیپال کا

سنا اک سال تنہا سیپال کا دوست
ہوا اندیشگین حد سے زیادہ
ہوا پھر دلمین ہیبت ناک دشمن
اگرچہ سدا شیو مہربان ہے
وہان کی سال نے طاعت کیپال
تفنگ و تیر سے وہ بیخطر تھا
سدا شیو سے جو پایا اوسنے وہ سخت
تفنگ و توپ سے توڑے بہت تیر
کبھی اوغنی کبھی برسائے گرز و سم
کہا جا کر سبھونے پر دمن سے
جو دیکھا اوسنے ہی خلقت کو تنگی
ہوا لیکن نہ کوئی کارگر تیر
ملازم سال کا تھا اک دویت نام
غضب سے اوسنے مارا گرز سنگین
کہ ریتھ خالی ہی غش مین پر دمن ہو
غضب سے سال پر اک گرز مارا
ہوا وہ سخت اوس کافر کا تابوت
وہ آیا فوج سنگین لیکے ناگاہ
شتابی کرکے اوسکو زیر شمشیر
یہ دیکھو صاحبی اوسکی یہ شفقت
کسی سے اوسکو کچھ کینہ نہین ہے
نہ باور ہو تو سن لے یہ حکایت

وہ تھے دونون بہم مغرور اک پست
کیا کافر نے دلمین یہ ارادہ
کہ ہے مجسے قوی سی کرشن مونہن
عدو پر دسترس پھر یکبیک ہو
تب آئی شیو قریب پہلو سال
غم آب و ہوا سے دور تر تھا
چڑھا اوسپر وہ لشکر لیکے کمبخت
ہوئے سے ہر طرف برسائے پتھر
مچایا دوارکا مین اک تلاطم
کہ نازل ہی بلا چرخ کہن سے
بولائی لاکھ تیر انداز جنگی
رہا محفوظ تیرون سے وہ بے پیر
تو تیر صورت پیل سیہ فام
کہ غش کھا کر گرا وہ شیر عرین
خبر سر کی نہ اوسکو ہوش تن کی
سر ظالم ہوا بس پارہ پارہ
اوٹھا کر لیگئی ہاروت ماروت
ہوئے آندے اونکے کرشن آگاہ
کیا جو جنگ اوسکو قتل تخمیہ
گنہگارون کو دیتا ہی وہ جنت
کہ اوسکا نام رب العالمین ہے

سنا جب اوسنے حال ہر گر سیپال
کرون مونہن سے چلکر جنگ اک آن
کرون کاشی مین چلکر سب پہلے بیج
غرض اک دیر مین تشکل برہمن
دیا اک تخت زرین اوسکو بانی
برنگ قلعہ تھا وہ سخت مستحکم
بسوئی دوارکا پہونچا وہ زن
کبھی افلاک سی برسایا پانی
جو دیکھی یہ بلائی آسمانی
خلائق کو کیا ہی اونسی تسخیر
بزیر تخت پہونچی جا کی فی الفور
دلیرون کیسے ہوئی شکل کثیف شیطانی
اوتر کر آسمان سے وہ زمین پر
پڑا غل فوج مین بھاگی سپہدار
یہ سنکر کرشن دوڑے دوارکا سے
زمین پر تب گرا وہ فتنہ پرداز
بنام دنت بکر ای شاہ والا
ہوئی میدان مین اوس سے جنگ بیحد
گنہ بخشے کیا اوسکو روانہ
نہو مایوس تو خالق سے خوشتر
یہ لطف و عنایت سے سکبر

ہوا رنج و الم سے سخت پامال
کرون حاصل قصاص خون سیپال
دل صافی سے طاعات مہادیو
وہ بیٹھا مار کے مضبوط آسن
کہ کرتا تھا ہوا پر خود وہ پرواز
رہے جسمین ہزارون فوج معظم
لگا کرنے فلک سے بارش تیر
کبھی کی چرخ سے آتش فشانی
کہ ہی آفت قیامت کی نشانی
نہین اوس سے مفر کی کوئی تدبیر
کیا اوسکو ہدف با دیدہ غور
گئے بالا ہی بالا سب نشانے
حضور پردمن آیا ستمگر
کیا جا کر کنہیا سے یہ اظہار
ہوئی سر گرم جنگ اہل جفا سے
جسد سی روح دی کی اوسکی پرواز
برادر خورد جو سیپال کا تھا
کہ لڑتے لڑتے مونہن ہو گئی جنگ
بسوئی باغ رضوان چل بکانہ
کہ ہی وہ جان نواز و بندہ پرور
گدا کو پل مین کرتا ہے تونگر
نکر بیہودہ گردون کی شکایت

ادھیائی ہفتاد و ہفتم لغایۃ ہشتادم

وہان سوا نند افلاک | بنا تخت زرنجنسہ حباب | سحر

سدامان نام تھا اک برہمن پیر ‏— بنی تھی نور حق سے وسکی تصویر
حلیم و عابد و فرخندہ اخلاق ‏— فنون بید مین یکتای آفاق

سراپا بہت گوئی و راستی کار ‏— فرشتہ خصلت و پاکیزہ کردار
جبین مانند قرص ماہ شفاف ‏— دل روشن برنگ آئینہ صاف

بری سب سے خدا کی بندگی مین ‏— ندیکھا روی عصیان زندگی بہر
سدا عشق حقیقی سے سروکار ‏— گلے مین طوق کہتا تھا وہ زنار

ریاضت سے کہان تھا بر قناعت ‏— سدا چلہ کشی سے تھا سلامت
خمیدہ قامت و بی پیرہن تھا ‏— برنگ ماہ نو عریان بدن تھا

رگین تھین جسم لاغر سے نمودار ‏— کہ ترساتے تھے جس سے تا زنار
سراپا مبتلای رعشہ تن تھا ‏— سہارے سے عصا کے گام زن تھا

اگرچہ رہبر و صدق و صفا تھا ‏— ولیکن مفلسی سے بینوا تھا
نہ رکھتا تھا وہ ہرگز کوئی توشہ ‏— نہ تھی کہیں نخر مین ہیچ خوشہ

تہی دامن برنگ سرو شمشاد ‏— ندیکھا روی زر مانند آزاد
کہون کیا مفلسی اوس برہمن کی ‏— خزان مین جیسی حالت ہو چمن کی

قناعت سے شکم کرتا تھا وہ سیر ‏— نہ شکوہ چرخ سے نی غم سے تھا زیر
جو راہ خیر مین پائی بضاعت ‏— تو کی تسکین شکم کی بہر طاعت

نہ دریوزہ نہ کرتا تھا گدائی ‏— سدا کرتا تھا یاد کبریائی
شہا ایام طفلی مین برہمن ‏— پڑھا تھا شاستر ہمراہ موہن

بہت سہتی پکید کرد و نو نین الفت ‏— کہ جان و دل مین ہو جیسی محبت
پڑھے تھے دونون اک مکتب مین دن رین ‏— برنگ لفظ و معنی کی تھی ملاقات

لگے کھیدان سے سوی دوارکا سیام ‏— ہوئی دونو نمین فرقت کا ہنگام
وہان موہن نے پایا افسر و تخت ‏— سدامان کا یہان دشمن ہوا بخت

وہان موہن کو تھی سونپی دگل ‏— یہان ہنی کو تھا ویرانہ جنگل
وہان تھے وانہ ہای در کی انبار ‏— یہان تھا ایک دانہ جو کا دشوار

ولی صابر رضای حق پہ وہ تھا ‏— نہ مال و زر کی رکھتا تھا تمنا
نظر تھے روز و شب اوسکی کرم پر ‏— کہ مفلس کو وہ کرتا ہی تونگر

زبس بے فایدہ ہی اہمین تدبیر ‏— کہ خود دیتا ہی خالق حسب تقدیر
برہمن کی جو تھی پاکیزہ مستور ‏— جبین تھی اوسکی مثل ماہ پرنور

عجب مستور تھی وہ پاک دامن ‏— اکہ تھی خود عاشق روی برہمن
ہمیشہ تھی شریک رنج و کلفت ‏— سدا کرتی تھی شوہر کی اطاعت

زبس پاکیزہ روی و پارسا تھی ‏— سرشت حور وہ سرتاپا تھی
کہا شوہر سے اکدن او سنی ہنسکر ‏— کہ سنتی ہون کنہیا سیام سندر

تمہارا ہی ازل سے یار جانی ‏— بہت کرتا ہی تم پر مہربانی
ہوا ہی دوارکا کا وہ شہنشاہ ‏— ہر اک کو سیم و زر دیتا ہی بکثرت

عبث تم ہو اسیر دام افلاس ‏— نہین جاتی ہو کیون اوس یار کے پاس
مشقت گر کرو بیشک ملے گنج ‏— کہ گنج آتا نہین ہی بے سعی رنج

جو دیکھو گا تمہین غم مین گرفتار ‏— اگر ہیگا بار کلفت سے سبکبار
پڑھے ہو اک جگہ تم اور گھنشیام ‏— نہ پھیریگا تمہین محروم و ناکام

عجب کیا ہی جو موہن ہو مددگار ‏— کہ یاران کی اعانت کرتے ہین یار
وہی ہی دوست جو ہنگام خواری ‏— کرے یار تبہ کی نگہداری

تمہین گر شرم ہی عز و شرف سے ‏— تو کرنا عرض تم میری طرف سے
کہا شوہر کو جب یون اوسنے بتقیر ‏— سدامان نے کہا تب دیکے تسکین

گدای ناامید برج دلربائی ‏— گدا و شاہ کی کیا آشنائی
کہان وہ صاحب اورنگ و افسر ‏— کہان مین خاکسار و خاک بستر

سنینگے کب سوال اہل امید ‏— نہو ذرے کی عزت پیش خورشید
حضور دوستان اہل دولت ‏— بیان مفلسی ہی جای خجلت

وہان ہی آج کل دربار عالی ‏— نہ ہرگز جاؤنگا مین ہاتھ خالی
مجھے خلعت سے عریانی ہی بہتر ‏— تہی گوہر سے ہمیانی ہی بہتر

ندے ترغیب مجکو از پی زر
کہ نان خشک [illegible] کار
[illegible] پر کیا تم [illegible] آگاہ [illegible]
[illegible] کر یہ پیسا آئی [illegible]

کوئی مفلس ہے کوئی اہل دولت
جداگانہ ہے ہر انسان کی قسمت
یہ سنکر پھر وہ بولی نیک منزل
رہا ہے دوست سے کہنا غم دل

کہ خاشاک در یاران غمخوار
زر اغیار سے بہتر ہے صد بار
وہاں جانے مین تم کو ہے برائی
یہ اچھا ہے کہ کرتے ہو گدائی

عرض کی زن نے جب اسطرح تکرار
ہوا جازم سداماں چار ناچار
مثل سچ ہے نہ ہوگی رفع زنہار
زن و طفل و شہ و حاکم کی تکرار

ہوئی خوش وہ چلا جبدم برہمن
ہوئی مضطر پئے اتحاف موہن
کہین پائی نہ سیب و نار و نارنج
ملی مشتی برنج اوسکو بصد رنج

ردای کہنہ مین باندھے بتدبیر
ہوا راہی سداماں جانب پیر
چلا کہتا ہوا دلمین سداماں
کہ مین ہون بینوا وہ شاہ کیہان

وہاں کیا ہوگی میری قدر و توقیر
مگر پھر آونگا محروم و دلگیر
مرا ایسا کہاں ہے بخت یاور
کہ مجپر مہربان ہو سیام سندر

فرشتے جس جگہ پاتے نہین بار
بھلا کیونکر مین دیکھونگا دربار
غرض کرتا ہوا دلمین یہ تقریر
قریب دوارکا پہنچا وہ دلگیر

وہاں دیکھا ہجوم بادشاہان
نظر آئی ہزارون در پہ دربان
گیا در پر ولے محبوب دل مین
حواس و ہوش تھی مسلوب دلمین

نہ تھا فرق برہمن جو وہان پر
گیا قصر شہی مین پیر لاغر
کہنیا با عروسان دلاویز
رواق خاص مین تھا عشرت انگیز

سداماں کو جو دیکھا از رہ دور
ہوا دلمین نہایت شاد و مسرور
بجا لایا ادب سے اوسکی تعظیم
بٹھایا تخت زرین پر بتکریم

قدم دہو کے کیا تفتیش احوال
ہوئین ازواج سب پابوس خوشحال
کہا اوس سے زراہ مہربانی
کہ کیا لائے ہو ہمکو یار جانی

بہت دن بعد آئے ہو یہان پر
مگر کچھ ہمسے رہتے ہو مکدر
نہ آئے تم نہ بھیجا تمنے پیغام
مگر یہ کہتے ہو ہمسے دوستی خام

ہوا محبوب یہ سنکر سداماں
خجالت سے ہوا سر در گریبان
کہا افسوس ہے جای غم و آہ
کہ ہو درویش سے سائل شہنشاہ

زن نادان نے کھوئی میری توقیر
پڑی تقدیر سے برعکس تدبیر
رہا خاموش وہ پیر نکوکیش
برنج اوس نے کیے ہرگز نہ وہ پیش

ہوا اعجاز سے آگاہ موہن
برنج خام لایا ہے برہمن
کہا اوس سے کہ ای فخر احبا
جو بھیجا ہو مجھے بھاوج نے تحفا

عطا کر خوشدلی سے مجکو فی الفور
نہین اوسکے سوا مطلوب کچھ اور
ہوا شرمندہ افزونتر سداماں
کیے چانول بغل مین اپنی پنہان

سری موہن نے کھینچا تب تو ہنسکر
کف فرخندہ سے اماں چادر
سداماں نے زروی شرمساری
ادھر کھینچا اوسے با استواری

جو تھی گردون کی اطلس سے پورانی
ہوئی شق طیلسان زعفرانی
گرے چادر سے چانول سب زمین پر
ہنسے تب کھلکھلا کر سیام سندر

اوٹھا کر وہ برنج اک زمی سے
شتابی مونہہ مین رکھے خرمی سے
کیے سب نوش مثل ریزہ قند
لب موہن مٹھائی سے ہوے بند

سداماں سے ہوا خوش بسکہ اوسدم
دی اک مشت دانون پر دو عالم
فزون امید سے کی مہربانی
نجانا اوس نے پر راز نہانی

کیا باطن مین گرچہ لطف بسیار
کھلا لیکن سداماں پر نہ اسرار
بہت کی برہمن کی دلسے تعظیم
نہ بخشا لیک ظاہر مین زر و سیم

کیا رخصت برہمن کو تہیدست
ہوا وہ مست غم سے گو کہ تھا مست
چلا غمگین بسوی خانہ ناکام
شکایت تھی زبان پر زن کی ہر گام

رہا یہہ تو غرض رستے مین حیران
مکان پر اوسکے پہونچا بسوکرمان
بحکم سیام سندر اوسنے جا کر
جہان تھا جھوپڑا اوسکا وہان پر

بنایا قصر سونے کا سراپا
کیا ہر سقف و در مین کار مینا
جڑی ہر جا ستون مین لعل و گوہر
ہر اک پر یہہ لگائے قبہ زر

وہان سے مانند افلاک
جڑے گرد اوسکے ہیرے کے نگینے
بنایا اسطرح رنگین محل ایوان
ہوا کاشانہ مالامال زر سے
ہزارون قاقم و سنجاب کے تھان
وہ پیراہن نہ نکلین جو جہان مین
ہزاران گاومیش و گاو ماده
ہوا ایادرجویون بخت سداماں
ملا گنج اوسکو بیش از حد زہے بخت
غم عسرت کیا دل سے فراموش
جو دانا دل تھی مستور نکو خواہ
ہوئی مداح لطف کرشن موہن
یہ کہتی تھی کہ جلدی آئے برہمن
سداماں دوارکا سے سخت مایوس
جو دیکھا قصر جاہی کلبۂ خس
کسی منعم کا ہے یہ قصر عالی
غرض ہمسایگون سے اونسے پوچھا
کہا ہمکو بھی حیرت ہے برہمن
نہین کہلتا ہے کچھ اعجاز کا حال
برہمن تہا اسیر حیرت و آہ
برنگ بید دیکھا اوسکو بے بر
کنیزون نے برہمن کو بلا کر
ہما کا مورچھل لیکر ادب سے
سداماں نے کیا شکر خداوند
جو کرتا ہے کرم وہ عالم آرا

بنایا تختۂ زر تخت جاب
جڑے موتی قرینے سے باقرینے
ہوا پرخون حسد سے باغ رضوان
کہ جیسے بوستان گلہای تر سے
ہزارون اطلس و کمخواب کے تھان
ہوی لاکھون مہیا اوس مکان مین
عرابہ رتھ بہل حد سے زیادہ
ہوا یہ غیب سے موجود سامان
خوشی سے اوسکی پشت خم ہوئی راست
کیے لعل و گہر زیب بر و دوش
ہوئی وہ قدرت خالق سے آگاہ
درخشان چہرہ مثل ماہ روشن
کرے چشم تمنا زر سے روشن
مسافت کرکے طی با رنج و افسوس
ہوا غمگین برہمن دلمین از بس
مرا گھر لے لیا دیکھا جو خالی
کہ میرا جھوپڑا تھا وہ جو اسجا
کہ کسکا قصر ہے یہ رشک گلشن
بنا یہ قصر پل مین چرخ تمثال
پڑی اوسپر نگاہ زوجہ ناگاہ
قلندر صورت سرو صنوبر
بٹھایا قصر مین اورنگ زر پر
لگی جھلنے کوئی راہ طرب سے
کہا زن سے بلبہای شکر خند
نہین کرتا ہے ہرگز آشکارا

کھون کیا وہ مکان تھا باطلسمات
ہوا اوسپر جو لطف سام سندر
ہزارون رنگ کے لاکھون دوشالی
ہزاران جامہای زرفشانی
ہزارون پیل و اسپان سبک گام
ہزاران کرسی و تخت مرصع
سداماں کی جو تھی وہ عورت پیر
کہان تھی شادمانی سے ہوئی تیر
کنیزان سیمبر و سرو قامت
کہا پایا جو مین نے گنج دولت
جو دیکھی کرشن کی یہ غمگساری
کبھی در پر کبھی کوٹھی کے اوپر
قریب خانۂ مالوف آیا
کہا کی کرشن نے کیا مہربانی
خدا جانے کہان ہے زوجہ پیر
نشان اوسکا کہین ملتا نہین ہے
نہین مالک کا اسکے کچھ نشان ہے
فراہم سیم و زر بے انتہا ہے
تہیدست و پریشان حال دیکھا
کیا اوسنے کنیزون سے یہ ارشاد
کیا سایہ کسی نے چتر زر کا
ادب سے زن ہوئی پابوس آکر
کہ ہے وہ بادشاہ چرخ اخضر
کرون کیا مین ادا شکر الہی

کہ جس سے قصر گردون ہوگیا مات
ہوے انبار ہر جا لعل و گوہر
کہ تھے اوس قصر مین سب بے بہا لے
ہزاران تاجہای خسروانی
شبیہ صبح روشن ہر سر شام
زر خالص کے تھے جو بے طمع
غم افلاس سے رہتی تھی دلگیر
ہوئی وہ نوجوان گو تھی کہن پیر
ہوئین صدہا ملازم بہر خدمت
ہوئی سب کرشن موہن کی بدولت
لگی شوہر کی کرنے انتظاری
نظر تھی چارسو سے راہ شوہر
نشان کلبۂ احزان نپایا
کہ کھوئی جھوپڑے کی بھی نشانی
زیادہ اور ہوگا حال تغییر
یہ کس منعم کا قصر دلنشین ہے
مگر مشہور اب تیرا مکان ہے
حقیقت مین یہ گھر دولت سرا ہے
نہ گنج زر نہ درج مال دیکھ
کہ لاؤ برہمن کو بادل شاد
کسی نے تاج زرین سر پہ رکھا
کہا سب ہے یہ لطف سام سندر
کری مفلس کو پلمین صاحب زر
کہ بخشی مجھ گدا کو بادشاہی

یہی اہل سخاوت کے ہین وصفات
کرین بخشش نہ مارین پر کبھی لات

دیا گنج گران با ہر گمان ہے
کہا لیکن نہ موہن نے زبان ہے

غرض سب مفلسی وسکی ہوئی دور
لگے رہنے وہ دونون شاد و مسرور

خداوندا مری بھی یہ دعا ہے
کہ میری بھی خبر لینا روا ہے

سدا مان سے بتر ہی حال میرا
فقط ہی آسرا ہر وقت تیرا

مربی ہی نہ کوئی مہربان ہے
نہ یارون سے مجھے امید نان ہے

خدایا دس برس سے ہون مین بیکار
فقط ہون تیری بخشش کا طلبگار

تری نزدیک سب بندے ہین یکسان
ترا یکسان ہی سب پر لطف و احسان

عطا کر مجکو روزی اے خداوند
سدا مان کی طرح کر شاد و خرسند

نہ کہون خویش و بیگانی کی پروا
رہون مین جان و دل سے حق کا شیدا

سدا مان کی ہی یہ نادر حکایت
سنے جو کوئی پائی گنج و دولت

پڑہے چالیس دن جو یہ فسانہ
ملے اوسکو بہت مال و خزانہ

ادھیای ہشتاد و یکم

بیان کسوف آفتاب کا اور ملنا نند و جسودہا و گوپیان
گوکل کا سری کشن سے بیچ مقام کلچھیتر کے

کہا سکھدیو نے ای شاہ دانا
کسوف مہر کا ہی اب فسانا

بگوش دل اسے سن ای شہنشاہ
بیان کرتا ہون تیری حسب دلخواہ

کہ دریا ایک ہی کلچھیتر مشہور
عذاب تن ہو جسکے غسل سے دور

خصوصا جو دم تکسیف خورشید
نہائے اوسمین پائے ملک جاوید

زمان کشن مین ای نیک افعال
گہن لاحق ہوا سورج کو یکسال

یہ سنکر کشن با خویش و برادر
چلا دریا کی جانب شاد و خوشتر

تمامی زر جہای نیک بنیاد
چلین ہمراہ موہن با دل شاد

خوشی سی دیوکی اور بسدیو دانا
ہوی با شوکت و حشمت روانا

ہوا دریا پہ جا کر کشن موہن
خیام زر فشان مین جلوہ افگن

کہون کیا شان اون خیمونکی ای شاہ
کہ جا ی قبہ تھی جسمین خور و ماہ

قناتین اوسکی مثل آسمان تھین
طنابین اوسکی رشک کہکشان تھین

ہوی اوسمین قبا ہل جلوہ افروز
لگا ہونے سرود و رقص ہر روز

بر لب دریا کا مین کشن سے اوج
خوشی سی ہر گھڑی کرتی تھی امواج

ہوا شیدا رخ موہن پہ دریا
حباب اوسکو ہوے چشم تمنا

جو پائی آبرو دریا نے خوشتر
خوشی سے پہ چلا وہ جوش کہا کر

خوشی سی ہر گھڑی تھا دور گرداب
کہے تو کشن کے پھرتا تھا گرداب

نکل سہدیو بہیم ارجن جدہشٹر
سب آئے ہستناپور سے وہان پر

جسودہا نند گوپ و گوپیان سب
کہ تھی شیدای موہن بیگمان سب

سراپا شوق بندرابن سے آئے
تحائف ہر طرح کے ساتھ لائے

ہر اک سے کی کنہیا نے ملاقات
بہت کی کشن نے سب کی مدارات

عظیم الشان راجایان گرامی
فقیر و عابد و درویش نامی

لیے یا ہوے سب جمع اکر
ہوی پابوس موہن شادمان تر

جو تھی کشن کی معشوق رادہا
بہت تھی وصل کی اوسکو تمنا

سراپا داغ ہجران تھی بدن مین
کہ جیسے لالہ و گل ہو چمن مین

ہوی دلشاد روی دلستان سے
کہ جیسے کبک ماہ آسمان سے

جو دیکھا کشن نے دلبر کو مدہوش
غم ہجران کیا دل سے فراموش

ہوی معشوق و عاشق شاد و خرم
نیاز و ناز سے سرگرم باہم

تبسم تہا لبون پر ہر سخن مین
گل و بلبل تہے جیسے چمن مین

شب مہتاب نے دریا کا کنارا
رخ گلرنگ کا ہر دم نظارا

جو تہا پانی مین عکس روی شاداب
میان آب لہراتا تہا مہتاب

جو ہر دم خندہ دندان نما تہا
صدف کو وہم تہا سلک گہر کا

ہوا وہ عاشق گیسوی خمدار
کہ لہرین آتی تھین [illegible]

وہان سولہ ہزار اک سو مین رادہا
ہر اک گوپی سی موہن ہم سخن تہا
گلہ یہہ گوپیان کرتی تہین کشادہ
مثل سچ ہی کسی دانا کی مشہور
وہ دریای جمن وہ کنج مدہبن
سراپا اب لباس زرفشان ہی
ہما کے پر کی اب کلغی ہی سر پر
کہان یہہ مسند زربفت اورنگ
کہان انکی ردای زرفشانی
انہون کی کاکلین ہین عنبر افشان
ہماری تیری اب نسبت کہان ہی
شکایت دوستی مین ناروا ہے
غرض اسطرح با شوق و شکایت
تہا ظاہر ہوا سورج گہن جب
ہوئی فرصت کسوف مہر سی جب
کہون کیا گوپیون کو جو ہوا رنج
ہوا غم سی سبہونکا رنگ فق
غرض یہ داستان غم ہی طومار
جدا اونکی نہین جان و جگر تہی
غرض کلچہتر سی سب گہر مین آئی

قمر ہو جب جیسے انجم مین ہویدا
فزون گلشن سے رنگ انجمن تہا
غلامی سے کیا کیون ہمکو آزاد
کہ دل سی دور ہی جو آنکہہ سی دور
نہین آتا ہی تجکو یاد موہن
گلیم و چوب دستی اک کہان ہی
کہان زیبندہ ہی طاوس کا پر
کہان وہ فرش خارا بالش سنگ
تمہاری دوش پر چادر ہے پونی
ہماری بال سنبل سی پریشان
تفاوت از زمین تا آسمان ہے
ازل سی عشق مین رنج و بلا ہے
رہی کلچہتر مین موہن سی صحبت
نہائی شادمان شاہ و گدا سب
گیا موہن نے عزم دوارکا جب
کہ اکثر ہاتہ سی گم جیسے ہو گنج
کہ جیسے مہر کو ہو کسف لاحق
یہان سی مختصر کرتا ہون اظہار
کہ رادہا کشن باہم یکدگر تہی
سفر سی آکی جمنا مین نہائی

ہوا ہر نوجو[illegible] کشن کو رشک
جسودہا پیار کرتی تہی پسر کا
مگر پہلو مین اب خیل زنان ہے
وہ رود و رقص وہ صحبت وہ جلسا
یہان کرتا ہی حسن خسروانی
جواہر کا کیا زیب گلو ہار
کہان یہہ خیمہ و چتر زرافشان
کہان یہہ نو عروسان گل اندام
اہیری ہم یہ دخت بادشاہان
اونہونکی سرخ چہری غیرت ورد
تجہی اب سام ہم پیاری نہین ہین
نہ تہی گر تمہاری عشق مین دل
بغل مین یاد ہی کار و کمن کو تہا تنگ
برہمن جمع تہے لاکہون جو آ یکجا
گیا سب گوپی و رادہا کو رخصت
ہوا لاحق جو درد ہجر جانکاہ
کوئی عریان کوئی تہی غمسی گریان
کہ گوپ و گوپیان نند و جسودہا
نہ لینا چاہیی یہہ نام اودہا
اودہر سے کشن پہونچی دوارکا پور

بہار
پدر مشتاق تہا نور نظر کا
ہماری تمکو اب الفت کہان ہی
وہ بندرابن کا گلگشت و تماشا
دیا برج کی بہولا شبانی
ہوا پہولونکا مالا اب تجہی خار
کہان وہ سایہ نخل بیابان
کہان ہم زشت رخسار و سیہ فام
اہیرون سی ہوئی تم شاہ گیہان
ہماری رخ ہین شکل نسترن زرد
کہ محبوبان نو پہلو نشین ہین
تو کرتا درد کیون سینہ مین منزل
بہائی دست بہا مانی بہت [illegible]
سبہون کو گنج زر موہن نے بخشا
جدا ہو شہر سے طلب کی خود اجازت
ہوئین کاہیدہ غمسی صورت کاہ
کسیکا دل تہا سوز غمسی بریان
چلی ظاہر مین حضرت سے گر رادہا
ہر وا ہی بسکو کہنا کشن رادہا
کیا جشن طرب دولت سرا مین

بیان زندہ کرنے پسران بسدیو کا

لب اعجاز سے کلک جہندہ
کہنیا نے جو دیکہا اونکو دلگیر
کہا تب دیوکی نے مین نے جانا
کیا ہی تو نے پیدا تخت خاک

مضامین عدم کرتا ہی زندہ
لب شیرین سی کی شیرین تقریر
تجہی کہتا ہی خالق سب زمانا
بنا کی تجہ نے مہر و ماہ افلاک

کہ اکدن دیوکی بسدیو مقبول
کہ ہو دلگیر کس درد و الم سے
کہی ہین تجہ نی مہر و ماہ پیدا
تو ہی ہر حاکم مہتاب و ماہی

مشوش تہی پی طفلان مقتول
کہ رنگ چہرہ ہی افسردہ غم سی
تجہی سے ہین یہ کوہ کاہ پیدا
قیاس و وہم دیتے ہین گواہی

تو ہی زندہ کو مٹی میں ملائے
تو ہی آگاہ ہے شش فرزند میرے
سنا جب ماں نے موہن سے یہ احوال
کہاں ہیں وہ مرے اخوان مقتول
کیا ارشاد موہن دل سے تسلیم
دیے آغوش مادر میں وہ اطفال
لیا آغوش میں دل سے کیا پیار
لیا آغوش میں شفقت سے سبکو
خوش آیا اونکو مہد مرگ کا خواب
کدہر ہو دہیان اے صاحب تمہارا
ازل سے یوں ہی ہے ہوتا سنین آب
نہ مادر ہے نہ خواہر ہے کسی کی
فنا ہے زندگانی کا مآل کام
زن و دختر و پسر کی مہر و الفت
ہوے لڑکے او دہر جنت کو راہی

تو ہی مٹی سے پھر زندہ بنائی
کیے دم میں جلا مام موہن نے تیری
گر پڑ وہ ہوا اسوا رفی الحال
بولا جلدی گرونگا ورنہ معزول
دیے اخوان کیا رخصت بہ تعظیم
ہوئی ماں دیکھنے سے شاد و خوشحال
پلایا دودہ چومی چشم و رخسار
لگایا بر میں چوما چشم و لب کو
ہوے ماں باپ دونوں سخت بیتاب
نہیں ہے موت سے انسانکو چارا
کبھی بیٹا کبھی بہائی کبھی باپ
محبت ہے یہ ساری جیتے جی کی
کہ ہر آغاز کا آخر ہے انجام
عبث ہے اے شہ ملک فراست

پسر تو جا کے سند میں کیے لایا
اونہیں کے غم میں ہے ول اب تو خوار
گیا زیر زمین وہ جا یکانہ
یہ سنکر بل ہوا حاضر ادب سے
جو پائی اپنی موہن نے برادر
جو بارا بر میں بحر شیر سے جوش
جو دیکھی چہرہ پر نور فرزند
غرض جب کر چکے مادر پدر پیار
کنہیائی کہا تب باپ ماں سے
عبث ہو دام رنج و غم میں پابند
نہو بعد از فنا کوئی کسیکا
جہاں میں زندگی کر کم نفس ہیں
نہیں دنیا پہ دانا دیتے ہیں دل
غرض موہن نے فہمائش جو یوں کی

یہ قدرت سے دونوں کو جلایا
تمنا ہے کہ دیکھوں اونکا دیدار
کیا ارشاد دل سے حاکمانہ
قدم موہن کے چومے چشم و لب سے
جلا کر لیچلا ہمراہ خوشتر
ہوئی اپنے جگر گوشو سے ہمدوش
ہوے بسدیو دل میں شاد و خرسند
تو کین لڑکوں نے آنکھیں بند یکبار
کہ کچھ حاصل نہیں آہ و فغاں سے
پدر کوئی کسیکا ہے نہ فرزند
کہاں کا باپ اور کسکا ہے لڑکا
جو نازاں اوس پہ ہیں وہ بوالہوس ہیں
کہ آخر ہے وہی در پیش منزل
ہوئی ماں باپ دونوں کی تشفی
ادہر کردی لگے سب کار شاہی

بیان

بیاہ لیجانا ارجن کا سبہدرا ہمشیر کنہیا کی براہ زبردستی اور ناراض ہونا بلدیو کا اور سمجہانا سری کشن کا

بیان کرتا ہے پھر سکھدیو دانا
ہوا آمادہ یوں بلدیو ذیجاہ
خیال روی جانان مبدم تہا
کہیں دیکھی تھی اوسکی ابرو و خم
سنا اوسنے جو یوں بارون سے چرچا
پہنکر وہ لباس خاکساران
قضارا وہ سیہ رو پاک دامن
خبر عاشق نے معشوقہ کی پائی

لب شیریں سے یہ شیریں فسانا
کہ در جودھن سے خواہر کا کروں بیاہ
اسیر حلقہ زلف صنم تہا
گلا رکہتا تہا زیر خنجر غم
کہ درجودہن سے ہے عقد سبہدرا
چلا روتا ہوا مانند باران
پہنکر لولو لالا ہمہ تن
کہ دریا پہ نہانے آج آئی

سبہدرا ایک موہن کی بہن تھی
دل ارجن کہیں اوسپہ تہا مائل
ہمیشہ عشق میں تہا اوسکا شیدا
تصور رہتا جو تیر مژہ کا پیش
ہوئی یہ سنکی ارجن کی فنا روح
گیا بے صبر و بیدل دلربا کو
چلی وقت سحر جمنا کی جانب
یہ سنکر تیز ہانکی رتھ کے گھوڑے

جمال و حسن میں رشک چمن تھی
کہ جیسے عارض گل پر عنادل
فغان و آہ سے تہا اوسکی پیدا
بنا تہا سینہ اوسکا صورت نیش
ہوا بیچین تیسکل مرغ مذبوح
کہ لائے بر میں اپنے دلربا کو
ہزاروں جمع تھے جانب بجانب
جہاں تھی وہ اوسی جانب کو موڑے

نظر آئی اب دریا وہ ناطور — بٹھا کر رتھ پہ پہونچا ہستناپور
خبر یہ دوارکا مین جب ہوئی عام — ہوئی آزردہ خاطر سخت بلرام
کیا کیا ظلم یہ ارجن نے افسوس — مٹایا سب ہمارا ننگ و ناموس
کرون موسل سے فرق اوسکا مین چور — ملاؤن خاک و خون مین ہستناپور
کہا موہن نے ای بھائی بجا ہے — کہ ارجن لائق قتل و سزا ہی
ولیکن نقش بدنامی برادر — ہوا یہ ثبت جو لوح جبین پر
مری دانست مین اب ہی یہ بہتر — کہ ارجن سے کرو عقد خواہر
غرض کی جب کنہیا نے یہ تقریر — ہوئی راضی جوان پیر و دلگیر
دیا شادی کا سب ساز و سر انجام — دیا ارجن نے حقدارون کو انعام

لیا ہرین بعیش و عشرت و فرحت — کہا تب تک اوسکی شادی کی فرحت
لیا موسل ہی پر چلنے کو طیار — کہا موہن نے ای [illegible] آرا
بہت نازان ہی وہ تیرانگنی پر — کمر باندھی ہی اوسنے رہزنی پر
کرون گردن عدو کی زیر شمشیر — ہماری لیگیا بیخوف ہمشیر
نہایت نامناسب کی ہی تقصیر — مناسب ہی جو دیجے اوسکو تعزیر
ہشانے سے نہین ہی کچھ کار زنہار — لڑائی سے فزون ہوگا نمودار
کہ اپنی خاندانی ہین وہ نامی — حسب مین اور نسب مین ہی گرامی
وہین بسدیو دانا نے بلا کر — کیا ہمراہ ارجن عقد دختر
ہوی دولہا دولہن دلشاد رخصت — ہوئی شادی سے مہمانون کو فرصت

بروان دینا مہادیو کا برکاسر دیو کو اور عاجز ہونا مہادیو کا اوسکی ظلم سے اور نجات پانا ظالم سے کنہیا کے طفیل سے

پرچہت نے کہا ای واقف بید — عیان ہی دل پہ تیری غیب کا بھید
کہ کرتا ہی جو کوئی طاعت مدام — سدا رہتا ہی وہ مفلوک و ناکام
یہ عقدہ حل نہین ہوتا ہی جبتک — دل پر وہم ہی جاتا نہین شک
کہا سکھدیو نے ای دانش آرا — نہان کرتا ہون تجہہ پر آشکارا
سداشیو کے موظف جو تپسر ہین — توانا ہین غنی ہین اہل زر ہین
پرستاران شیو بی عشق بازی — نپائین برکت یعنی رستگاری
جو مفلس عابدان حق ہین مشہور — نہین یہ رمز داناؤن پہ مستور
نہین یاد خدا کرتے ہین زردار — شراب عیش سی رہتے ہین سرشار
کبھی دلخستہ رخسار زن ہین — کبھی سرگشتہ سیر چمن ہین
بشر ہوتا ہے جب کہ پاکی مست — کہ آخر کہا کی ہو جس طرح خرمست
بہت مشکل ہی حق کی یادگاری — نہ ہو طاعت کبھی بی خاکساری
صفا دل سے کرے رنگ سیاہی — تو دیکھے جلوہ نور الہی
شہا اس وجہ سی خلاق دوران — سدا رکھتا ہی عاشقون کو پریشان
رہین حوران جنت سی ہم آغوش — کرین تکلیف دنیا کی فراموش

سنا ہی مین نے از روی حقیقت — بیان کرتی ہین یون اہل طریقت
سداشیو کی جو کرتا ہی عبادت — اوسے ہوتا ہی حاصل مال و دولت
مرید با صفا اپنا سمجھے جان — ز روی لطف کر یہ رفع حرمان
کہ سچ ہی عارفان درگہ حق — غریب و مفلس و عریان ہین مطلق
ولیکن یہ نہین ہی اک ضرر یارب — نجانی وہ کہ جسکا دل ہی تاریک
نہین ہی مغفرت بی عمل تمام — نپائی آمد و شد سے وہ آرام
کہ دولت باعث کبر و منی ہی — خدا سے منحرف ہی جو غنی ہے
خدا کی یاد مین رہتی نہین دل — سدا رہتے ہین جو اپنے خودی مین غافل
لٹائین خرمن دولت بسبب — نہ دین راہ خدا مین دانہ جو
ہنوز نہار خرمستی مین کچھہ کام — کہان آرام مین ہی طاعت مدام
ملائی خاک مین جب اپنے تن کو — بنائی صورت آئینہ من کو
عذابون سے وگرنہ رستگاری — بہت مشکل ہی بی افضال باری
کہ تا عشاق مین ہی فارغ البال — رہین باغ جنان مین شاد و خوشحال
سداشیو کا سدا ہی سہل یہ طور — کہ جو مانگے کوئی دیتے ہین فور

سنین انجام کار کہتے ہین نہ سامان
بہت ہوتی ہین آخر کار حیران

گرفتار الم جب شیو کو پایا
کرم سے کشن نے اپنے بچایا

بہت یعنی کہ شنکر نے دعا دی
اوٹھون سے تا قیامت شیو کو دعا دی

بیان کرتا ہون اک اسکی حکایت
کہ کافی ہی شہا بہر صداقت

بیان حکایت تمثیلی بیچ دعا دینے شیو کی برکاسر دیو کو
اور مبتلا ہونا بلا مین خود اوسکے ہاتھ سے اور نجات دینا شری کشن کا مہادیو کو

لکھا ہی بیاس نے یہ ای جہاندار
کہ برکاسر تھا اک دیو جفاکار

گیا اوسنے پہ اسی سلطنت غور
کہ یہ جو بن شیو کو تا حاصل ہوئی الغفور

سخاوت مین بڑا ہی نام شیو کا
بڑی اوسنے نہین مین شن برہما

ہرن کشب کو تاج و تخت بخشا
عطا کی راون ظالم کو لنکا

توانائی عطا کی کمکرن کو
نہین الغرض کبھی شیو کی سخن کو

یہ کہکر اوسنے سر اپنا تراشا
ادب سے سامنے شنکر کی رکھا

ہوئی خوش دیو سے دلمین مہادیو
تصور کی عبادت اوسکی دیر یہ

سر کا فورہ مین تن سے ملایا
شتابی اپنی قدرت سے جلایا

کہا اوس سے طلب کر جو ہو درکار
کہ مین فی الفور ہون دینے پہ پلیا

ہوا زندہ جو وہ دیو نگونسار
ہوا تب اسطرح شیو سے طلبگار

کہ رکھون ہاتھ اپنا جسکے سر پر
سراپا خاک ہو وہ شخص جلکر

دعا سے دیو کی شیو نے پذیرا
جو مانگا دیو نے فی الفور بخشا

دعا دیکے گئے شیو جانب گھر
ہوئی کس لطف کی اب دیکھی سیر

زبان سے شنکر جو ہے پاکیزہ گرجا
پرستش جسکی ہی عالم مین ہر جا

نظر اوسپر پڑی جب ظالم کی ناگاہ
زمین پر وہ گرا یک کھینچکر آہ

جب آیا ہوش مین دیو ستمگر
کہ رکھون ہاتھ اپنا شیو کے سر پر

دعا سے اپنی جب بعین جانکی شیو جا
تب آئی ہاتھ میری وہ زن پاک

صداقت جسپہ ظاہر ہو دعا کی
وگرنہ مجھسے بہتر ہے دغا کی

یہ مضمون الغرض جب شیو نے جانا
نہ رکھیا تب کہین اپنا ٹھکانا

لیا گرجا کو چھوڑا کو وہ کیلاس
گئے اندر وہ کہین سی کشن کے پاس

سنایا ماجرا کافر کا سارا
کیا حال عاصب آشکارا

اور نہین بھی کشن نے جا بجا حکایت
نمایان خود ہوئی گرجا کی صورت

قریب کافر بدکیش آئے
عجب صورت بنا کر پیش آئے

کیا شیدا دکھا کر اوسکو غمخوار
کہا ای عاشق پاکیزہ اطوار

دل نازک ترا بیتاب کیون ہے
سراپا صورت سیماب کیون ہے

اگر تجکو ہی میری وصل کی چاہ
تو کچھ مشکل نہین ہے ہو بخوشی

سدا شیو جیسے دونون ہاتھ ترہکر
سرین پر ایک اور ایک کو اوپر

مرے آگے بلطف عیش درپیش
ہمیشہ ناچتے تھے اسی عیاش

اگر ناچے مرے آگے تو اسطرح
تو ہوین ہم بغل با عشرت و عیش

جو تھا وہ عشق مین گرجا کی مجنون
پسند آیا بہت اوسکو یہ مضمون

اجل کرتی ہی جسکو آگ تسخیر
بلے ہو دشمن جان اوسکی تدبیر

غرض اوس بیخبر نے دیکھا تماشا
اوٹھا کر ہاتھ اپنے سر پہ رکھا

ہوئی پیدا دعا شیو سے آتش
ہوا جل بھن کے خاکستر وہ سرکش

بلایا کشن نے تب شیو کو فی الحال
دکھایا جلوہ روی نکو فال

سلامت جانب کیلاس بھیجا
ہوی عنقا پہ چڑہ کر آپ عنقا

امتحان لینا عابدونکا بہ نسبت برہما و بشن و مہادیو کے
واسطے دریافت کرنے فضیلت و کمالات یکدگر کے

کہا راوی نی ای شاہ زمانہ
بہر دو واج انگرا گوتم ستانند
بزیر قاف تہی یکجا فراہم
برابر ہین یہ تینون شخص مین
ترحم کس مین ہی کس مین تحمل
کہ برمہا سبسے اشرف بگمان ہی
اوسیکی ذات سی جاری ہین یہ نیلہ
تفاخر سب یہ کہتی ہین مہادیو
دم آخر اونہین سے سبکو ہی کام
صفت ہی حاصل ہنین ذاتسی کو
رجوگن بشن کی ہی ذات مین عین
ترحم سے کرین عفو جرائم
کہ لاوی امتحان تینونکا کوئی
تو لاؤن امتحان تینونکا جاکر
غرض لیکر رضا وہ عابد پاک
نہ بیٹھا شوخ چشمی سی مودب
نکالا قہر سے بیرون خانہ
جہکایا سر نہ کہا ہاتہ سر پہ
کہا ای بی حیا بی شرم و بیباک
یہہ کہکر کوہ سی نیچے اوتارا
وہان آرام مین تہی بشن بہگوان
غضب سی بشن کے اک لات ماری
پڑی جب آنکہ روی برہمن پہ
کہان چہاتی مری ہم سنگ خارا
یہ کہکر خوب سے کی مالش پا

عجائب تر سناؤن اک فسانہ
بیاس و مارکنڈ یو خردمند
ہوئی یون حرف زن سب ہوکے باہم
زیادہ ہی فضیلت کسکو ان مین
کسے غصہ ہی کسکو ہی تامل
ستوگن جسمین سراپا عیان ہے
پرستش کیجیے برمہا کی جاوید
پرستش اونکی کیجے دلسے بےریب
وہی کرتی ہین سب کا نیک انجام
سدا وہ پرورش کرتی ہین سب کی
وہی ہین قابل التعظیم کونین
پرستاری واہی اونکی مدام
عیان ہوتا کہ زشتی ونکو نی
اسیدم خوبی و زشتی جو اونکا ہی
گیا پیش پدر گستاخ و بیباک
یعنے برمہا ۱۲
نکہولی بہر خیر و عافیت لب
کیا تیر ملامت کا نشانہ
ہوا جاکر کہڑا اسشکل قلندر
کہان ہی تیرا ہوش و فہم و ادراک
ہوئی شیو کی بزرگی آشکارا
عیان قدرت کی پیشانی سے تہی
لگی وہ بشن کے سینے مین کاری
جہکایا واسطی تعظیم کے سر
کہان نگل ہی ملائم یہ کف پا
ثنا کی برہمن کی بسکہ شاہا

کہ اک دن زاہد و عابد تمامی
اگست و انگرا و بول پرسرام
کہ برمہا بشن و شیو بار وی پر نور
جدا گانہ کہو انکے فضائل
کہا نارد نی ای اصحاب محفل
تعلق اوسکی ہی ایجاد کونین
کہا گوتم نی یہہ ہمنے سنا ہی
تموگن ہی سدا شیو کا طریقہ
کہا یون انگرا نی تب ادب سے
ترحم بشن مین ہی شیو مین ہی قہر
کوئی عابد کرے ہرچند تقصیر
ہوئی اس گفتگو مین جبکہ تکرار
کہا تب بہرگ نی یون با سعادت
پسند آئی یہ اوسکی رای نیکو
نہ کی برمہا کی گستاخی سی تعظیم
پدر نی اوسکی شوخی یہ جو دیکھی
چلا برمہا کا لیکر امتحان وہ
جو دیکھی بہرگ کی یہ خیرہ مستی
بزرگون کی نہین کرتا ہی توقیر
گیا تب بہرگ سوی لجۂ شیر
وہان لچہمی ستی پامالی مین مشغول
جو پہنچا صدمہ پای برہمن
کہا ہی ہی مری چہاتی ہی اسدم
نہایت ہوگا تیری پانون کو درد
کیا رخصت بت عز و شرف سے

بشسٹ و بہرگ و بسو متر نامی
سوی چین گرگ و نارد مین جو ہین حامی
ملایک تین افسر ہین یہ مشہور
کہ ان مین کون ہی طاعت کے قابل
بیان کرتا ہون مین مثنوی یہ مجمل
اوسیکی دم سی ہی آباد دارین
کہ اپنے منہ سی برمہا نی کہا ہی
نہین ہرگز کسی مین یہہ سلیقہ
جہان مین بشن افضلتر ہین سب سے
کہ ہی شیو کی گلے مین خانۂ زہر
ندین غصی سی اوسکو بشن تعذیر
یہ ٹہرا مشورہ آپسمین ناچار
کہ گردین مجکو سب صاحب اجازت
اجازت دی سبہون نے بہرگ من بعد
جہکایا سر بجا لایا نہ تسلیم
سزا جانی مناسب نا سزا کی
گیا پیش سدا شیو ناگہان وہ
اوٹھی شیو لیکے اپنی چوبدستی
تجہی جو دست بستے کم ہی وہ تعذیر
کہڑا جاکر ہوا مانند شہتیر
بدن وہ جیسے نیلوفر کا ہو بہو پہول
جگے وہ خواب سی بار وی روشن
ہوا رنجیدہ یہ پلپے ملال
کہ دردِ پا سے چہرہ ہی مرا زرد
بلی قدر برہمن تہی سلف سے

یہ دیکھو کشن کی فرخندہ خصلت
اوٹھایا صدمہ پر شیرین سخن ہے
کہ بس اک نوبت کو تیری شیرین ہی
غرض ہو کر ثنا خوان یون ہمین عبد
سہونے کی ثنا کی سیام سندر

کیا جا بجا یہ کیا لطف کرامت
کیا خود عذر و پوزش برہمن سے
تری عارض کا جلوہ ہر طرف ہے
ہوا محفل مین اپنی جلوہ افگن

کہ ہارا بھرگ نے وہ رو رو ہے پا
برہمن دیکھکر یہہ مہربانی
پرستش تیری واجب ہے بشر کو
کیا ان تینون کا سب ہے بیان حال

کہ اب تک نقش ہے سینے پہ جسکا
ثنا خوان یون ہوا باخوش بیانی
بنایا تو نے برہما و شنکر کو
زبان تھی گنگ وصف بشن مین لال
گئے صحرا سے اپنی اپنی جا پر

ادھیائے ہشتاد و ہفتم

جلوہ کرنا بشن کا ایک مقام پر اور رلانا ایک برہمن کا جو بیٹے
مردہ اپنے نو مرتبہ سری کشن کے پاس اور اصرار کرنا
ارجن کا دسوین بار واسطے حفاظت دسوین بیٹے کے
اور نہ بچنا اوسکا موت سے اور لیجانا کشن کا ارجن کو ایکا گوسکہ

شہا اک روز ارجن سیام سندر
کہا تیر سے عذاب جان ہے کنہیا
منعم فرزند لایا جبکہ وہ پیر
کرون تیر و پیکان حلقہ تیر کو گھر
دکھاؤن اپنی تیرونکا تجھے زور
برہمن نے یہ سنکر اوسکی گفتار
خبر کی جا کر ارجن کو شتابی
نہ چھوڑا کوئی روزن خانہ و در
ہوا غائب وہ کودک ہر دو یکبار
ہوا آسیب اوسکو سایہ تیر
ملا کب ہے یہ جن یا انسان و حیوان
ہزارون گرد خونخوار زمانہ
ہوئے فرزند نو میرے خداداد
اسی ترکش پہ یہ دعوی کیا تھا
ہوا یہ اوسکی نادم ناوک افگن
خبر یہ سیام سندر نے جو پائی

بہم بیٹھے تھے شادان اک جگہ پر
نہین جیتا ہی میرا کوئی لڑکا
کہا ارجن نے کیون ہے غمزدہ دلگیر
بچانے دون ہوا کو اوسکے اندر
کرون پیکان ہی جیسمان اجل کو
تسلی دی دل غمگین کو ناچار
ہوئی ارجن کو از بس مضطرابی
کیے سب بند تیرونسے سراسر
نہ آئی پھر صدائے گریہ زنہار
نہ آئی کام کچھ ارجن کی تدبیر
زمین چرخ ماہ و مہر تابان
ہوئے سے تیر اجل کے نشانہ
ہمنے کھیلے کیا مجکو بہت شاد
نہین تیرونے یہہ تیر کش کہا تھا
جھکایا شرم سے مثل کمان تن
کہا ارجن سے کیا ہی حال بھائی

وہان آیا برہمن ایک گریان
غرض یون آٹھہ بار ہی نیک پیوند
جو مجکو اوسکی ہوا امید فرزند
بچاؤن یون اوسے تیر و نکر پیکان
رہے فرزند تو تیر اسکا سلامت
جب آیا وقت فرزند دہم کا
شتابی جا کی ہو پیچا کر کے گھر
برہمن کے ہوا پیدا وہ ان فرزند
جو دیکھا مان نے یہ فرزند کا حال
کہان مرگ تیر افگن ہو جرجا
جہان تک خلق ہی میں نام مشتاق
برہمن نے کہا ارجن سے جا کر
ہوا پیدا ہی ہوا اوسکی غائب
اسی ٹوٹی کمان سرنگون تھا
منگا کر چوب اور رکھکر گیا
فضا رکتی نہین تیار ہوئے ...

لیے ہاتھون پہ اپنے طفل بیجان
وہ لایا آٹھہ مردہ لیے فرزند
تو کہتا ہے اگر شاد و خرسند
سے ہے تو مر کان میں جیسی قوت این
کمان چرخ سی بہے پیچے پر آفت
برہمن گھر سے ننگے پانون دوڑا
مکان پر اوسکے کی تیرونکی بوچھاڑ
صدائے گریہ آ کر ہو گئی بند
کیا شدت الم سے اپنا منہ لال
سپہداری میں ہان بیجا ہی شاہا
نہین ہے مرگ سے قابو کسیکا
جیا اب کے پسر میرا نہ دم بھر
کہون کس سے میں حال اپنا عجب
اسی پیکان پہ یہ زور توان تھا
کیا جلنے کا آتش مین ارادہ
فضا ڈرتی نہین تیرو کمان سے

جہان میں پہلوان دیکھا نہ اپنا
مرے ہمراہ چل اے ناوک افگن
غرض سے کشن و ارجن شاہ دو خرم
نہ تھا اوس جا پہ انوار خورشید و ماہ
اوسی کی روشنی میں تیز رو تر
ہوا یون کار فرما اوس سے برہمن
دسون کو اپنی قدرت سے جلا کر
سدا بندون پر اپنی سیام سندر
جپے لیتے ہیں ہمیشہ کشن کا نام
ہمیشہ کشن کی کیجے عبادت
تکبر سے گران ہے شہ کی بار ہی

جو روکے وار شمشیر اجل کا
دکھاؤن تجکو طفلان برہمن
چلے اسوار رتھہ پر ہو کے باہم
نہ تاریکی سے آتی تھی نظر راہ
گئے باغ جنان میں وہ دلاور
منگا دی وہ دسو طفل برہمن
برہمن کو دیے دلشاد کر کر
ترحم دلسے کرتے ہیں فزون تر
تمہارا ہو رہا ہے اونکا نیک انجام
کہی عابد سے اپنے از نکوخو
گوارا ہے گدا کی خاکساری

نہیں جاتی ہے آنکھین دیکھی بیش
عیان ہے جو تجپہ اونکا راز مستور
گئے اک پل میں طی سات سمندر
سو وہ رستہ جکر مثل برق و روش
وہان حاضر ہوا آ کر وہ مہراج
دہرم نے شاد ہو کر سر جھکایا
کیا آباد مشکو ہے برہمن
عبادت جو کرے موہن کی جا بید
نہیں بہتر ہے کوئی کشن نامی
نہیں خوش بادشاہ نا سزا سے
نہو کہنی کی میری گر صداقت

کرو تیر خجالت سے دل ریش
ترا ہو لٹ تیر انگلی دو
رواں ہو جا کے پہنچے لامکان پر
درخشان ہر قدم تھا پیش موہن
کہا کی مہربانی کس طرح آج
برہمن کو دسو فرزند لایا
مٹایا انفعال ناوک افگن
ملی جنت اوسے کہتا ہے یون بید
کہ خود موہن کشن جسو نام سے رام
رہین راہی گدای ہر بار سے
تو شاہا سن لے جو یہ حکایت

ادھیائے ہشتاد و ہشتم

بیچ بیان جانے سے کشن کے محبت سے بدری کی منکان
اور ترک کرنا نعمتین درجودھن راجہ ہندوستان کی

جہاں میں تھا وہ درجودھن جو مشہور
مرصع سر پہ رکھتا تھا وہ افسر
ہزارون فیل اسواری میں ہر روز
تہ فرمان تھا اوسکے ہے ہندوستان
بظاہر کشن سے کرتا تھا وہ قال
غرور شاہی سے اے شاہ والا
کہا اوسوقت درجودھن نے ای شاہ
جہان کی نعمتین سب ہیں مہیا
ہوا ناشاد یہ سنکر کنہیا
مکان پر گئے درجودھن نے شاہا
کیے میدان میں فرش و خیمہ استادہ

خدیو وہ ہر شاہ ہستناپور
درخشان جسطرح خورشید انور
کمین جیسے عماری لال افروز
تکبر دل میں کرتا تھا وہ افزون
زبون باطن میں تھے پر او دو افعال
سر نخوت سدا رکھتا تھا بالا
کہ مین تیرا ہون دلسے دو خواہ
اوسے کر خوش چلا پر اے کنہیا
بظاہر اوسکی دعوت کی ہے ہمدم
کیا سامان دعوت سب مہیا
نہیں معلوم مجکو اوسکی تعداد

زر و گوہر سے مالا مال تھا وہ
وہ زرین حیز تھا اوسنے بنایا
نہ تھی جاہ و حشم کی اوسکی تعداد
سپاہ و گنج پر مغرور تھا وہ
وہ سر کش کبر سے تھا وہ جو زنکار
گیا اک دن وہ تنہا سیام پیارے
مری گھر آج ہے تیری ضیافت
مری گھر آج ہو تو چلکے مہمان
کیا فی الفور درجودھن کو رخصت
خیام اطلس و سنجاب و دیبا
درخشندہ وہ اونکی قبہ زر

برنگ غنچہ و گل لال تھا وہ
کہ تا دور فلک تھا جگمگاتا
وہ از جاہ و دولت سے تھا وہ شاد
خدا کی بندگی سے دور تھا وہ
کہ تھا نام تواضع سے اوسے عار
بٹھایا سیام نے اوسکو سوار اس
کہ واجب شاہ کو ہے شہ کی دعوت
دکھاؤں تجکو اپنا ساز و سامان
ہوے اسوار رتھہ پر خود بدولت
ضیافت میں جو ہے شاہوں کی زیبا
بروج چرخ پر جسطرح اختر

میان خیمہ ہای ارغوانی
چنے خیمون مین وہ طشت طلائی
بھرے نارنج رمان ناسپاتی
وہ شیرینی نہ نکلے جو جہان مین
معطر قند کی وہ لوز بادام
گلاب و قند کی تحفہ وہ برفی
بنائی در بہشت ایسی عجوبہ
طعام پختہ رنگا رنگ دیگر
طلائی پاندان مین سبز تر پان
ہزارون کشتیان لعل و گہر کی
بلائی مطرب و رقاص گلفام
بچھا کر مسند زربفت بیٹھا
پدر عابد تھا اک پیر نکو ذات
اوسی کا نام تھا ہرمز ربا بہ خبر
سنا اوسنے کہ اشتباہم سکندر
ہوئی اوسکو یہ سنکر بیقراری
نہین ممکن بھا کو رتبہ ماہ
نہ کی ایسی کوئی مین نے عبادت
غرض اس فکر مین بیصبر و بیتاب
کبھی اوٹھتا کبھی گرتا زمین پر
کبھی جا کر کھڑا ہوتا سر راہ
ہر اک سے پوچھتا کرکے اشارا
ادھر وہ ہین ہوئی جسدم روانا
دکھا کر جلوہ رخسار پر نور
نہین بھاتی مجھے نخوت کسی کی

بچھایا صاف فرش پرنیانی
کرے خورشید جسکی رونمائی
فلک تک جسکی بوی خوش تھی جاتی
جو شاید ہو تو ہو میری زبان مین
بتان مصر جیسے قند لین وام
عیان تھی جسکی صورت سے شگرفی
کہ جیسے در بہشت اثمار طوبی
نمک کے شیر کے شکر کے خوشتر
کہ جس سے تازہ تر ہو روح مہمان
ہزارون کشتیان پوشاک زر کی
کہ جسکا دہر مین مشہور تھا نام
لیے تیغہ سبھی سر پر مربیٹھا
عبادت کشن کی کرتا تھا دن رات
فرو رکھتا تھا اوسکی پاو مین سر
اگر نکلے جلوہ در جو ہرن کے گھر
لکھا دل مین یہ روی شرمساری
کہ ہی ظل ہما بھر شہنشاہ
نہی مجکو میسر گنج و دولت
گرا وہ خاک پر مانند سیماب
نظر کرتا کبھی سوئے چرخ برین پر
کہ آتا ہی کدہر وہ غیرت ماہ
کہ آیا تو نہین ہو مین بیپارا
ضمیر عابد و ارشش جانا
دل عاشق کرو نہین شاد و مسرور
اجنبی کی [illegible] کی آمد

کہے اومین منصب بلور کی جہاڑ
چنے ہر طشت مین وہ میوہ تر
وہ شیرین خوشہ ہای مغز انگور
کہ اوسکا وصف مین کرتا ہون تقریر
شکر پارے چنی ہندوستانی
امرتی کی کہون مین کیا مٹھائی
وہ خرما اور وہ حلوای معطر
چنے طشت زر افشان مین تمامی
چنگیر و نمین گل تر کی وہ مالی
چنے محفل مین بہر نذر موہن
ہوا طیار جب ہیہ زر و سامان
می نخوت سے جام چشم سرشار
محبت کشن سے رکھتا تھا جانی
بچھائی بوریا ہی بی ریائی
وہان ہی آج تقریب ضیافت
اکہین مفلس ہے وہ شاہ جہان ہے
کر نکلے کشن کب مجسے ملاقات
کرون کیا کشن سے ملنی کی تدبیر
کہون کیا اوسکا حال بیقراری
نکل آتا کبھی گھبرا کے در پر
کبھی خیمے مین در جود ہین جاتا
غرض اسطرح وہ پیر نکو ذات
کہ میری عشق مین دیوانہ ہی وہ
مجھے ہی صحبت سلطان سے نفرت
[illegible]

نہ دیکھی ہونگے ویسے نور کی جہاڑ
نہو ان باغ جنان مین جس سے بہتر
رہے ہے جسکی تمنا مین سدا حور
عجب کیا گر کرے پیدا وہ تاثیر
کہ جنکا کام تھا شکر فشانی
خمیر آب حیوان کی بنائی
کہ بوی خوش سے جسکی مغز ہو تر
بہت گمنام تھی کتنی تھی نامی
کہ تھی باغ جنان مین جسکی لالی
کہی لاکہون چراغ و شمع روشن
لگا تب دیکھنی وہ راہ مہمان
ہوا شی و خوشی سب طرح دا
فدا کی کشن پر عیش جوانی
وہ کرتا تھا زمین پر جبہہ سائی
رباب و رقص ہی نے فراغ نعمت
مری قسمت مین وہ دولت کہان ہی
کہ شہ کرتی ہین شاہو نسے ملاقات
نہو دی زرہی آدم کی توقیر
کہ دل سے گر گئی آرام و قراری
کبھی کوٹھی پہ چڑہتا ہو کے مضطر
خبر ہر دم ہانکی جا کے لاتا
رہا بیتاب و مضطر تا بہر رات
تجلی پر مری پروانہ ہی وہ
فقیرون سے مین کرتا ہون محبت
کہ ہین سرمایہ رنج و تحسر

کیا جسنے تکبر وہ ہوا خوار
ہوا اوام خرابی مین گرفتار

تکبر سے فلک کی پشت ہی خم
تکبر سے سراپا [illegible]

تکبر سے جبین مہ پہ ہی داغ
تکبر سے ہی پامال خزان باغ

غرور جاہ سے شاہ فلک [illegible]
ہزاروں چشم نرگس نادم ہی تک

ہوا نخوت سی راون کا زبون حال
ہرن کشتہ ہی نخوت سی پامال

کیا جسنے تکبر وہ تبہ ہے
کہ دیکھو سرخ کا چہرہ سیہ ہے

نہین کبر و ریا محبکو گوارا
بدر ہی محبکو درجہ مین سی پیارا

یہ کہکر طائر خورشید رفتار
اوڑا جانب مشتاق دیدار

وہ نغمہا ہی زنگار رنگ پر مغز
عجائب اور غرائب تحفہ نغز

جو تھین بزم شہنشہ مین مہیا
نکمین ہرگز نہ کہنیا نی پذیرا

رباب و رقص کا چھوڑا تماشا
ہوئی گھر مین بدر کی رونق افزا

شبستان بدر مین قدم سے
کیا بہتر گلستان ارم سے

بدر نے عارض مہ مین جو دیکھا
مکان تاریسی بیتاب دوڑا

ادب سے جاکے رکھا سر قدم پہ
لٹائی چشم تر سے گنج گوہر

ہوا پابوس اور کی گلفشانی
ہوئی سہدوش دونون یار جانی

ہوا خوش اسطرح سے وہ خدا رس
کہ پایے جیسے مفلس سنگ پارس

لگا یون ناچنے وہ مست مدہوش
کہ سر زیر قدم پا بر سر گوش

جو دیکھا عاشق صادق اوسی دم
کہنیا نے زر وہی لطف و آزرم

بدر کی دی نمک برگ شبینہ
کبھی نوش اور دیا اوسکو خزینہ

وہان سے گھر مین آئے سیام سندر
ہوا محبوب درجہ مین یہ سنکر

بھلا خوشتر غنی ہو کیون نہ محبوب
کہ مفلس ہے خدا کا دوست محبوب

تکبر سے غنی پاتا ہی دوزخ
اطاعت سے سقر مفلس پہ ہو یخ

در باب خاتمہ کتاب

فسانہ ختم کر اب یہہ جگنا تھہ
کہ لکھتے لکھتے عاجز ہو گیا ہاتھ

یہ ہی سی کشن کا افسانہ راز
نہ ہی انجام ہیکا اور نہ آغاز

نپایا بید نے اوسکا کنارا
کیا بر مہانی بھی کم اشکارا

سدا شیو ہین تفکر مین شب و روز
سر کیلاس پر با سینہ پر سوز

بہرن ہین غور مین دریا کی اندر
ازل سی غرق ہین پانی مین تا سر

ازل سی نارد سرخیل عشاق
نشا بان ہین ہمیشہ گرد آفاق

رواں ہین آسمان پر ماہ و انجم
نشا بان ہین مین پر خیل مردم

ازل سی چرخ پر جو بندہ ہی اندر
ہزار انکھین ہین پر شرمندہ ہی

عبور اس بحر پر خون سی ہی دشوار
کوئی کشتی نہ اس سی لگیا پار

بنائی پاس ذکو بید ہر جا
کہلا اوپر ہی لیکن کچھ نہ اسرار

کہان ہین تیری عقل و فہم ادراک
نہ پائی اوج گردون ذرہ خاک

نپایا شاستر نے جسکا انجام
کہان تک تو کریگا اوسکو ارقام

یہ قصہ طول ہی بس مختصر کر
کہ قصہ مختصر ہوتا ہی بہتر

زبان پر حفظ کر اب کشن کا نام
کہ جسکے فیض سے ہو نیک انجام

رہون دنیا مین خوش تا زندگانی
ملی عقبی مین عیش جاودانی

دعا کر سیام سندر سی یہ خوشتر
کہ تیرا ذکر ہو ہر دم زبان پر

طفیل نام سے تیری ہمیشہ
سخن کا جو کوئی رکھتا ہو پیشہ

کرے میرا سخن وہ سے پذیرا
ہنر سے اپنے بخشی عیب میرا

پڑھے جو یہہ فسانہ شاد ہووے
عذاب دہر سے آزاد ہووے

مطالب اپنی پاوی حسب دلخواہ
زن و اولاد و روزی دولت و جاہ

دعای خیر سے مجکو کرے یاد
سخن کی میری دی انصاف سے داد

میان خیمہ ہای ارغوانی
چنے خیموں مین وہ طشت طلائی
بھے نارنج رمان ناسپاتی
وہ شیرینی نہ نکلے جو جہان مین
معطر قند کی وہ لوزبادام
گلاب و قند کی تحفہ وہ برفی
بنائی در بہشت ایسی عجوبہ
طعام پختہ رنگا رنگ دیگر
طلائی پاندان مین سبز تر پان
ہزاروں کشتیان لعل و گہر کی
بلائی مطرب و رقاص گلفام
بچھا کر مسند زربفت بیٹھا
بدر عابد تھا اک پیر نکوذات
اوسی کا نام تھا ہرمز رباہر
سنا اوسنے کہ اشتیام سندر
ہوئی اوسکو یہ سنکر بیقراری
نہیں ممکن سبھا کو رتبہ ماہ
نہ کی ایسی کوئی مین نے عبادت
غرض اس ڈر مین بسیار بیتاب
کبھی اوٹھتا کبھی گرتا زمین پر
کبھی جا کر کھڑا ہوتا سر راہ
ہر اک سے پوچھتا کرکے اشارا
اودہر ہو مین ہوئی جب دم روانا
دکھا کر جلوۂ رخسار پر نور
نہیں بھاتی مجھے نخوت کسی کی

بچھایا صاف فرش پرنیانی
کرے خورشید جسکی رونمائی
فلک تک جسکی بوی خوش تھی جاتی
جو شاید ہو تو ہو میری زبان مین
بتان مصر جنسے قند لیں وام
عیان تھی جسکی صورت سے شگرفی
کہ جیسے در بہشت اثمار طوبی
نمک کے شیر کے شکر کے خوشتر
کہ جس سے تازہ تر ہو روح مہمان
ہزاروں کشتیان پُرپناک زر کی
کہ جسکا دہر مین مشہور تھا نام
لیے تیغہ سبھی سر پر مر بیٹھا
عبادت کشن کی کرتا تھا دن رات
فرور کھتا تھا اوسکی یاد مین سر
کر رنگے جلوہ در جود ہرن کے گھر پر
کھا دلمین نہ روی شرمساری
کہ ہے عاقل ہما ہر شہنشاہ
نہ ہے مجکو میسر گنج و دولت
گرا وہ خاک پر مانند سیماب
نظر کرتا کبھی سوی چرخ بریں پر
کہ آتا ہے کدھر وہ غیرت ماہ
کہ آیا تو نہیں ہے وہ مرا پیارا
ضمیر عابد دل ریش جانا
دل عاشق کرو نہیں شاد و مسرور
اجنہ کی ملک کی آدمی کی

کیے اونمین غضب بلور کی جھاڑ
چنے ہر طشت مین وہ میوۂ تر
وہ شیرین خوشہ ہای نغز انگور
کہ اوسکا وصف مین کرتا ہون تقریر
شکرپارے چنے ہندوستانی
امرتی کی کہوں مین کیا مٹھائی
وہ خرما اور وہ حلوای معطر
چنے طشت زر افشان مین تمامی
چنگیرونمین گل تر کی وہ مالے
چنے محفل مین بہر نذر موہن
ہوا طیار جب بہ زر و سامان
می نخوت سے جام خشم سرشار
محبت کشن سے رکھتا تھا جانی
بچھائی بوریای بی ریائی
وہان ہے آج تقریب ضیافت
کہ مین مفلس ہوں وہ شاہ جہان ہے
کرینگے کشن کب مجسے ملاقات
کروں کیا کشن سے ملنی کی تدبیر
کہوں کیا اوسکا حال بیقراری
نکل آتا کبھی گھبرا کے در پر
کبھی خیمہ مین در کے جو دہن جاتا
غرض اسطرح وہ پیر نکوذات
کہ میری عشق مین دیوانہ ہے وہ
مجھی پر ہے محبت سلطان سے نفرت
غرور و نخوت و کبر و تکبر

نہ دیکھی ہونگے ویسے نور کی جھاڑ
سنہون باغ جنان مین جس سے بہتر
رہے جسکی تمنا مین سدا حور
عجب کیا گر کرے بینی وہ تاثیر
کہ جنکا کام تھا شکر فشانی
خمیر آب حیوان کی بنائی
کہ بوی خوش سے جسکے مغز ہو تر
بہت کمنام تھی کتنی تھی نامی
کہ تھی باغ جنان مین جسکی لالے
کیے لاکھوں چراغ و شمع روشن
لگا تب دیکھنے وہ راہ مہمان
حواشی و خواصی سب طرح آ
فدا کی کشن پر عیش جوانی
وہ کرتا تھا زمین پر جبہہ سائی
رباب و رقص ہے انواع نعمت
مری قسمت مین وہ دولت کہان ہے
کہ تشنہ کرتے ہین شاہو سے ملاقات
نہو دی زر ہے نی آدم کی توقیر
کہ دل سے گھر گئی رم استواری
کبھی کوٹھے پہ چڑھتا ہو کے مضطر
خبر ہر دم وہ مانگی جا کے لاتا
رہا بیتاب و مضطر تا سحر رات
تجلی پر مری پروانہ ہے وہ
فقیروں سے مین رکھتا ہوں محبت
یہ ہین سرمایہ رنج و تحسر

کیا جسنے تکبر وہ ہوا خوار
ہوا وہ ام خرابی مین گرفتار

تکبر سے جبین مہ پہ ہی داغ
تکبر سے ہی پامال خزان باغ

ہوا نخوت سے راون کا زبون حال
ہرن کشپ بھی نخوت سے پامال

نہین کبر و ریا مجھکو گوارا
بدر رہی مجھکو در جودہن سے پیارا

وہ نغمتہای زنگار رنگ پر مغز
عجائب اور غرائب تحفۂ نغز

رباب و رقص کا چھوڑا تماشا
ہوئی گھر مین بدر کی رونق افزا

بدر نے عارض موہن جو دیکھا
مکان تار سے بیتاب دوڑا

ہوا پابوس اور کی گلفشانی
ہوئی سہدوش دونون یار جانی

لگا یون ناچنے وہ مست مدہوش
کہ سر زیر قدم پا بر سر گوش

بدر کی بی نمک برگ شبینہ
کبھی نوش اور دیا اوسکو خزینہ

بھلا خوشتر غنی ہو کیون نہ محبوب
کہ مفلس ہے خدا کا دوست محبوب

تکبر سے فلک کی پشت ہی خم
تکبر سے سراپا سوزنی ہم

غرور جاہ سے شاہ افلاک
ہزارون چشم زن دم ہی تک

کیا جسنے تکبر وہ تبہ ہے
کہ دیکھو سرخ کا چہرہ سیہ ہے

یہ کہکر طائر خورشید رفتار
اوڑایا جانب شبستان دیدار

جو تھین بزم شہنشہ مین مہیا
نگین ہرگز نہ کھیانی پہ بہا

شبستان بدر مین قدم سے
کیا بہتر گلستان ارم سے

ادب سے جا کے رکہا سر قدم پہ
لٹائی چشم تر سے گنج گوہر

ہوا خوش اسقدر جس سے وہ خدا ترس
کہ پایے جیسے مفلس سنگ پارس

جو دیکھا عاشق صادق اور گرم
کھینیانی زروی لطف و آزرم

وہان سے گھر مین آئی سیام سندر
ہوا محبوب در جودہن پہ سنکر

تکبر سے غنی پاتا ہی دوزخ
اطاعت سے سقر مفلس پہ ہو یخ

در باب خاتمۂ کتاب

فسانہ ختم کر اب یہہ جگنا تھہ
کہ لکھتے لکھتے عاجز ہو گیا ہاتھ

نپایا بید نے اوسکا کنارا
کیا برہما نی بھی کم اختیارا

برن ہین غور مین دریا کی اندر
ازل سے غرق ہین پانی پہ تا سر

روان ہین آسمان پر ماہ و انجم
شتابان ہین مین پر خیل مردم

عبور اس بحر پر خون سے ہی دشوار
کوئی کشتی نہ اس سے لگ گیا پار

کہان ہین تیری عقل و فہم و ادراک
نہ پائی اوج گردون ذرۂ خاک

یہ قصہ طول ہی بس مختصر کر
کہ قصہ مختصر ہوتا ہی بہتر

رہون دنیا مین خوش تا زندگانی
ملی عقبی مین عیش جاودانی

طفیل نام سے تیری ہمیشہ
سخن کا جو کوئی رکھتا ہو پیشہ

پڑھے جو یہہ فسانہ شاد ہووے
عذاب دہر سے آزاد ہووے

یہ ہی سی کشن کا افسانہ راز
نہ ہی انجام ہسکا اور نہ آغاز

سدا شیو ہین تصور مین شب و روز
سر کیلاس پر با سینۂ پر سوز

ازل سے نارد سر خیل عشاق
شتابان ہین ہمیشہ گرد آفاق

ازل سے چرخ پر جو بندہ ہی اندر
ہزار آنکھین ہین پر شرمندہ ہی

بنائی بیاس نی گو بید ہر چار
کہلا او پر ہی لیکن کچھ نہ اسرار

نپایا شاستر نے جسکا انجام
کہان تک تو کریگا اوسکو ارقام

زبان پر حفظ کر اب کشن کا نام
کہ جسکی فیض سے ہو نیک انجام

دعا کر سیام سندر سے یہ خوشتر
کہ تیرا ذکر ہو ہر دم زبان پر

کرے میرا سخن مقبول پذیرا
ہنر سے اپنی بخشی عیب میرا

مطالب اپنی پائی حسب دلخواہ
زن و اولاد و روزی دولت و جاہ

دعای خیر سے مجھکو کرے یاد
سخن کی میری دی انصاف سے داد

قطعۂ تاریخ خاتمۂ کتاب از مصنف

بہ آہنگ بہاؤن خوش زبانہ ہوا تاریخ کاتب مین طلبگار	سروش غیب سی بافکر بسیار	کہا ہاتف نی وہ جسکے ہوگی مشتاق	ہوا جب ختم یہہ شیرین فسانہ بنی یہہ بھاگوت بی مثل آفاق ۱۲۷۵ھ

قطعۂ تاریخ وفات منشی جگناتھ خوشتر طبع زاد لالہ انت رام

جہان سی جب ہوئی رخصت جگناتھ وہین از بہر تاریخ وفاتش	سنا جسنے ملے افسوس کے ہاتھ جو ماری مین نی بحر فکر مین ہاتھ	و فور جوش الفت سی مین گریان کہا ہاتف نی تب از روی ہیہات	گیا تا ساحل ہم نعش کے ساتھ گیا عالم سی جنت کو جگناتھ ۱۲۷۹ھ

تاریخ لامثال از سراپا ستائش ہیرالال دانش

ہوئی انجام یہ سی بھاگوت جب	ہوا دانش پی تاریخ بیتاب	کہا ہاتف نی تب از روی اکرام	ہوئی ہی ہند مین یہ نظم نایاب ۱۲۷۵ھ

تاریخ از شاعر کامل فن لالہ رنگ لال چمن

چمن خوشتر ہی یہ مانند شاعر سری مد بھاگوت بعد اوسکے کی نظم غرض نو سال کے عرصہ مین تینون کیا تاریخ کا جو غور یکبار	ہر اک ہی شاعری سی اوسکی ماہر ادسی تقطیع مین با طرز زیادہ ہوئین چارون طرف عالم مین ظاہر	کہ پہلے نظم کی رامائن نغز ہدم پوتھی جو ہی مشہور آفاق سراپا سیر کرکے بھاگوت کو	ہوئی عالم کے جو مطبوع خاطر کیا نظم اوسکو بھی خوشتر نی آخر ہوئی دلکو نشاط و عیش وافر کہا دل نی کہ ہی یہ نظم نادر ۱۲۷۵ھ

تاریخ از بلند اقبال لالہ روشن لال خلف منشی جگناتھ خوشتر

جو روشن لال نی پوتھی کی کی سیر	کہا دل سی کہ کہہ تاریخ بی ریو	کیا جو غور بولا ہاتف غیب	جسومت نند رادہا کشن بسدیو ۱۲۶۷

ایضا در مدح جناب منشی نولکشور صاحب دام اقبالہ

الا ای خامہ با رنگین خیالی خرامان باکمال ناز ہو آج امیر نامور والا گہر ہے عقول عشرہ بڑھانے بنا کر سبھونکو عقل سے محتاج رکھا ہنرمند و طلبگار ہنر ہے یہ حاصل خوشنویسی کی ہی دولت	روان ہو صورت باد شمالی کہ ہوش کبک بھی پرواز ہو آج سخی و قدردان عالی ہنر ہی نظر کی جن نی انسان و ملک پر خرد کا اوسکی سر پر تاج رکھا گہر بخش و خریدار گہر ہے کہ وہ یاقوت کو دیتا ہے خلعت	بیاض نامہ پر کر گلفشانی دکھا اپنی محبون وہ خوش خرامی ارسطو سی وہ دانش مین فزون ہی نپایا جب کسی نی اوسکی مقابل اسی سی عقل مین ممتاز ہی وہ بلاغت اوسکی بشر سیی ہی پیدا یہ ہی اصلاح مین اوسکی صفائی	عیان ہوتا بہار بوستانی کہ لکھون وصف منشی گرامی فلاطون سی خرد مین وہ فزون ہی ندیکھا کوئی اہل دولت کو قابل خرد پرور خرد پرداز ہے وہ کہ جیسے رنگ گل سی ہو ہویدا شکست خط کو بخشی مومیائی

یہ دونون وزیر ہی خورشید و مہ کے
خط گردون پہ اوسکا نصف صاد ہے
جسے کہتے ہین سب عقد ثریا
خیال بزم گر آوے بتکرار
مدقق وہ جو لکھے سہل مضمون
درست اور کیاست اور فراست
اوسے حاصل ہی اسباب امیری
قم حشمت کا اوسکی منتظم ہے
لکھون کیا اوسکے دانش کا فرہنگ
بہار بوستان علم ہے وہ
بہار دانش دولت ہی اوس سے
غنی ہی دولت دنیا سی دو نے
تعال اللہ عجب جاہ و حشم ہی
مقابل اوسکے زر ریز و گہر بار
کرون کیا شرح اوسکی در فشانی
چمن عالم کا تھا خشکی سی بیتاب
نہین یہ بخشش زر رایگان ہے
نہو دریا کبھی بخشش سے محتاج
ابد تک اسکی دولت کم نہوگی
ملا جو اوس سے اہل زر ہوا وہ
کہ دیکھین پوتھیان میری پدر کی
کیا ارشاد مجھسے شاد ہو کر
کہا مین نے زہی بندہ نوازی
رہا دو روز غرق بحر فکرت
صفت منشی کی لکھکر شوق سی تو

عطارد نے کیے ہین مشق اوس سے
جو خط استوا کہتے ہین یا استاد
وہ اوسکی نثر کا ہی ایک فقرا
کرے صفحہ خط ریحان سے گلزار
نہ دقیانوس سمجھے نی فلاطون
اوسی بخشی خدا نی دو سیاست
عطارد اوسکی کرتا ہی دبیری
ثریا انجمن کا منصرم ہے
قیافے کا یہان ہی قافیہ تنگ
نگار گلستان حلم ہے وہ
شمیم گلشن حشمت ہے اوس سے
محبت ہی اوسے نیک و بد سے
فلک کی پشت آگے اوسکی خم ہی
نہ دریا ہی نہ نیسان ہی نہ کہسار
دل دریا ہی جس سے پانی پانی
کیا آب کرم سے اوسنے سیراب
کہ حاصل اس سے گنج شایگان ہے
جو کل خالی تو پھر لبریز ہی آج
یہ جمعیت کبھی برہم نہوگی
خزف سی صورت گوہر ہوا وہ
نوازش میری منظور نظر کی
کہ تینون پوتھیان تصنیف خوشتر
کرین گر آپ ایسی سرفرازی
کہ کیا اونکی بجا لاؤن مین خدمت
چھپا دے بھاگوت مین فوق سی تو

ید بیضا جو ہی موسی کا مشہور
عبارت اوسنی کچھ لکھی ہی رنگین
کرے گر معرکے کا نثر مین عزم
فصیح و خوش بیان شیرین سخن ہی
مدبر وہ کرے گر نظم عالم
ازل سے مشتری ہی یار اوسکی
فلک سی گرم ہی بزم اوسکی جاوید
زہے بس ہی نیک اوسکا ہر ستارا
کتاب عقل کا ہی وہ نشانی
خرد مین زبدۂ آفاق ہے وہ
بفضل خالق باری ہی اوسپر
کریما تو اوسے مانند شمشاد
ازل سی بنا [illegible]
سنا یہ حوصلہ اوسکا جو یہ دل
جگر صد پارہ ہی نیسان کا غم سی
کرن نازان ہی گلزار جہان مین
شجر اپنے لٹاتا ہی جو اثمار
سخی ہی صورت ابر عطا بس
سخاوت مین وہ نامی ہی خدا رس
یہ اوسکی دیکھی بندہ نوازی
نہ استحقاق تھا میرا قدیمی
اگر مرضی ہو تیری چھاپ دین ہم
نوازش ایسی فرمائی جو مجھپر
سروش غیب نے مجھسے کہا تب
ہوا جو غیب سے یہ مجکو معلوم

وہ بیضاوی ہی اسکا حرف پر نور
وہی ہی نثر نثرہ نظم پروین
بہار بزم مین پیدا کرے رزم
دم تقریر طوطی چمن ہے
موافق ہون قلوب جن و آدم
معین ہی دولت بیدار اوسکی
کہ ہر مطرب ہی اوسکا رشک ناہید
سعادت ہی جبین سی جلوہ آرا
زبان اوسکی ہی میزان معانی
میان علم منطق طاق ہی وہ
کہ قانون کرم ہی اوسکو ازبر
سدا رکھنا سموم غم سی آزاد
خجل ہوتا جو ہوتا حاتم طے
کیا گنج اپنا قارون نے تہ گل
صدف دل تنگ ہی بار شکم سی
کہ میرا رنگ قائم ہی جہان مین
تو ہوتا ہی ثمر سے بھرہ پر بار
ادہر خالی اودہر پر ہی فرو تر
بنایا ہی خدا نے اوسکو پارس
نہ سمعی تھی سخن یہ دلنوازی
بلا کر مجکو از راہ کرمی
کہ تینون نسخے ہین مطبوع عالم
گیا تب فکر مین مین دل کے اندر
کہ روشن لال تو یہ بات کر آب
اوسی دم مدح کی منشی کی رقم

سخن ممکن کہ اوسکی مدح ہو ختم
روان گنگ و جمن ہین تا کہ ہی آب

دعا پر اب کیا اس مدح کو ختم
در و یاقوت ہین جب تک کہ ہی تاب

الٰہی تا کہ مہر و مہ ہین روشن
رہے وہ مسند دولت پہ قائم

گل و لالہ ہین جب تک زیب گلشن
بشان شوکت و اقبال دائم



ایضاً قطعۂ تاریخ ہر سہ پوتھی

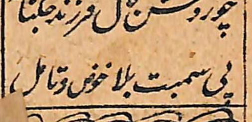


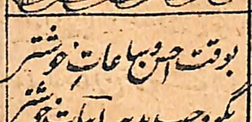
دعا کی بعد راقم شاد خاطر
سری آتما ہین سی بھاگوت ہی
سر دشمن قلم کر بہر تاریخ

رقم کر اک نئی تاریخ نادر
بدم پوتھی بھی ہی تصنیف آخر

کہ تصنیف پدر ہین تین پوتھی
کیا جو غور مین نے بہر تاریخ

کرون نام ان کا مین عالم مین ظاہر
کیا ہاتف نے تب یہ مجکو باہر
کہ تینون نسخے ہین اب دو مین نادر
۱۸۶۳ء





تاریخ تصنیف مدح از شاعر عالی طبع واجب

چو روشن لال فرزند جگناتھ
پی سمبت بلا خوض و تامل

کہ میدارد صفات ذات خوشتر

نوشت این مدح منشی ذی القدر

بوقت احسن و ساعات خوشتر
بگو وجب بدیہ ابیات خوشتر
۱۹۲۰

قطعۂ تاریخ طبع از منشی گوبند پرشاد فضا

فضا خوشتر کی تار این نکو ہی

[illegible] کیا نظم مرغوب

ز روی انکسار اب لکھہ یہ تاریخ

چھپی با آب رو بھاگوت جب
۱۲۸۰ھ